اگر اسلام کے پاس فرسٹریشن کا علاج نہیں، تو کیا 1 ہتھسٹ باپ اپنی 13 سالہ بیٹیوں سے سیکس کروا کر فرسٹریشن کے خاتمے میں کردار ادا کریں گے؟

مغرب میں 16 سال سے کم عمر کے بچوں کی سیکس ایکٹیویٹیز کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ لیکن چونکہ پھر بھی خطرہ ہوتا ہے کہ یہ بچے سیکس ایکٹیویٹیز کر بیٹھیں، چنانچہ انہیں 12 سال کی عمر تک پہنچتے تک سیکس کی ایجوکیشن کھل کر دی جاتی ہے۔ انہیں بتایا جاتا ہے کہ سیکس کے نتیجے میں بچہ پیدا ہو گیا تو ان کی زندگی کیسے تبدیل ہو جائے گی اور انہیں کن کن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، ان کی صحت کو کیا خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ پھر انہیں Safe Sex کے طریقے بتائے جاتے ہیں۔ اور اگر یہ بھی کارگر نہ ہو پائیں تب بھی انہیں وحشیانہ سزاؤں سے ڈرایا نہیں جاتا ہے، بلکہ ان کا خوف مکمل طور پر ختم کیا جاتا ہے تاکہ وہ کھل کر سکول ٹیچر یا ماں باپ یا پولیس یا ہسپتال میں کسی سے بھی رابطہ کریں اور اپنے مسائل انہیں بیان کریں۔ انہیں وقت پر abortion کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔

انہی اقدامات کی وجہ سے آہستہ آہستہ مغربی معاشرہ یہاں پہنچ چکا ہے جہاں 16 سال سے قبل بچوں کی پیدائش کے واقعات کی شرح صفر کے کافی قریب پہنچ چکی ہے۔

جبکہ اسلامی ممالک میں وحشیانہ سزاؤں کا ڈرا تنا خوفناک ہے کہ بچے نہ تو ماں باپ کو بیان کر سکتے ہیں، نہ پولیس کو۔ بلکہ وہ اسے چھپاتے ہیں۔ پھر ماں باپ کو پتا چل جائے تو دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ اس لیے پاکستان میں کچرے کے ڈھیروں پر نومولود بچوں کو مار کر پلاسٹک کے تھیلوں میں بند کر کے پھینک دیا جاتا ہے، یا پھر اگر جان بخش بھی دی جائے تب بھی ایدھی کے پنگوڑوں میں نامعلوم طریقے سے ڈال دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسلامی ریاست میں مائیں اپنے بچوں کو خود اپنے ہاتھوں قتل کر کے، یا پھر نامعلوم طریقے سے کہیں پھینک کر پوری زندگی نفسیاتی مریض بن کر گذارنے پر مجبور ہیں۔

مگر چونکہ مغرب میں ایسا خوفناک اور بدنامی کا ماحول نہیں ہے، اس لیے اگر بچہ پیدا ہو بھی جائے تو ہر طرف سے سپورٹ مل رہی ہوتی ہے۔ بچے کو بدنامی کے ڈر سے قتل نہیں کیا جاتا، بلکہ اسے ریاستی اداروں کی مدد سے Adoptation کے لیے دے دیا جاتا ہے۔

کاش کہ آپ اسلامی نظام کی یہ خرابیاں دیکھ سکیں اور انہیں کھلے دل سے تسلیم بھی کر سکیں۔
مسائل کے حل کے لیے آپ کو لامحالہ مغرب کے بہتر نظام کی پیروی کرنی پڑے گی۔

غامدی کو چیلنج: نکاح کے وقت عائشہ کی عمر 16 سال کی صرف 1 روایت ہی پیش کر دیں

غامدی صاحب اس چیلنج میں ناکام ہو جائیں گے، کیونکہ یہ سرے سے کوئی روایت ہی نہیں، بلکہ ہوا یوں کہ کتاب "مشکوٰۃ" کے مؤلف ایک جگہ اپنی طرف سے ایک عبارت لکھ رہے تھے جہاں غلطی سے ان سے لکھا گیا کہ عائشہ کی بڑی بہن عائشہ سے "عشر" (دس سال) بڑی تھیں، حالانکہ انہیں "عشر" کی جگہ "عشرین" لکھنا تھا (یعنی وہ عائشہ سے 20 سال بڑی تھیں)۔ اسی غلط عبارت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے غامدی صاحب نے بہانہ بنا لیا کہ عائشہ کی بڑی بہن کی وفات ۷۳ ہجری میں ایک سو برس کی عمر میں ہوئی، چنانچہ اس لحاظ سے عائشہ کی عمر نکاح کے وقت 16 سال نکلتی ہے۔

چیلنج: مشکوٰۃ کے مؤلف عائشہ کے کئی سو سال بعد آئے۔ بغیر کسی روایت کے انہیں کیا خواب میں حضرت عائشہ نے بتایا کہ نکاح کے وقت ان کی عمر 16 سال تھی؟

جبکہ اسی کتاب "مشکوٰۃ" کے مؤلف اسی رسالے میں دوسری جگہ عائشہ کے باب میں لکھتے ہیں: "عائشہ صدیقہ اُمّ المومنین: یہ عائشہ حضرت ابوبکر کی لڑکی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نکاح کا پیغام دیا اور آپ سے مکہ میں شوال کے مہینہ میں نکاح کیا۔ (یہ واقعہ) 10 نبوت میں ہوا یعنی ہجرت سے تین برس پہلے اور آپ نے ان کو ۱۸ مہینہ گذرنے کے بعد ۲ ہجری میں اپنی دلہن بنایا جس وقت آپ کی عمر کل ۹ برس کی تھی"۔

18 صحابہ وتابعین کے نام جنہوں نے نکاح کے وقت عائشہ کی عمر 6 سال بتلائی

ایک طرف 1 بھی روایت موجود نہیں جو عائشہ کی عمر نکاح کے وقت 16 سال بتلائے، جبکہ دوسری طرف 18 صحابہ اور تابعین نے حضرت عائشہ اور اپنی سند سے روایات بیان کی ہیں جہاں انہوں نے عائشہ کی عمر نکاح کے وقت 6 سال بتلائی۔

ان 18 صحابہ وتابعین کے نام یہ ہیں۔

۱۔ عروہ بن زبیر (بخاری، ۳۶۸۱۔ مسلم، ۱،۱۴۲۲، المعجم الاوسط، ۲۹۵۷، معرفۃ الثقات، ۲۳۴۳)
۲۔ اسود بن زید (مسلم، ۱۴۲۲)
۳۔ عبداللہ بن صفوان (مستدرک حاکم، ۶۷۳۰)
۴۔ عبداللہ ابن ابی ملیکہ (سنن النسائی الکبریٰ، ۵۳۶۵)
۵۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن (سنن النسائی، ۳۳۷۹)
۶۔ قاسم بن محمد (الآحاد والمثانی ۳۰۰۷۔ طبرانی، المعجم الکبیر ۲۳/۲۲)
۷۔ عبدالملک بن عمیر (طبرانی، المعجم الکبیر ۲۳/۲۹)
۸۔ عبدالرحمٰن بن محمد بن زید بن جدعان (طبرانی، المعجم الکبیر ۲۳/۳۱)
۹۔ یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب (مسند احمد، ۲۵۸۱۰۔ مسند ابی یعلی، ۴۶۷۳۔ مسند اسحاق بن راہویہ، ۱۱۶۴)
۱۰۔ عمرۃ بنت عبدالرحمٰن (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ ۸/۵۸)
۱۱۔ ابو عبیدۃ (سنن النسائی الکبریٰ، ۵۳۶۹)
۱۲۔ ابو عبیدۃ عن عبداللہ بن مسعود (ابن ماجہ، رقم ۱۸۷۷)
۱۳۔ ابو اسحاق عن مصعب بن سعد (الطبقات الکبریٰ ۸/۶۰)
۱۴۔ یزید بن جابر عن ابیہ (مستدرک، ۶۷۱۴)
۱۵۔ ابو عبیدہ عن جابر بن زید (مسند الربیع، ۵۲۲، ۷۳۱)
۱۶۔ حبیب مولیٰ عروۃ (مستدرک، ۶۷۱۶)
۱۷۔ جعفر بن برقان عن الزہری (الطبقات الکبریٰ ۸/۶۱)
۱۸۔ سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ (طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۳/۱۹)

انسانیت کے علمبردار اشوکا اعظم کی ہدایات

کتنے پاکستانی ہیں کہ جنہوں نے پوری زندگی میں کبھی اشوکا اعظم کا نام بھی سنا ہوگا؟! افسوس کہ مذہبی تعصب نے پاکستانی مسلمانوں کو کہیں کا نہیں رکھا اور انہیں کنویں کا مینڈک بناڈالا کہ جہاں پوری کائنات کنویں تک محدود ہے، اور وہاں رحمت للعالمین محمد صاحب ہیں۔

عظیم گوتم بدھا نے انسانیت کا جو شجر لگایا، تو اس کا ایک پھل اشوکا اعظم بھی تھا۔

اشوکا اعظم کا زمانہ تیسری صدی قبل از مسیح کا ہے (یعنی اسلام سے 850 سال قبل تقریباً) اور اس کی سلطنت موجودہ افغانستان، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور برما تک پھیلی ہوئی تھی۔

اشوکا نے انسانیت کی خدمت کی خاطر کچھ ہدایات دیں، اور انہیں سلطنت کے مختلف علاقوں میں باقاعدہ طور پر ستونوں اور چٹانوں پر کندہ کروادیا تاکہ عوام خود ان ہدایات کو پڑھ سکے۔

https://en.wikipedia.org/wiki/Edicts_of_Ashoka

انتہائی ضرورت ہے کہ ان ہدایات کو آج لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے، تاکہ وہ اس سے Inspiration حاصل کر سکیں، اور اپنی زندگیوں اور اپنے معاشروں کو انسانیت کے رنگ میں ڈھال سکیں۔

1) آپ کے بادشاہ اشوک کا حکم ہے کہ سلطنت میں کہیں بھی کسی جانور کو نہیں مارا جائے گا۔ پہلے جو ہر وقت جانوروں کو مار کر بے تحاشہ کھایا جاتا رہا ہے، اس سلسلے کو بتدریج کم کیا جائے گا۔ ہم خود شاہی محل میں کبھی کبھار دو مور اور ایک ہرن کو کھا لیتے ہیں۔ ہم اِسے بھی ختم کر دیں گے۔

2) مشرق و مغرب، شمال و جنوب، پوری سلطنت میں انسانوں اور جانوروں کے لیے الگ الگ طبی فوائد سے لبریز جڑی بوٹیاں کاشت کی جائیں گی۔ جن علاقوں میں جڑی بوٹیاں نہ اگ سکیں وہاں حکومت خود پہنچائے گی۔ ہم جگہ جگہ کنویں کھدوا رہے ہیں اور سایہ دار درخت لگوا رہے ہیں تاکہ انسانوں اور جانوروں، سب کو فائدہ ہو۔

3) ہر پانچ برس بعد ہمارے خاص نمائندے پوری سلطنت کا چکر لگائیں گے، مذکورہ تعلیمات (دھما) سکھائیں گے اور موجودہ حالات کو تحریر کر کے ہمیں پیش کریں گے: والدین کا احترام

ضروری ہے؛ دوستوں اور رشتے داروں سے اچھے تعلقات قائم رکھیں؛ علم سکھانے والے معلّمین اور روح کی تربیت کرنے والے درویش شدید محبت کے قابل ہیں؛ کسی جاندار کو مت مارنا نہ قتل کرنا؛ ضرورت سے زیادہ بچت اور خرچ درست نہیں، میانہ روی سے زندگی کا معیار بہتر ہو گا۔ یاد رہے کہ ہم اِن بظاہر سادہ احکامات پر عمل درآمد بھی کروائیں گے اور نتائج کو بصورتِ تحریر محفوظ بھی کریں گے۔

4) ہم سے پہلے جو عام انسانوں، معصوم جانوروں، اساتذہ اور دنیا تیاگ دینے والے درویشوں پر ظلم وستم ہوتے رہے، اِسی وجہ سے آسمانی مدد نہ آتی تھی۔ پہلے ہر ذرا ذرا سی بات پر بے کار رسوم کا رواج تھا اور ڈھول بجا بجا کر سب کا جینا حرام کیے رکھا تھا، اب خاموشی کا راج ہو گا اور اچھی اخلاقیات (دھما) کی موسیقی بجے گی۔۔ تب آسمانوں سے وہ مدد بھی آئے گی جس کے سب جاندار لائق ہیں۔ اِس سلسلے میں کچھ برس پہلے سے آپ کے بادشاہ اشوک نے اپنے خاندان سے آغاز کیا ہے تاکہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اُس پر پہلے خود عمل کریں۔ بعد میں چاہے حکومت ہمارے خاندان میں رہے یا کسی اور کو منتقل ہو جائے، ہم سب کے لیے مثال قائم کر رہے ہیں۔

5) آپ کو اچھائی کے راستے میں مشکلات پیش آئیں گی، آپ نے گھبرانا نہیں۔ شروع میں مشکل پیش آتی ہے کیونکہ صدہا برسوں سے ہم نے اِن پر عمل نہیں کیا ہوتا۔ ایک بار معاشرے میں اچھائی جڑیں پکڑ لے گی تب سب آسان ہو جائے گا۔ اچھائی اور تہذیب کے راستے میں شاہی خاندان عام عوام کے مقابلے میں زیادہ مشکلات پاتے ہیں کیونکہ سب سے زیادہ بگڑے ہوئے بھی یہی ہوتے ہیں۔ اس لیے یاد رکھیے کہ حکومت کو آپ سے زیادہ مشکلات کا سامنا ہو گا مگر ہم گھبرائیں گے نہیں۔

ہم نے کچھ حکام مقرر کیے ہیں جو سلطنت میں کسی کا مذہب تبدیل کیے بغیر اچھی اقدار اور رفاہِ عامہ کو یقینی بنائیں گے۔ وہ حکام مغربی سرحدوں کے قریب آباد یونانی قبائل، کمبوجا، گندھارا، راستاریکا اور پاتینیکا میں بھی جا رہے ہیں اور پرامن اخلاقی اقدار کی تعلیم دیں گے۔ یہ حکام پوری سلطنت میں سب کے ساتھ مل کر کام کریں گے جن میں فوجی، سردار، اہلِ علم، اساتذہ، گھریلو ملازمین، غریب لوگ، عمر رسیدہ اور نیک سیرت افراد شامل ہوں گے۔۔ یوں یہ افراد بھی خوف و غم سے نجات پا لیں گے۔ ہم خصوصی طور پر قیدیوں پر توجہ کر رہے ہیں۔ اگر ہمارے حکام میں سے کوئی بہتر سمجھے گا تو بیمار، عمر رسیدہ یا گھر کے واحد کفیل قیدیوں کو آزاد بھی کر سکے گا۔ سلطنت میں جہاں بھی خواتین کے متعلق ادارے ہیں اُن کی بھرپور حفاظت بھی کی جائے گی اور اُن سے اچھے معاشرے کی

بہتری کے لیے مدد بھی لی جائے گی۔ یقیناً آپ میں سے جو بھی اچھا انسان ہو گا، اُسے سب سے زیادہ آسانیاں نصیب ہوں گی۔ اپنے علاوہ دوسرے انسانوں اور جانداروں کا ضرور سوچیے۔

6) پہلے زمانوں میں سلطنت میں جو بھی مسائل ہوتے تھے یا تو وہ بادشاہ تک پہنچتے نہ تھے یا اتنی دیر سے پہنچتے تھے کہ انہیں حل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ہم ایسا نظام بنا چکے ہیں کہ پوری سلطنت میں جس کسی کو جو بھی مسئلہ ہو، وہ اگر ہمارے نمائندے فوری حل نہ کر سکیں تو تیز رفتاری سے وہ مسئلہ مجھ تک پہنچا دیا جائے گا اور فوراً حل ہو گا۔ بے شک میں سو رہا ہوں، اپنے خاندان کے ساتھ ہوں یا سفر میں ہوں، وہ حکام جلد از جلد مجھ تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہم نے یہ احکامات اور مندرجات اِسی لیے جگہ جگہ پتھروں پر نقش کروائے ہیں تاکہ ہمارے بعد بھی قائم رہیں اور کسی کو کوئی شک نہ رہے۔

7) سلطنت میں اِس وقت جہاں جہاں جو مذاہب موجود ہیں، سب کو حفاظت دی جائے گی۔ آپ کی مرضی ہے کہ اپنے مذہب پر مکمل عمل کریں یا بے عمل رہیں، ہمیں کوئی مسئلہ نہیں۔ لیکن ہم سب نے مذہب سے بالاتر ہو کر ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہے۔ ایک اہم بات بتاتا چلوں کہ اگر بے انتہا مذہبی ہو کر بھی انسانوں اور جانوروں کے لیے رحم کے جذبات نہ ابھریں تو آپ نے حقیقتاً اپنے مذہب پر عمل ہی نہیں کیا۔ اِس سلسلے میں بے رحم ہونے کے بعد جو آپ کو سکون ملتا ہے، وہ دھوکا ہے۔

8.) گزشتہ ادوار میں بادشاہ محض شکار اور سیر سپاٹوں کے لیے سفر پر نکلا کرتے تھے۔ اب ایسا نہیں ہو گا۔ سفر پر تب ہی نکلا جائے گا اگر عوام کی حالت ملاحظہ کرنی ہو، اُن کے فوراً حل نکالنے ہوں، حالاتِ سلطنت کا جائزہ لینا ہو یا براہِ راست اخلاقی اقدار سکھانی ہوں۔ مزید یہ کہ اہلِ علم اور درویشی اختیار کرنے والوں کے در پر حاضری دینی ہو یا پھر غریب افراد کو اپنے ہاتھوں سے مال و اسباب دینے ہوں۔ یاد رہے کہ ہم جانوروں کو ایذا نہیں پہنچائیں گے اور نہ ہی پہنچانے دیں گے، اس لیے شکار پر پابندی ہے۔

9) عام طور دیکھا گیا ہے کہ بیماری کے دوران، صحت یاب ہونے پر، شادیوں کے موقع پر، بچوں کی پیدائش پر، سفر کا آغاز کرنے پر، اور بہت سے ایسے مواقع پر طرح طرح کے رسوم و رواج ہیں، کچھ رسوم میں فحاشی و عریانی بھی دیکھی گئی ہے۔ ہمیں اِن سب تقریبات اور رسوم پر کوئی اعتراض

نہیں اگر آپ کی خوشی اسی میں ہے لیکن ہم یہ ضرور بتانا چاہتے ہیں کہ اگر تو ان رسوم ورواج سے کسی بھوکے کے پیٹ میں اناج جاتا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ بہر حال اچھی اقدار کو ہاتھ سے کبھی نہیں چھوڑنا ورنہ آپ وقت ضائع کریں گے۔ اگر آپ کے ہاتھوں آپ کے ملازمین اور خواتین پریشان ہیں تو آپ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اگر بے زبان جانوروں کی زندگیاں تنگ ہیں تو آپ وقت ضائع کر رہے ہیں، تیاگ دیں ایسے رسوم ورواج کو۔

10) آپ کے بادشاہ اشوک کو شہرت کی کوئی چاہ نہیں۔ لیکن اگر میرے مشہور و معروف ہونے کی وجہ سے عوام اچھی اقدار اپنا سکتی ہے تو پھر مجھے مشہوری پسند آئے گی ورنہ نہیں۔ مشہور ہونے کے مقابلے میں دل کا سکون بہتر ہے۔ لیکن اگر مجھے دل کا سکون مل رہا ہو اور عوام بے سکونی کی زندگی گزاریں تو مجھے اپنے لیے دل کا سکون بھی پسند نہیں۔

11) سلطنت میں ایک دوسرے کو قیمتی تحفے تحائف دینے کا سلسلہ بند کیا جا رہا ہے۔ اگر تحفہ دینا ہی ہے تو دوسرے کے لیے سکون کا باعث بنیں، یہی سب سے بہترین تحفہ ہے۔ رقم کا بہترین استعمال یہی ہے کہ کوئی بھوکا نہ رہے اور اُسے سکون کی دولت نصیب ہو۔ اپنے ہاتھوں کو ظلم کرنے سے روکیں، یہی عظیم تحفہ ہے جو آپ کے ہاتھ سے کسی کو دیا جا سکتا ہے۔

12) ہماری سلطنت میں ہر طرح کی عوام موجود ہے اس لیے ایک دوسرے کے لیے اپنی زبانوں کو قابو میں رکھیے۔ کسی کے مذہب دھرم یا روایات پر تنقید کی اجازت نہیں۔ بے شک کسی کے سامنے اپنے مذہب دھرم کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے سے بھی اُس کا دل دکھ سکتا ہے۔ اپنے آپ کو قابو میں رکھیے اور اچھی اقدار سے پیش آیئے۔ ہماری سلطنت میں مذہب کی بنیاد پر کسی کو کوئی برتری نہیں۔

13) جب ہم نے، یعنی بادشاہ اشوک نے تاج پوشی کے آٹھویں برس کالنگا کی جنگ لڑی تو اُس میں اپنے ڈیڑھ لاکھ سپاہ لے گئے جن کے ہمراہ بہت تعداد گھوڑوں اور ہاتھیوں کی بھی تھی۔ بے شک ہم وہ جنگ جیت گئے مگر ہمارے ایک لاکھ اور دشمن کے بھی لگ بھگ اتنے ہی فوجی مارے گئے۔ جانوروں کی موت بھی ہوئی۔ بڑے پیمانے پر نقصان ہوا۔ ہمیں احساس ہو گیا تھا کہ جنگوں سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہم اپنے کیے پر توبہ کر چکے ہیں اور آئندہ کبھی بھی کوئی جنگ نہ کرنے کا اعلان بھی کر چکے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے فلاح کا راستہ پایا، سکون اور امن کا راستہ، انسانی اقدار کا

راستہ۔ پوری سلطنت میں اب امن قائم ہو گا اور تمام انسان چرند پرند ایک اچھی زندگی گزاریں گے۔ جو ہو چکا سو ہو چکا، ہمیں اپنے ایک ایک فوجی کی موت پر بھی غم ہے اور اس دوران جو معصوم انسان مارے گئے، اُن کا بھی نہایت افسوس ہے۔ یہ دُکھ عمر بھر ہمارے ساتھ رہے گا۔ لیکن یاد رہے کہ امن وامان درہم برہم کرنے والے اس مغالطے میں نہ رہیں کہ ہم اُن کے ساتھ سختی سے نہیں نمٹیں گے۔ ہر مظلوم کو انصاف مل کر رہے گا۔ ظالموں کو سزا ضرور دی جائے گی۔

14) آخر میں یہ کہ یہ سب فرامین واحکامات مختصر ہیں۔ ہمارے خاص نمائندے یہ سب تفصیل سے سکھائیں گے۔ اِن فرامین کو پتھروں اور میناروں پر صرف اس لیے کندہ کروایا گیا ہے تاکہ ہمارے بعد کوئی اپنی جانب سے اضافہ یا تبدیلی نہ کر سکے۔ ممکن ہے کہ قدرتی آفات یا عملیات کے باعث یہ فرامین کہیں کہیں سے مِٹ جائیں۔ ایسی صورت میں اپنے علاقے سے قریب ترین نقش شدہ فرمودات ڈھونڈ لیے، یہی فرمان وہاں بھی موجود ہوں گے۔ آپ کو راہِ راست تب نصیب ہو گی جب یقین ہو گا کہ جو بھی پڑھ رہے ہیں، من وعن پڑھ رہے ہیں لہٰذا مٹے فرمان پر اپنے اندازے مت لگائیے گا، تحقیق اور سفر کے ذریعے درست معلومات کا حصول ممکن بنائیے۔

اشوکِ اعظم کو ضرور خراج تحسین پیش کیجیے کیونکہ یہ تمام احکامات چیختے ہیں اور شور مچاتے ہیں کہ لڑائی جھگڑے بند کر کے پر امن رہو اور زندگی کی خوبصورتی محسوس کرو۔ یہ احکامات آج بھی نہایت اہم ہیں اور پوری دنیا کو چاہیے کہ انھیں سنجیدہ لے۔ اگر بعد از مرگ نوبل انعام برائے امن ممکن ہے تو اشوکِ اعظم کو ضرور دینا چاہیے۔ کاش ہم اِن Edicts کے Addicts ہو جائیں تو اور کیا چاہیے۔



ایدھی کو دیکھتا ہوں تو بدھا یاد آتے ہیں
اور بدھا کو دیکھتا ہوں تو ایدھی یاد آتے ہیں

پیغمبر اسلام: جس شخص نے نظر بد لگائی ہے، اسی کا Penis اور Anus دھو کر نظر بد لگنے والے شخص کو نہلاؤ

کیا مسلمان اس جہالت و خرافات پر اب بھی یقین رکھتے ہیں؟

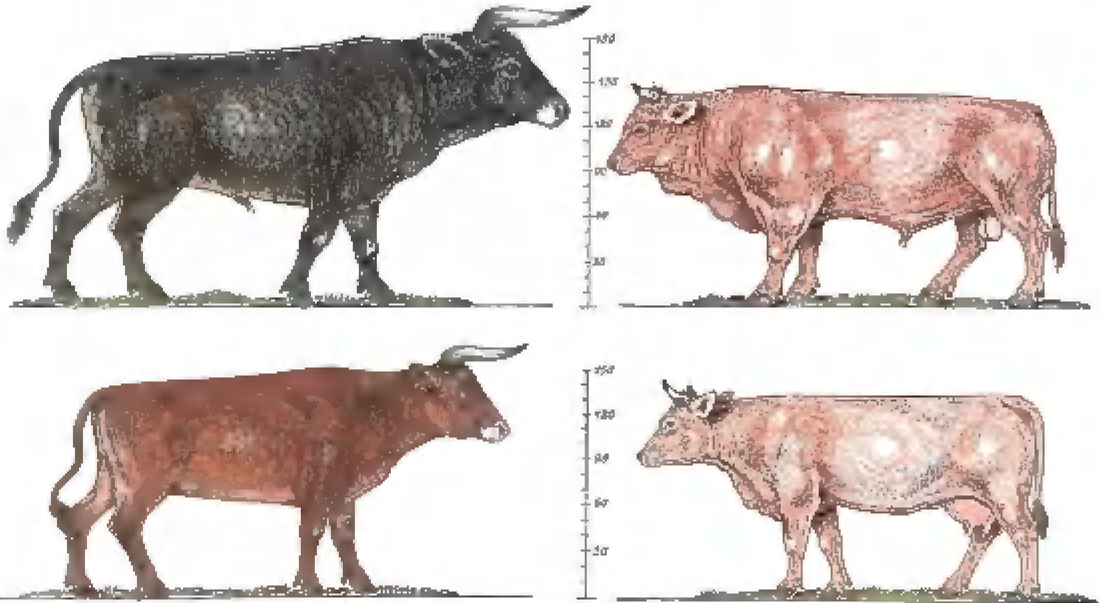
موطا امام مالک (لنک: http://www.hadithurdu.com/09/9-4-492):

ابوامامہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) عامر بن ربیعہ نے (میرے والد) سہل بن حنیف کو نہاتے ہوئے دیکھا۔ تو کہنے لگا کہ اللہ کی قسم میں نے تو آج کے دن کوئی اس طرح کا خوبصورت بدن نہیں دیکھا۔ اور پردہ نشین (خوبصورت عورت) کی بھی کھال (سہل کی کھال جیسی نازک وخوش رنگ) نہیں دیکھی۔ ابوامامہ کہتے ہیں کہ (عامر کا) یہ کہنا تھا کہ ایسا محسوس ہوا (جیسے) سہل کو گرا دیا گیا۔ چنانچہ ان کو اٹھا کر رسول کریم کی خدمت میں لایا گیا اور عرض کیا گیا کہ "یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم سہل کے علاج کے لئے کیا تجویز کرتے ہیں! اللہ کی قسم یہ تو اپنا سر بھی اٹھانے کی قدرت نہیں رکھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ کیا کسی شخص کے بارے میں تمہیں شک ہے کہ اس نے ان کو نظر لگائی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ (جی ہاں) عامر بن ربیعہ کے بارے میں ہمارا گمان ہے کہ انہوں نے نظر لگائی ہے راوی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سنکر) عامر کو بلایا اور ان کو سخت سست کہا اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں مار ڈالنے کے درپے ہوتا ہے تم نے سہل کو برکت کی دعا کیوں نہیں دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر کو حکم دیا کہ (تم سہل کے لئے اپنے اعضاء کو) دھوؤ اور اس پانی کو اس پر ڈال دو چنانچہ عامر نے ایک برتن میں اپنا منہ ہاتھ کہنیاں گھٹنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پورے اور زیر ناف جسم (Penis اور Anus) کو دھویا اور پھر وہ پانی جس سے عامر نے یہ تمام اعضاء دھوئے تھے سہل پر ڈالا گیا اس کا اثر یہ ہوا کہ سہل فوراً اچھے ہوگئے اور اٹھ کر لوگوں کے ساتھ اس طرح چل پڑے جیسے ان کو کچھ ہوا ہی نہیں تھا

- کیا واقعی مسلمان اکیسویں صدی میں آ کر بھی پیغمبر اسلام کی اس نظر بد والی "کھلم کھلا جہالت" اور خرافات پر ایمان رکھتے ہیں؟
- اللہ کیسا عجیب خالق ہے کہ انسان نہ بھی چاہے تو بھی وہ دوسروں کو نظر بد لگا بیٹھتا ہے؟
- کیا وہ کسی دوسرے کے Penis اور Anus کو صاف کیا گیا پانی لے کر خود اسے اپنے اوپر چھڑک سکتے ہیں؟ یہ چیز "طبیعت سلیم" کے خلاف ہے اور ہمیشہ گھن آور رہے گی۔

اگر ارتقا غلط ہے

تو پھر گائے/بیل کے 8 ہزار سال سے قبل کے فاسلز کیوں نہیں ملتے؟



اس تصویر میں دائیں طرف بیل/گائے ہے، اور بائیں طرف اس کا موازنہ بیل/گائے کے اجداد Aurochs سے کیا گیا ہے، جو کہ بالکل جنگلی نسل تھی، اور قد و قامت میں یہ آج کے بیل/گائے سے ڈیڑھ گنا زیادہ بڑا تھا۔

سائنسی تحقیق کے مطابق:

- بیل/گائے کا ارتقا صرف 10500 سال پہلے ہی جنگلی نسل Aurochs سے ہونا شروع ہوا۔
- بیل/گائے کے 8 ہزار سال سے زیادہ پرانے کوئی فاسلز نہیں ملتے ہیں۔
- جبکہ Aurochs کے 2لاکھ سال پرانے فاسلز تک ملتے ہیں۔
- اور سب سے آخری Aurochs سن 1627 میں یورپ میں فوت ہوا۔

دوسرا سوال: گائے/بیل کے 8ہزار سال سے پرانی کوئی Cave Painting کیوں نہیں ملتی؟



دنیا کے مختلف حصوں میں Cave Paintings ملتی ہیں جو کہ ہزاروں سال تک پرانی ہیں۔ ان میں ہزاروں کی تعداد میں جانوروں کی تصاویر بھی شامل ہیں۔

مثلاً Aurochs کی یہ تصویر دیکھئے جو کہ Altamira Cave Spain میں موجود ہے اور 36ہزار سال پرانی ہے۔

ایک یہ ہی نہیں، بلکہ Aurochs کی بے تحاشہ تصاویر ہیں جو کہ دنیا کے مختلف علاقوں کی غاروں میں موجود ہیں۔

مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ گائے/بیل کی ایک بھی ایسی Cave Painting موجود نہیں ہے۔

کیوں؟

سائنس اس کا جواب "ارتقا" کی صورت میں دے رہی ہے۔ سائنسدانوں نے فاسلز اور ڈی این اے/جینز کی سٹڈی کے بعد یہ نتائج اخذ کیے ہیں کہ بیل/گائے کا ارتقا انڈین Aurochs سے تقریباً 10ہزار سال قبل ہی وقوع پذیر ہونا شروع ہوا، اور اسی لیے بیل/گائے کے نہ تو 8ہزار سال قبل کے فاسلز ملتے ہیں، اور نہ ہی کوئی cave paintings۔

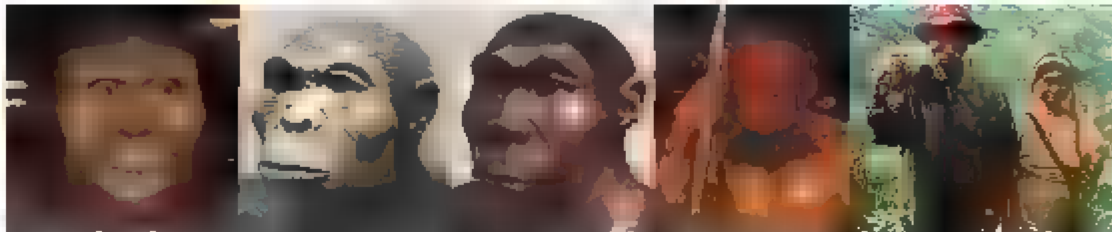
ارتقا کے مخالفین کا دعویٰ:
فاسلز نہ ملنا اس کا ثبوت نہیں کہ فاسلز تھے ہی نہیں

جواب:

وہ فوسلز ملنا مشکل ہوتے ہیں جو کہ ملین سالوں پرانے ہوتے ہیں۔ لیکن 8ہزار سال بہت قریب کا عرصہ ہے جہاں فوسلز ضائع ہونے کے چانسز بہت کم ہیں۔

مثال کے طور پر انسانی آبادیوں کے فوسلز 2 لاکھ سال پرانے تک ملے ہیں۔ چنانچہ سوال یہ اٹھ کھڑا ہوگا کہ اگر انسانوں کے فوسلز مل رہے ہیں، تو پھر گائے/بیل کے فوسلز ساتھ کیوں نہیں مل رہے، کیونکہ انسانی آبادیوں میں انسان اور مویشی ساتھ ساتھ رہتے تھے۔

بلکہ ارتقا کا انکار کرنے والے حضرات تو انسان سے قبل کے نینڈرتھال، اور homo erectus اور homo habilis ان سب کے فوسلز کے متعلق دعویٰ کرتے ہیں کہ ان میں کوئی ارتقاء نہیں ہوا، اور 3.5 ملین سال پرانے یہ سارے فوسلز ماڈرن انسان کے ہی ہیں، جو سب کے سب آدم کی اولاد تھے۔



Australopithecus 3.4 million years | Homo habilis 2.8 million years | Homo erectus 1.8 million years | Neanderthal 0.5 million years | Modern Humans 0.2 million years

چنانچہ ارتقا کے مخالفین کے لیے سوال پھر یہ اٹھ کھڑا ہوگا کہ جب انسانوں کے 3.5 ملین سال پرانے فاسلز مل رہے ہیں، تو پھر بیل/گائے کے صرف 8 ہزار سال پرانے فوسلز موجود کیوں نہیں، جبکہ انسان اور بیل/گائے ایک ہی آبادی کا حصہ ہوتے تھے؟

پھر غاروں میں بنی تصاویر کو دیکھ لیجئے کہ جہاں انسانوں کی جانوروں کے ساتھ تصاویر کا ایک انبار لگا ہوا ہے۔ مگر کوئی ایک بھی غار میں بنی تصویر میں کوئی بیل/گائے نظر نہیں آتی ہے۔ کیوں؟

بیل گائے کے مقابلے میں Aurochs کی تصاویر بے تحاشہ غاروں میں ملتی ہیں، اور ان Aurochs کے لاکھوں سال پرانے فاسلز بھی ملتے ہیں، مگر بیل/گائے ہر جگہ سے غائب ہیں۔ کیوں؟

سائنس ان تمام سوالوں کا مکمل جواب ارتقا کی صورت میں دے رہی ہے، مگر ارتقا کے مخالفین لاجواب ہو کر اپنی گردنوں کو اپنی بغلوں میں چھپائے ہوئے ہیں۔

اولاد پر اسلام کا ظلم

باپ اپنی اولاد کو قتل کر دے تو باپ پر کوئی "قصاص" نہیں

اسلام میں غلام کی حیثیت ایک انسان کی نہیں، بلکہ فقط ایک "مال" کی سی ہے۔ اس لیے اسلامی شریعت میں مالک اپنے غلام کو قتل کر دے تو مالک سے کوئی باز پرس نہیں، جبکہ اگر غلام مالک کو قتل کر دے تو اسے قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔

مگر اسلام کا یہ ظلم فقط غلام تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ یہ سلسلہ آگے بڑھتا ہے اور باپ اپنے بیٹے کو بھی قتل کر سکتا ہے اور جواباً باپ سے قصاص طلب نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ اس کا الٹ درست نہیں، یعنی اگر بیٹا باپ کو قتل کرتا ہے تو جواب میں بیٹے کو قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔

اس عجیب اسلامی شریعت کی وجہ زمانہ جاہلیت ہے کہ جہاں اولاد بھی غلام کی مانند ہوتی تھی۔

سلفی مسلمانوں کے مشہور محدث میگزین سے اقتباس پڑھیے جو کہ اسلام اور پاکستانی آئین میں یہ اسلامی شریعت بیان کر رہا ہے (لنک):

والد سے قصاص کا مسئلہ

... موجودہ دفعہ ۳۰۶ کی شق 'بی' میں کہا گیا ہے کہ اگر والد اپنی اولاد یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی خواہ وہ کتنی ہی نیچے تک چلی جائے کے قتل کا مرتکب ہو تو قصاص کا حق ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح (پاکستانی قانون کی) کلاز 'سی' میں کہا گیا ہے کہ مقتول باپ کے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی خواہ وہ کتنے ہی نیچے درجہ کا ہو، اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ ان دونوں شقوں کو منسوخ کرنے کی تجویز، قرآنِ حکیم، حدیثِ رسول (ص)، فقہ اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کے خلاف ہے۔ قرآن میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے: (أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ) "احکامِ الٰہی اور احکامِ رسول (ص) کی اطاعت کرو۔" ایسے ہی اولی الامر کی اطاعت بھی رسول (ص) کے فیصلے کے تابع ہو گی۔

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ نبی کریم (ص) نے فرمایا:

"باپ کو اس کے بیٹے کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔" (سنن ابن ماجہ: ۲۶۹۳)

مزید برآں جامع ترمذی اور سنن دارمی میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے جس میں رسولِ اکرم (ص) نے فرمایا: "مساجد میں حدود کا نفاذ نہ کیا جائے اور نہ ہی باپ سے بیٹے کا قصاص لیا جائے۔" حضرت عمر کے دورِ خلافت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا تھا تو آپ نے اس کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا:

"میں تجھ کو قتل کر دیتا اگر میں نے رسول اللہ (ص) کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ باپ سے بیٹے کا قصاص نہ لیا جائے۔" (مسند احمد: ۱۶، ۱/۲۲، سنن بیہقی: ۸/۷۲، دار قطنی: ۳/۱۴۰)
شاہ ولی اللہ نے بھی حضرت عمر کے اس فیصلہ کا ذکر اپنی معروف کتاب ازالۃ الخفاء میں کیا ہے۔ اس دور کے عظیم محدث شیخ ناصر الدین البانی نے حضرت ابن عباس کی روایات کو حسن اور حضرت عمر کی روایت کو حدیثِ صحیح بتلایا ہے۔۔۔ (اسلام کا فوجداری قانون: ۲۹۵، ۲/۳۹۵ تا ۲۹۸)
یہاں ہم اپنے ایک اہم کیس کا فیصلہ جو سپریم کورٹ کے فل بنچ نے ہماری ریویو پٹیشن پر صادر کیا، کا حوالہ دیں گے۔ یہ فیصلہ خلیل الرحمان کیس کے نام سے 1993 SCMR2203 میں رپورٹ ہوا ہے جس میں اسی مسئلہ کے بارے میں حدیث اور فقہ کے حوالوں سے بحث کرتے ہوئے قرار دیا گیا ہے کہ باپ سے بیٹے کے قتل پر قصاص نہیں لیا جائے گا۔ فاضل عدالتِ عظمیٰ نے اسلامی قانون کے اس فیصلہ میں 'کتاب الاختیار' اور 'بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع' کے حوالے دیے ہیں۔ شق 'ی' میں کہا گیا ہے کہ اولاد اپنے باپ، دادا کی ولی (وارثِ مقتول) ہونے کے اُصول کی بنا پر قصاص سے مستثنیٰ ہوگی۔

چنانچہ یہ فتنہ فقط اسلامی شریعت تک ہی محدود نہیں رہا ہے، بلکہ آگے بڑھ کر پاکستانی آئین کا حصہ بھی بن چکا ہے۔

سعودی مبلغ کا اپنی 5 سالہ بیٹی کا ریپ کرنا، پھر قتل کر دینا، مگر سعودی اسلامی عدالت کا باپ کو رہا کر دینا

صرف پاکستانی اسلامی قانون ہی نہیں، بلکہ سعودی اسلامی قانون بھی باپ کو قصاص کی سزا نہیں دیتا۔

http://www.independent.co.uk/news/world/middle-east/saudi-preacher-who-raped-and-tortured-his-five-year-old-daughter-to-death-is-released-after-paying-8480440.html



A 'celebrity' Saudi preacher accused of raping, torturing and killing his five-year-old daughter has reportedly been released from custody after agreeing to pay 'blood money'.
Fayhan al-Ghamdi had been accused of killing his daughter Lama, who suffered multiple injuries including a crushed skull, broken back, broken ribs, a broken left arm and extensive bruising and burns. Social workers say she had also been repeatedly raped and

burnt.
Fayhan al-Ghamdi admitted using a cane and cables to inflict the injuries after doubting his five-year-old daughter's virginity and taking her to a doctor, according to the campaign group Women to Drive.
Rather than getting the death penalty or receiving a long prison sentence for the crime, Fayhan al-Ghamdi served only a few months in jail before a judge ruled the prosecution could only seek 'blood money'.
Albawaba News reported the judge as saying: "Blood money and the time the defendant had served in prison since Lama's death suffices as punishment."
Fayhan al-Ghamdi, who regularly appears on television in Saudi Arabia, is said to have agreed to pay £31,000 to Lama's mother.
The money is considered compensation under Islamic law, although it is only half the amount that would have been paid had Lama been a boy.
Despite Saudi Arabia's famously strict legal system, Women to Drive say fathers cannot be executed for murdering their children in the country. Equally, **husbands cannot be executed for murdering their wives.**

یاد رہے کہ پہلے سعودی عدالت نے اسلامی قانون کے تحت اس سعودی مبلغ کو ایک دن کی بھی قید کی سزا نہیں دی تھی۔ مگر پھر شاہی خاندان کی مداخلت کی وجہ سے اس سعودی مبلغ کو کچھ عرصے کے لیے جیل بھیج دیا گیا، مگر یہ اسلامی شریعت کے مطابق نہیں۔

اس سعودی مبلغ کو زیادہ سے زیادہ یہ سزا سنائی گئی کہ وہ اس بچی کی ماں کو خون کی دیت ادا کرے (جو اس امیر سعودی مبلغ کے لیے کچھ بھی نہیں)۔ اس کیس میں تو ماں کو پہلے طلاق ہو چکی تھی اس لیے دیت کی رقم ادا ہو رہی ہے۔ لیکن اگر میاں بیوی میں طلاق نہ ہوئی ہو تو دیت کی بھی ضرورت نہیں، یا دیت ادا ہوتی بھی ہے تو وہ خاندان میں ہی رہتی ہے۔

ذرا اس بچی کا تصور کریں اس پر ظلم کی انتہا تھی کہ سعودی مبلغ نے مار مار کے اس بچی کی کھوپڑی توڑ ڈالی، اس بچی کی کئی پسلیاں توڑ ڈالیں، بائیں ہاتھ کی ہڈی توڑ ڈالی، اسکے جسم کو کئی جگہ جلایا گیا۔ اور سعودی عدالت کہتی ہے کہ باپ بچی کو صرف Discipline سکھا رہا تھا۔

نوٹ: سعودی اسلامی قانون کے تحت اگر شوہر اپنی بیوی کو قتل کر ڈالے، تو اس پر بھی قصاص نہیں لیا جا سکتا، بلکہ شوہر زیادہ سے زیادہ دیت کی کچھ رقم دے کر چھوٹ جائے گا (اور دیت کی یہ رقم بھی زیادہ سے زیادہ اپنے ہی بچوں کو مل جائے گی۔

اللہ زمین کو اس کے اطراف سے گھٹاتا چلا آرہا ہے (قرآنی دعویٰ)

(قرآن 13:41) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی اس کے حکم کو ہٹا نہیں سکتا۔

قرآن کے مصنف کے تصور میں زمین چپٹی Flat تھی، اور خشکی کے اطراف میں سمندر پھیلا ہوا ہے اسی وجہ سے اس طرح کا تصور پیش کیا گیا کہ اس کے کنارے ہیں۔ اور جس طرح قرآن کا مصنف اُس زمانہ جاہلیت کے لوگوں کو یہ کہہ کر ڈراتا تھا کہ یہ اللہ ہی ہے جو کہ ان زلزلوں، آندھیوں، سورج گرہن وغیرہ کو بطور عذاب ان لوگوں پر بھیج دیتا تھا جو کہ اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔۔۔ بالکل اسی طرح اس آیت میں قرآن کا مصنف ان لوگوں کو ڈرانے کے لیے کہہ رہا ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئیں کیونکہ اللہ زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتا جا رہا ہے، اور یہ عذاب ان پر نازل ہو جائے گا اگر وہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔

مسلم بہانہ: زمین کے اطراف سے گھٹنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی ہے اور اسلام پھیل رہا ہے اور کافروں کے پاس موجود سرزمین کم سے کم ہوتی جا رہی ہے۔

جواب: یہ آیت، اگلی پچھلی آیات، اور پوری سورۃ بالاتفاق مکی ہے (تفہیم القران از مولانا مودودی)۔ اور مکہ میں کہیں بھی مسلمان قابض نہیں ہو رہے تھے اور کہیں بھی اہل مکہ پر زمین تنگ نہیں ہو رہی تھی۔ بلکہ زمین تنگ ہو رہی تھی تو صرف مسلمانوں پر اور آخر کار اتنی تنگ ہو گئی کہ انہیں راتوں کو بھاگ کر مدینہ میں پناہ لینی پڑی

(سورۃ الرحمٰن: آیات 33 تا 35) اے گروہ جنات وانسان! اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے۔ تو نکل کر دکھاؤ! لیکن نہیں نکل سکتے اللہ کی سلطان (اجازت) کے بغیر۔۔۔ (اگر تم نے آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکلنے کی کوشش کی تو) تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔

یہاں ایک بار پھر قرآن کا مصنف فلیٹ زمین کا تصور پیش کر رہا ہے، مگر قرآن کے دعوے کے برعکس اللہ کے منکر ایسٹروناٹ اور غیر مسلم اللہ کے سلطان (اجازت وسند) کی دھجیاں اڑاتے ہوئے زمین کے کناروں سے نکل گئے، اور کوئی آگ کا شعلہ اور دھواں اس کا راستہ نہیں روک پایا۔

اصل میں قرآن کے مصنف کے ذہن میں وہی کہانی چل رہی ہے جو کہ قرآن کی دیگر آیات میں موجود ہے کہ جب جنات آسمان پر جانے کی کوشش کرتے ہیں تو چراغ کی طرح جلتے ستاروں سے آگ کا شعلہ نکل کر ان جنات کو نشانہ بناتا ہے۔ قرآن کی مصنف کو یہ علم نہیں تھا کہ آگ کا یہ شعلہ صرف ہماری زمین کی "فضا" تک محدود ہے کہ جب meteors خلا سے ہماری زمین کی فضا میں داخل ہوتے ہیں، تو رگڑ کھانے سے وہ آگ کا شعلہ بن جاتے ہیں۔ مگر جب کوئی خلا میں داخل ہو جاتا ہے، تو خلا میں نہ کوئی آگ کا شعلہ ہوتا ہے، اور نہ ہی کوئی دھواں۔

غامدی کی بددیانتی: محمد صاحب کی جناب سودہ کے خلاف "بلیک میلنگ"

غامدی نے اپنی ویڈیو (لنک ڈسکرپشن میں، 8 منٹ) پر دعویٰ کیا ہے کہ محمد صاحب نے سن 2 ہجری میں عائشہ سے شادی سے قبل سودہ کو پیشکش کی وہ انہیں طلاق دے دیتے ہیں تاکہ دوسری بیوی سے انہیں شکایت نہ ہو۔ اس پر سودہ نے کہا کہ انہیں ایسے ہی بڑی عمر کی وجہ سے مرد کی خواہش نہیں ہے اور انہوں نے پھر راضی بخوشی اپنی باری بھی عائشہ کی شادی سے قبل ہی ان کو دے دی۔

یہ غامدی صاحب کی انتہا درجے کی بددیانتی ہے۔ جناب سودہ نے اپنی باری اُسوقت جناب عائشہ کو دی تھی جب محمد صاحب کئی خوبصورت اور جوان عورتوں سے شادیاں کر چکے تھے (جب آپکی نو بیویاں تھیں)، اور اس لیے انہیں 65 سالہ بوڑھی سودہ کے ساتھ رات گذارنا کھلتا تھا۔ چنانچہ سودہ سے نجات پانے کے لیے پہلے محمد صاحب نے قرآن کی اس آیت کے نزول کا دعویٰ کیا:

> (قرآن 33:51) اے نبی تمہیں اب اختیار دیا جاتا ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو اپنے سے الگ کر دو، جسے چاہو اپنے ساتھ رکھو اور جسے چاہو الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بلا لو اس معاملہ میں تم پر کوئی مضائقہ نہیں۔

چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد محمد صاحب مکمل طور پر اس پوزیشن میں آگئے کہ وہ سودہ کو طلاق دے کر علیحدہ کر دیں، اور جناب سودہ کے پاس اس بلیک میلنگ سے بچنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ تفسیر ابن کثیر (آیت 4:128) کے مطابق جب سودہ کو طلاق دینے کی خبر کا علم ہوا، تو وہ عائشہ کے گھر جا بیٹھیں اور جب محمد عائشہ کے پاس آئے تو محمد کو کہنے لگیں کہ وہ اپنی باری عائشہ کو دے دیتی ہیں، مگر محمد انہیں طلاق نہ دیں۔ محمد فوراً اس پر راضی ہو گئے اور اسی وقت پھر یہ وحی بھی نازل کروا دی:

> (القرآن 4:128 تا 4:129) اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں کسی بات پر صلح کر لیں (کہ بیوی اپنے کچھ حقوق چھوڑ دے)۔۔۔۔ اور تم خواہ کتنا ہی چاہو عورتوں میں **ہرگز عدل نہیں کر سکو گے۔**

محمد صاحب پر مستشرقین کا اس حوالے سے بہت شدید اعتراض ہے کہ انہوں نے سودہ کے خلاف "قرآن کی آیات کے نزول کے ڈراموں" کے ذریعے "بلیک میلنگ" کی۔

اور غامدی صاحب نے مستشرقین کے اس اعتراض سے بچنے کی خاطر بددیانتی کا یہ پہاڑ کھڑا کیا

عجیب اسلام:

اگر باپ دادا کی زندگی میں مر گیا تو پوتوں کو دادا کی میراث میں کوئی حصہ نہیں بلکہ الٹا یتیم بچوں کو باپ کی میراث میں سے بھی ایک حصہ چچا کو دینا ہے

پہلا ظلم: اسلامی شریعت کے مطابق اگر بیٹا کا انتقال باپ کی زندگی میں ہو جائے، تو پوتے کو دادا کی وراثت سے حصہ نہیں ملتا۔ آج تک مسلمان اس غیر عقلی شریعتی قانون کا جواب نہ دے پائے۔

دوسرا ظلم: اس غیر عقلی شریعت کا ظلم صرف یہاں تک محدود نہیں رہا کہ پوتے دادا کی میراث سے محروم ہو گئے، بلکہ ظلم اس سے بھی آگے بڑھ گیا، اور یتیم بچوں کو باپ کی وراثت میں سے بھی ایک حصہ چچا کے حوالے کرنا پڑ گیا

شریعت کے اس اصول کے حوالے سے مفتی صاحب سے ایک سوال پوچھا گیا۔

سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ میرا بھائی میرے باپ کی زندگی میں مر گیا۔ اس کے دو بچے ہیں۔ جو کہ اب دادا کی میراث سے اپنا حق مانگ رہے ہیں۔ تو کیا مجھے ان دو بچوں (یعنی بھتیجوں) کو میراث میں سے کوئی حصہ دینا چاہیے؟

جواب میں مفتی صاحب کہتے ہیں کہ اسلامی شریعت کی رو سے آپ کو ہرگز ان دو بچوں کو دادا کی کوئی میراث نہیں دینی چاہیے۔ بلکہ الٹا جب بچوں کا باپ مرا تھا، تو دادا کو اس مرنے والے بیٹے کی میراث میں سے حصہ ملنا چاہیے تھا۔ اور دادا کی موت کے بعد بطور زندہ بچ جانے والے بیٹے کے، اس میراث کے مالک بھی آپ ہیں۔ چنانچہ ان بچوں کو دادا کی میراث دینے کی بجائے آپ ان بچوں سے مطالبہ کریں کہ وہ باپ کی میراث میں سے دادا کا حصہ آپ کے حوالے کریں۔

چنانچہ یتیم بچے نہ صرف دادا کی میراث سے محروم ہوئے، بلکہ الٹا باپ کے ترکے کے ایک حصے سے بھی محروم ہو گئے۔ یہ غیر عقل، ظلم اور ناانصافی کی انتہا کہ جسے مسلمانوں نے اپنا خدا بنا رکھا ہے۔

https://jang.com.pk/news/532859 ۔مفتی صاحب کی فتوے کا لنک

اسلام ترک کرنے کے لیے سائنس اور مذہب پر گہرائی سے عبور ضروری نہیں بلکہ انسانیت / عقل / شعوری رہنمائی کے لیے کافی ہے

مسلم اعتراض: دیسی ملحدین سائنس پر گہرائی سے عبور رکھتے ہیں اور نہ اسلام پر، بلکہ مغرب کی اندھی تقلید کی وجہ سے ملحد ہیں

اگر مذہب میں داخل ہونے کے لیے کسی PHD کی ضرورت نہیں، تو پھر مذہب چھوڑنے کے لیے PHD کی شرط کیوں؟

اور مذہب کی حقیقت جاننے کے لیے تو صرف ہمارے اندر موجود "انسانیت" کافی ہے کہ ہماری رہنمائی کر سکے کہ اسلام ایک باطل مذہب ہے۔

☆ جب اسلام کہے کہ غیر مسلم تو اسلام قبول کر سکتے ہیں، مگر کوئی مسلمان اسلام کو چھوڑے تو یہ جرم ہے اور سزا قتل ہے، تو انسانیت ہماری رہنمائی کے لیے کافی ہے کہ یہ "ناانصافی" ہے، اور کوئی ایسی ہستی کبھی خدا نہیں ہو سکتی جو کہ ناانصافی اور ظلم کی مرتکب ہو۔

☆ جب اسلام کہے کہ عورت کم عقل ہے، اور اس کی گواہی حدود کیس میں سرے سے قبول ہی نہیں (یعنی ریپ، چوری، ڈکیتی، قذف) وغیرہ میں سرے سے عورت کی گواہی قابل قبول ہی نہیں، اور صرف "مالی معاملات" میں ہی عورت کی گواہی مانی جائے گی، اور وہ بھی آدھی۔۔۔۔ تو ہمارے اندر موجود انسانیت اور ہمارا شعور خود بخود ہماری رہنمائی کرے گا کہ اسلام ایک جھوٹا مذہب ہے۔

☆ جب اسلام کہے کہ غلامی "حلال اللہ" ہے، اور مخالفین کی تمام معصوم اور بے گناہ عورتوں اور بچوں کو غلام بنانا جائز ہے، اور پھر اسی رات تمام عورتوں اور حتیٰ کے چھوٹی بچیوں کا ریپ بھی "حلال اللہ" ہے، تو پھر اس ظلم پر اسلام ترک کرنے کے لیے "انسانیت" کی رہنمائی کافی ہے۔

☆ جب اسلام شرم و حیا اور حجاب کے نام پر آزاد عورت کو گھروں اور برقع میں بند کر ڈالے، مگر باندی عورتوں کو ننگے سینوں کے ساتھ بازاروں میں پبلک کے سامنے گھومنے پر مجبور کر ڈالے، تو پھر اس تضاد پر انسانیت ہماری رہنمائی کے لیے کافی ہے کہ اسلام جھوٹا مذہب ہے۔

☆ اور جب اسلام دعویٰ کرے کہ زمین اور آسمان پہلے باہم ملے ہوئے تھے، اور زمین و آسمان کی تخلیق سے قبل ہی اللہ بادلوں میں موجود تھا اور اس کا عرش پانی پر، اور محمد صاحب پروں والے گدھے پر سوار ہو کر خلاؤں کی سیر کرتے تھے، اور سات آسمان اور سات زمینیں ہیں، اور شہاب ثاقب اس وقت نظر آتے ہیں جب فرشتے ان پر تارے بطور میزائل مارتے ہیں، اور نوح کی کشتی میں کروڑوں species کے جوڑے سما گئے تھے۔۔۔۔ تو پھر اسلام کے ان سائنسی دعوؤں کے جھوٹ کو پکڑنے کے لیے سائنس میں PHD کی ضرورت نہیں، بلکہ فقط عقل کے تالے کھولنے کی ضرورت ہے۔

Incest: اسلامی معاشرہ بمقابلہ لادینی معاشرہ

حصہ اول: اسلامی معاشرے میں Incest

ایک صحیح اسلامی ماحول میں ایک مسلمان لڑکے کی زندگی یہ ہے کہ اس پر ہر طرف جنس مخالف (لڑکی) سے کسی بھی ملاپ پر پابندی ہے، سوائے اپنی بہن اور ماں کے۔ انسانوں کے قریبی رشتے دار primates پر تحقیق سے ثابت ہوا کہ وہ فطری طور پر اپنے محرمات primates کے ساتھ تعلقات اس وقت قائم نہیں کرتے جب تک فیملی سے باہر سے آنے والی کوئی مادہ موجود ہوتی ہے (لنک)۔ لیکن اگر فیملی سے باہر کی کوئی مادہ انہیں پارٹنر بنانے کے لیے نہیں مل پاتی، تو پھر وہ گروپ کی مادہ خواتین سے Incest پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ بنیادی مسئلہ ہے جس کی وجہ سے اسلامی معاشرہ بری طرح Incest کی نفسیاتی بیماری کا شکار ہے۔

گوگل ٹرینڈ ڈیٹا پر آپ یہ اعداد و شمار خود دیکھ سکتے ہیں۔ لنک یہ ہے: https://trends.google.com
لفظ Mother Fucking اور Daughter Fucking کی سرچ میں پاکستان سن 2006 سے لے کر 2011 تک ہمیشہ اول تا پانچویں پوزیشن پر رہا ہے۔ اس کے بعد چونکہ پاکستانی حکومت نے پورن ویب سائیٹ بلاک کرنے شروع کر دیے تھے، چنانچہ پھر بتدریج پاکستان کا نمبر تھوڑا نیچے آتا گیا۔
ڈیٹا کے مطابق، پاکستانی سب سے زیادہ شیدائی "بہن" کے ہیں اور sister fucking اور sister porn کے اب بھی بے تاج بادشاہ ہیں۔ حتیٰ کہ حکومت کا پورن ویب سائیٹوں کو بلاک کرنا بھی اتنا کام نہ آ سکا۔

سرچ کیے جانے والے الفاظ	Sister Fucking	Sister Porn
سال 2008	پاکستان کا پہلا نمبر	پاکستان کا تیسرا نمبر
سال 2009	پاکستان کا پہلا نمبر	پاکستان کا پہلا نمبر
سال 2010	پاکستان کا پہلا نمبر	پاکستان کا پہلا نمبر
سال 2011	پاکستان کا پہلا نمبر	پاکستان کا پہلا نمبر
سال 2012	پاکستان کا پہلا نمبر	پاکستان کا پہلا نمبر
سال 2013	پاکستان کا پہلا نمبر	پاکستان کا دوسرا نمبر
سال 2014	پاکستان کا تیسرا نمبر	پاکستان کا تیسرا نمبر
سال 2015	پاکستان کا تیسرا نمبر	پاکستان کا چوتھا نمبر
سال 2016	پاکستان کا چوتھا نمبر	پاکستان کا چوتھا نمبر
سال 2017	پاکستان کا چوتھا نمبر	پاکستان کا پہلا نمبر
سال 2018	پاکستان کا چوتھا نمبر	پاکستان کا پہلا نمبر

جس نوعمری کے زمانے میں اسلامی پابندیوں کی وجہ سے پاکستانی لڑکے سب سے زیادہ فرسٹریشن کا شکار ہوتے ہیں اس عمر میں ان کی بیٹیاں نہیں ہوتیں، جبکہ ماں سے وہ ڈرتے ہیں۔ انکا سب سے زیادہ زور بہنوں پر ہی چلتا ہے، خاص طور پر چھوٹی بہنوں پر۔ پاکستانی والدین کو چاہیے کہ وہ اسلامی تعلیم و تربیت کے نام پر کسی غلط فہمی میں نہ رہیں، بلکہ اپنی بچیوں کی انکے بھائیوں سے خاص حفاظت کریں۔

اسلام کا جو "غیر فطرتی" ماحول مدارس کے چھوٹے بچوں کی ریپ کی وجہ بنا ہوا ہے اور برطانیہ میں پاکستانی کیونٹی کے چھوٹے بچے/بچیوں کے ریپ کا باعث ہے، وہی غیر فطرتی ماحول اسلامی معاشرے میں Incest کے جذبات کی پروان کا باعث ہے۔

گوگل ڈیٹا کے مطابق Incest سب سے زیادہ مذہبی اور تیسری دنیا کے ممالک میں پایا جاتا ہے، جہاں مذہب یا کلچر کی وجہ سے لڑکیوں سے گھلنے ملنے اور سیکس پر ابھی تک کافی پابندیاں ہیں۔ جبکہ مغربی ممالک یا پھر چین جاپان جیسے ترقی یافتہ ممالک، جہاں لڑکیوں سے گھلنے ملنے اور سیکس پر معاشرتی پابندیاں نہیں (اور ایتھئزم اور لادینیت بھی ان ممالک میں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے)، وہاں Incest کا رجحان نسبتاً بہت کم ہے اور انسیسٹ کے حوالے سے سرِ فہرست پہلے 20 ممالک میں ان میں سے کوئی ملک بھی شامل نہیں۔

Incest: اسلامی معاشرہ بمقابلہ لادینی معاشرہ

حصہ دوم: ایتھئسٹ ماں بہن سے Incest کیوں نہیں کرتے؟

ہزاروں سال سے دنیا کے غیر مذہبی معاشروں میں ماں اور بہنوں اور بیٹیوں سے شادی ممنوع رہی۔ اسکی وجہ انسانی عقل کا وہ مشاہدہ ہے جہاں اس نے یہ دیکھ لیا تھا کہ جب بھی ماں یا بہن بیٹی سے اولاد پیدا ہوتی ہے، تو وہ زیادہ تر بیماریوں کا شکار ہوتی ہے۔ چنانچہ کسی آسمانی خدا کی رہنمائی کے بغیر ہی انہوں نے ان incest رشتوں پر پابندی لگا دی۔ اسکے بعد سائنس نے آ کر تو اس شعور میں اتنا زیادہ اضافہ کر دیا کہ آج کے اتھیسٹ کزن شادی کو بھی Incest ہی مانتے ہیں کیونکہ فرسٹ کزنز بھی مشترکہ جینز شیئر کر رہے ہوتے ہیں جس سے معذور بچے پیدا ہونے کا خطرہ بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

مسلمانوں کا طنز: ایتھسٹوں کو بچے کا مسئلہ ہے تو آج کے نئے دور میں کنڈوم استعمال کر لو اور اپنی بیٹیوں سے سیکس کرو

افسوس کہ مسلمان مسائل کو سمجھنے کی بجائے فقط طنز پر تُلے ہوئے ہیں۔ جبکہ حقائق یوں ہیں:

1۔ معذور بچوں کی پیدائش فقط ایک پہلو ہے۔ جبکہ سگے رشتے داروں سے سیکس کے حوالے سے کئی دیگر مسائل موجود ہیں۔

2۔ انسانی فطرت یقینی طور پر ان نفسیاتی مسائل کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ جن کی بنیاد پر Incest سے پرہیز کرنا ہی بہتر آپشن ہے۔ حتیٰ کہ انسانوں سے قریب Primates بھی فطری طور پر' Incest سے پرہیز کرتے ہیں۔

https://en.wikipedia.org/wiki/Incest

Many mammal species, including humanity's closest primate relatives, tend to avoid mating with close relatives, especially if there are alternative partners available.

چنانچہ ایتھئسٹ مغربی معاشرے میں فطری طور پر غیر خاندان کی لڑکیوں میں Attraction محسوس کرتے ہیں۔ اور چونکہ کوئی پابندیاں نہیں ہوتیں، اس لیے انہیں ان غیر خاندان کی لڑکیوں سے تعلقات قائم کرنے میں پرابلمز بھی پیش نہیں آتیں۔

3۔ پھر انسانی فطرت کے تحت بچوں کے بغیر خاندان کا تصور ادھورا ہے۔ چنانچہ انسیسٹ کنڈوم کے باوجود یہاں بھی بنیادی انسانی فطرت کے خلاف جا رہا ہے۔

4۔ فرق یہ ہے کہ لادینی معاشرے 'Incest کے کیسز میں ایسی وحشیانہ سزائیں نہیں دیتے جیسا کہ اسلام دیتا ہے، کیونکہ وحشیانہ سزاؤں سے مسائل حل نہیں ہوتے، بلکہ انڈر گراؤنڈ چلے جاتے ہیں۔ بلکہ سزا کا خوف ختم کر کے لادینی معاشرے ایسے نفسیاتی مسائل میں الجھے لوگوں کو Counselling کی سہولت فراہم کرتا ہے تاکہ انسیسٹ کو معاشرے سے ختم کیا جا سکے۔

5۔ فطرت کے خلاف جانے کی وجہ سے اسلامی معاشرہ نہ تو انسیسٹ کو روک پاتا ہے، اور نہ ہی اپنی وحشیانہ سزاؤں کی وجہ سے اس نفسیاتی بیماری میں مبتلا لوگوں کو Counselling کی سہولت فراہم کر پاتا ہے، بلکہ ان لوگوں کو پوری زندگی نفسیاتی مریض بنے رہنے پر مجبور کرتا ہے۔ نہ تو ایسے نوجوانوں کو کنڈوم کا صحیح علم ہوتا ہے، نہ ہی دیگر مانع حمل طریقوں کا، اور ایسے میں اگر بچے پیدا ہو جائیں تو پھر لازمی طور پر ایسے بچوں کو یا تو قتل کر دیا جاتا ہے، یا کوڑے دان میں پھینک دیا جاتا ہے، یا پھر ایدھی سنٹر جیسے اداروں کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔

نتیجہ: لادینی معاشرے انسانی عقل، ہزاروں سالوں کے انسانی تجربے، انسانی فطرت کے مطالعے، اور سائنسی و دیگر علوم سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ سب چیزیں Incest کے خلاف رہنمائی کر رہی ہیں۔ انہی وجوہات کی بنا پر لادینی معاشروں میں انسیسٹ مذہبی معاشروں سے کہیں کم ہے، جیسا کہ ہم اس آرٹیکل کے پہلے حصے میں دیکھ چکے ہیں۔

خلع کا اصل خوفناک چہرہ

دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اللہ نے عورت کو خلع کا حق دے کر مرد کے طلاق کے حق کا مداوا کر دیا ہے۔
اس جھوٹے پروپیگنڈے کے برخلاف خلع کے اصل احکامات یہ ہیں:

- خلع کے ذریعے آزادی عورت کا حق نہیں ہے، بلکہ مکمل طور پر شوہر کی "مرضی" ہے۔
- عورت شوہر کو حق مہر یا اس سے بھی زیادہ پیسے کی آفر کرے گی کہ وہ اسے آزاد کر دے۔
- شوہر پیسے پر مانتا ہے تو خلع ہو گی، اگر نہیں مانتا تو کوئی عدالت مجاز نہیں کہ عورت کو آزادی دلوائے۔
- شوہر نے مار مار کر عورت کے نیل بھی ڈال دیے، تب بھی عورت خلع کے ذریعے آزادی نہیں لے سکتی۔

تمام تفصیلات بمع ثبوت ڈسکرپشن میں۔

پلیز یہ مضمون لازمی پڑھیے

ہزاروں معصوم عورتوں کا ریپ کروانے والا
محمد بن قاسم
ہیرو کیسے ہوا؟

اگر اس مسلم دعوے کو مان بھی لیا جائے کہ راجہ داہر نے مسلمان لڑکی کو قید کیا تھا، تب بھی یہ حقیقت نہیں بدلتی کہ حجاج بن یوسف نے راجہ داہر کی نسبت سینکڑوں ہزاروں گنا زیادہ مسلمانوں کا خون بہایا

تو پھر محمد بن قاسم نے حجاج بن یوسف کو اس سینکڑوں گنا زیادہ مسلم خون بہانے سے کیوں نہیں روکا؟

مسلم دعویٰ ہے کہ محمد بن قاسم ایک مسلم لڑکی کو آزاد کروانے آیا تھا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ محمد بن قاسم نے خون کے دریا بہانے کے بعد ہزاروں عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا، اور مسلم فوج پہلی ہی رات کو ان قیدی عورتوں کو ننگا کر کے ان سے سیکس سروس کروا رہی تھی۔

مسلمانوں کو محمد بن قاسم کی قید میں یہ تڑپتی چیختی ہزاروں معصوم لڑکیاں اور عورتیں ریپ ہوتی ہوئی کیوں نہیں دکھائی دیتیں؟

مسلمانوں کا دعویٰ

آج کا عالمی شعور اور انسانیت کچھ چیز نہیں

اور اس لیے امریکہ نے نبی صاحب سے زیادہ لوگوں کو قتل کیا

جب مسلمانوں کو دکھایا جاتا ہے کہ محمد صاحب نے بنو قریظہ کے 900 مردوں کو قیدی بنانے کے بعد ذبح کر دیا تھا، تو جواب میں "ہمیشہ" مسلم عذر خواہ یہ بہانے لے کر آتے ہیں کہ امریکہ نے افغانستان اور عراق میں لاکھوں لوگوں کو مار ڈالا۔

تو یہ سمجھنا چاہیے کہ بات "تعداد" کی نہیں ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ محمد صاحب اپنے مخالفین کو 100٪ تباہی کا نشانہ بناتے تھے۔ 100٪ مردوں کو ذبح کر دیا جاتا تھا، یا پھر غلام بنا لیا جاتا تھا۔ جبکہ 100٪ عورتیں اور چھوٹے بچے بھی زندگی بھر کے لیے غلام بنا لیے جاتے تھے، اور اسلام میں "پیدائشی غلامی" کی لعنت کی وجہ سے ان کی آنے والی نسلیں تک غلام ہی پیدا ہوتی تھیں۔ اور پھر محمد صاحب مخالفین کا 100٪ مال و اسباب لوٹ لیا کرتے تھے اور ان کی 100٪ زمینوں اور گھروں اور چراہگاہوں اور مال و مویشی پر قبضہ کر لیتے تھے۔

جبکہ امریکہ کے آگے آج کے "عالمی شعور اور انسانیت" نے بند باندھ دیے ہیں، کہ جس کے بعد امریکہ نہ تو شہری آبادی پر بم برسا سکتا ہے، اور نہ ہی عورتوں کو باندیاں بنا کر ان کا ریپ کر سکتا ہے، اور نہ ہی بچوں کو غلام بنا سکتا ہے۔

یقینا ٹیکنالوجی کی وجہ سے آج افغانستان اور عراق کی جنگوں میں مرنے والے لوگوں کی تعداد ان لوگوں سے زیادہ ہے کہ جنہیں محمد صاحب نے قتل کیا، مگر موازنہ "تعداد" کی بنیاد پر نہیں کیا جاتا، بلکہ "تباہی" کی شرح کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

امریکہ نے جنگ عظیم دوم کے بعد جرمنی کی عورتوں کو غلام بنایا اور نہ ان کا ریپ کیا۔ اور انیسویں صدی میں انگریز تمام مسلمان ممالک پر قابض ہو چکے تھے، مگر عالمی ضمیر اور انسانیت کی وجہ سے انکے شہریوں نے غلامی کا خاتمہ کر دیا تھا، **اس وجہ سے ہم سب کی نانیاں اور دادیاں ریپ ہونے سے بچ گئیں، ورنہ آج تمام عالم اسلام انگریزوں کی اولاد ہوتا۔**

امریکی سپریم کورٹ اور محمد صاحب کو Great Lawgiver کا خطاب

مسلمان دعویٰ کرتے ہیں کہ امریکی سپریم کورٹ نے 1935 میں محمد کو Great Lawgiver کا خطاب دیا، اور محمد کا Sculpture سپریم کورٹ کی دیوار پر بنوایا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اٹھارہ Sculptures ہیں جو کہ ان شخصیات پر مشتمل ہیں جن کا Influence تاریخی حوالے سے قانون کے معاملے میں دنیا میں موجود رہا۔ اس میں کسی کی مدح ہے اور نہ ذم ہے۔ چنانچہ انہیں Great Lawgivers انکے Influence کی وجہ سے کہا گیا ہے۔۔۔ لیکن کہیں بھی انکے LAW کو Great نہیں کہا گیا ہے۔ اس میں محمد تنہا نہیں ہیں، بلکہ اسی دیوار پر نپولین بونا پارٹ کا Sculpture محمد کے ساتھ موجود ہے۔

اگر محمد صاحب کا Law واقعی Great ہوتا تو امریکی قانون محمد کی پیروی کرتا

حقیقت یہ ہے کہ آج کے امریکی قانون نے اس نام نہاد great lawgiving نبی کو یہ عزت دی ہے کہ وہ نبی محمد کے 1400 سال پہلے دیے گئے ہر دقیانوسی قانون (اسلامی شریعت) کی دھجیاں اڑاتے ہوئے اسے پیروں تلے روند رہا ہے۔

چاہے یہ مرتد کی سزا ہو، چوری پر ہاتھ کاٹنا ہو، مخالف سمت کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالنا ہو، زنا کے نام پر وحشیانہ خونی سزائیں ہوں، قذف کے نام پر 80 کوڑے ہوں، زنا کے نام پر سرمہ دانی کے اندر اور باہر جاتی سلائی ہو۔۔۔

اسلامی شریعت میں بیان کردہ جتنی "حدود اللہ" ہیں ان سب کو امریکی قانون نے اٹھا کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا ہے۔

(یہی حال خواتین کے حقوق کا ہے، قیدیوں کے حقوق کا ہے، معاشرے کے دیگر تمام قوانین کا ہے)

یہ ہے اصل حالت امریکی سپریم کورٹ کی نظر میں محمد صاحب جیسے great lawgiver کی جو کہ حقیقت میں عملی طور پر امریکی سپریم کورٹ نے ہی اختیار کی ہے، مگر مسلمان اپنے اندھے پن میں یہ دیکھنے سے قاصر ہیں۔

دم درود کے نام پر پیری فقیری اور رسول کا کردار

صحیح مسلم، کتاب دم جھاڑنے کے مسائل، حدیث 1449:

صحابہ میں سے کچھ لوگ سفر میں تھے اور عرب کے کسی قبیلہ کے پاس سے گزرے، ان سے مہمان نوازی چاہی تو انہوں نے مہمانی نہ کی۔ وہ کہنے لگے کہ تم میں سے کسی کو منتر یاد ہے؟ ان کے سردار کو بچھو نے کاٹا تھا۔ ایک صحابی بولا کہ ہاں مجھے منتر آتا ہے۔ پھر اس نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا تو وہ اچھا ہو گیا۔ پس انہیں بکریوں کا ایک گلہ دیا گیا۔۔۔ اس صحابی نے رسول کے پاس آکر پورا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ اللہ کی قسم میں نے کچھ نہیں کیا سوائے سورۃ فاتحہ کے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ منتر ہے؟ **پھر فرمایا کہ وہ بکریوں کا گلہ لے لے اور بکریوں میں سے اپنے ساتھ ایک حصہ میرے لیے بھی لگانا۔**

- یہ ہی وہ ابتدا تھی، جس کی انتہا آج جعلی پیروں اور انکی پیسہ خوری کی صورت میں نظر آتی ہے۔
- کیا یہ انصاف ہے کہ فقط فاتحہ پڑھنے پر بکریوں کے پورے ریوڑ پر ہاتھ صاف کر دیا جائے؟
- اور آج طارق جمیل بڑی بڑی کاروں میں گھوم رہا ہے، تو یہ پیسہ خوری تو اسکے مذہب میں عین حلال اللہ ہے۔
- اور پیر صاحب کو تو پھر کچھ نہ کچھ منتر جنتر کا ڈرامہ کرنے کی محنت کرنا پڑتی ہے، **مگر رسول تو بغیر انگلی ہلائے ہی مال بنا گئے۔ یہ پیری فقیری کے فن کی معراج ہے۔**

الحاد جواب دے میری پیدائش وزندگی وشعور کا مقصد کیا ہے؟

جواب: ملحدین سے تخلیق کے "مقصد" کا سوال بے معنی ہے۔ تخلیق کا مقصد صرف وہاں ہو سکتا ہے کہ جہاں کوئی "انٹیلیجنٹ ڈیزائن" ہو۔ چنانچہ یہ سوال صرف مذہبی تخلیقیوں (Creationists) اور انکے "انٹیلیجنٹ ڈیزائن" کے متعلق ہی اٹھایا جا سکتا ہے۔ جبکہ اتھیسٹ حضرات کے نزدیک یہ کائنات صرف ایک حادثے کی نتیجے میں وجود میں آئی ہے۔ چنانچہ اتھیسٹ حضرات کے نزدیک پیدائش کا مقصد اہم نہیں، بلکہ یہ سوال اہم ہے کہ جب ارتقاء کے نتیجے میں عقل وشعور پیدا ہو گیا ہے، تو پھر اب اس عقل وشعور کا اب مقصد کیا ہونا چاہیے، اسے کیسے استعمال کرنا چاہیے۔

جنت کی ابدی زندگی کا مقصد کیا ہے؟

جواب میں مذہبی حضرات اب وہی رٹا رٹایا جواب دیتے ہیں کہ اس زندگی کا مقصد ہے اگلی آنے والی ہمیشہ کی زندگی کے لئے تیاری کہ کون اس میں کامیاب ہو کر جنت میں جاتا ہے اور کون ناکام ہو کر جہنم میں۔

میرے مذہبی دوستو! کبھی اس پر تو غور کرو کہ اس لا محدود زندگی کا مقصد پھر کیا ہو گا؟ اس مختصر سی زندگی میں کھانا پینا پہننا اور دوسروں کی مدد کرنا آپ لوگوں کے ہاں مادیت پرستی ہے اور اس کے جواب میں جس لا محدود زندگی کو ہمارا مقصد حیات بتا رہے ہو وہاں یہی کھانا پینا اور تاابد عیاشی کیوں مادیت پرستی نہیں؟ تا ابد کی اس زندگی کا جب کوئی مقصد تمھیں سمجھ نہیں اور نہ کبھی بتایا گیا تو اس مختصر سی زندگی کا من مانا مقصد متعین کر کے کیوں خود کو دھوکہ دیتے ہو؟

خود اللہ کی لامحدود زندگی کا مقصد کیا ہے؟

اس سے بھی کچھ آگے سوچ سکو تو سوچو کہ ہماری مختصر سی زندگی پر مقصدیت کے سوال اٹھانے والے مذاہب کا خدا تو ازل سے حیات ہے اور ہمیشہ حیات رہے گا تو کیا کبھی اس خدا نے اپنی اس لا محدود زندگی کا کوئی مقصد طے کیا ہے؟ کیا اس قوتوں اور بے پایاں شان کریمی والے خدا کی زندگی کا مقصد یہی تھا کہ وہ ایک ایسی دنیا بنائے جس میں ہمیشہ طاقتور کمزور پہ ظلم کرتا آیا ہے؟ کیا اس خدا کی زندگی کا مقصد یہی تھا کہ وہ اپنی ہی بنائی ہوئی مخلوق کو کبھی قحط سے کبھی زلزلے سے کبھی طوفان اور سیلاب سے مارتا رہے۔ کیا اس خدا کی زندگی کا مقصد صرف یہی ہے کہ وہ اس حقیر سی دنیا کے امتحان میں یہ دیکھ سکے کہ کون جنت میں جاتا ہے اور کون جہنم میں؟ اے کاش! کہ وہ خدا میری اور آپ کی اس مختصر سی زندگی کے مقصد متعین کرنے سے پہلے اپنی لامحدود زندگی کا کوئی مقصد طے کر پاتا۔

قرآن میں تضاد ـــــ یا قرآن میں تحریف؟

آیت 4:12 میں قرآن کہہ رہا ہے کہ اگر مرنے والے/والی کی صرف ایک بہن یا ایک بھائی ہیں تو ان کا حصہ ہے 1/6 ہے۔ مگر آیت 4:176 میں یہی قران پچھلی آیت کی تکذیب کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ اگر مرنے والے کی صرف ایک بہن ہے تو اس کا حصہ آدھا (1/2) ہے، جبکہ ایک بھائی ہے تو اس کو پوری جائیداد مل جائے گی۔

> (آیت 4:12) اور اگر وہ مرد یا عورت (جس کی میراث تقسیم طلب ہے) اولاد کے بغیر ہو اور اس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں، مگر اس کا ایک بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو بھائی اور بہن ہر ایک کو چھٹا (1/6) حصہ ملے گا

اور اب آیت 4:176 دیکھئے:

> (آیت 4:176) کہو اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے اگر کوئی شخص اولاد کے بغیر مر جائے (اور ماں باپ بھی نہ ہوں) اور اس کی ایک بہن ہو تو وہ اس کے ترکہ میں سے نصف پائے گی، اور اگر بہن اولاد کے بغیر مرے تو بھائی اس کے ترکے کا (مکمل) وارث ہوگا۔۔۔اور اور اگر کئی بھائی بہنیں ہوں تو عورتوں کا ایک اور مردوں کا دوہرا حصہ ہوگا

مزید تضاد بھی نوٹ کیجئے کہ آیت 4:12 میں بھائی اور بہن کا حصہ برابر ہے (یعنی 1/6)۔ لیکن آیت 4:176 کے مطابق بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں کی طرف سے زیادہ سے زیادہ یہ بہانہ پیش کر دیا جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آیت 4:12 میں بھائی بہن سے مراد صرف "ماں زاد بھائی/بہن" ہوں جیسا کہ سعد بن وقاص اس آیت کی قرات ایسے کرتے تھے۔ مگر مسئلہ یہ ہے اگر سعد بن وقاص کی یہ قرآت آیت کا معنی اور مطلب ہی بالکل بدل دیتی ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ موجودہ قرآن تحریف زدہ ہے۔

چنانچہ مسلمان اس ہڈی کو نگل سکتے ہیں اور نہ ہی اگل سکتے ہیں۔ چنانچہ مسلمان اب بتلائیں کہ قرآن میں تضاد ہے۔۔۔ یا پھر قرآن تحریف زدہ ہے؟

بنو قریظہ نے کوئی غداری نہیں کی، بلکہ مسلمان احسان فراموش تھے

مسلمانوں کی اپنی 'صحیح' تاریخی کتب گواہ ہیں کہ بنو قریظہ کا قصور فقط اتنا تھا کہ انکے سردار کی قریش سے خط و کتابت ہوئی تھی مگر اس نے آخر میں قریش کی بات نہ مانی اور مسلمانوں سے کوئی غداری نہیں کی۔

مسند الامام احمد بن حنبل کی 'صحیح' روایت:

۔۔۔ صحابی حذیفہ الیمانی کہتے ہیں:۔۔۔ رسول خدا نے مجھ سے کہا کہ اے حذیفہ جا اور دشمن لوگوں میں گھس کر بیٹھ جا اور دیکھ کہ وہ کیا کرنے جا رہے ہیں۔۔۔ پھر کفار کا سردار ابو سفیان بن حرب نے کہا: اے قریش کے لوگو! تمہارا موجودہ مسکن ایسی جگہ نہیں ہے جہاں زیادہ دیر ٹھہرا جائے، تمہارے گھوڑے مر چکے ہیں۔ **اور بنی قریظہ نے ہمارا ساتھ دینے سے انکار کر دیا ہے اور ہمیں انکی طرف سے وہ پیغام ملا ہے جو ہمیں پسند نہیں (یعنی بنی قریظہ نے انہیں انکی فوجیں اپنے علاقے سے گذارنے کی اجازت نہیں دی)**، اور یہ ہوا ہمیں سخت وقت دے رہی ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ ہمارے دیگچے چولہوں پر الٹ جاتے ہیں اور آگ بجھ جاتی ہے اور خیمے کی طنابیں اکھڑ جاتی ہیں۔ تو واپس چلو کہ میں بھی واپس جا رہا ہوں۔۔۔

امام الارنووط نے اس روایت پر 'صحیح' کا حکم لگایا ہے۔

ابن کثیر نے بھی تفسیر ابن کثیر (آیت 33:9) میں یہی لکھا ہے کہ بنو قریظہ نے قریش کا ساتھ نہ دیا:

۔۔۔ ابو سفیان نے کہا اللہ گواہ ہے ہم اس وقت کسی ٹھہرنے کی جگہ پر نہیں ہیں۔ ہمارے مویشی ہمارے اونٹ ہلاک ہو رہے ہیں۔ **بنو قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی اس نے ہمیں بڑی تکلیف پہنچائی** پھر اس ہوا نے تو ہمیں پریشان کر رکھا ہے ہم کھانا نہیں پکا سکتے آگ تک نہیں جلا سکتے خیمے ڈیرے ٹھہر نہیں سکتے۔ میں تو تنگ آ گیا ہوں اور میں نے تو ارادہ کر لیا ہے کہ واپس ہو جاؤں۔۔۔

بنو قریظہ نے کسی ایک مسلمان کو قتل کرنا تو در کنار، ہلکی سی گزند تک نہیں پہنچائی۔

یاد رہے کہ خندق صرف مسلمانوں کے علاقے میں کھودی گئی تھی، جبکہ بنو قریظہ کے علاقے میں سرے سے کوئی خندق ہی موجود نہیں تھی، بلکہ بنو قریظہ والے اس علاقے کی حفاظت کر رہے تھے۔ بنو قریظہ والوں کو اگر غداری کرنا ہوتی، تو انہیں صرف اپنے علاقے سے قریش والوں کو گذرنے کی اجازت دینی کی ضرورت تھی اور تمام مسلمان مارے جاتے۔

مگر بجائے بنو قریظہ کا احسان ماننے کے، محمد صاحب نے تمام مردوں بشمول 12 سالہ بچوں کو ذبح کر دیا، اور تمام عورتوں اور چھوٹے بچوں کو زندگی بھر کے لیے غلام بنا لیا۔

محمد صاحب خود سے شریعت بناتے تھے

اور پھر اسے وحی کا نام دے دیتے تھے

صحیح مسلم کتاب النکاح، باب العزل:
نبی نے فرمایا کہ میں دودھ پلانے والی عورتوں سے جماع کرنے سے منع کرنا چاہتا تھا۔ لیکن پھر میں نے دیکھا تو فارس اور روم کے لوگ بھی ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو ضرر نہیں پہنچتا۔

یہ حدیث پکا ثبوت ہے کہ آسمان میں کوئی اللہ نامی شے موجود نہیں ہے، بلکہ محمد صاحب خود اپنی طرف سے شریعت بناتے تھے، اور پھر بعد میں اسے وحی کا نام دے دیتے تھے۔ اور عقل رکھنے والوں کے لیے صرف اس ایک حدیث کے بعد اسلام کی پوری عمارت دھڑام سے گر چکی ہے۔

اگر فارس اور روم کے لوگ نہ ہوتے، تو پھر اسلامی شریعت میں آج دودھ پلانے والی عورت سے بھی سیکس پر پابندی ہوتی، اور مسلمان آج اس سائنسی غلطی کے لیے بھی کوئی نہ کوئی لولے لنگڑے بہانے لے کر آگئے ہوتے، بالکل ایسے ہی جیسے کہ وہ حاملہ عورت کی عدت کی سائنسی غلطی کے متعلق لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

سنن ابی داود: 2158:
نبی نے فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسکے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنا پانی کسی دوسرے کی کھیتی کو پلائے یعنی دوسرے مرد سے حاملہ عورت کے ساتھ جماع کرے۔

لیکن سائنس بہت بہت صاف طریقے سے ثابت کر رہی ہے کہ محمد صاحب حمل کے معاملے میں غلطی کا شکار ہیں۔ اگر کسی ایک شخص سے حمل ٹھہر گیا ہے، تو پھر دوسرا شخص جتنا مرضی سیکس کرتا رہے، مگر اس سے بچے (کھیتی/Fetus) پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں۔ یہ زمانہ جہالت کے تصورات تھے، جن کی محمد صاحب بھی پیروی کر رہے تھے۔ اور محمد صاحب کی حمل کے متعلق اس غلطی کا خمیازہ ایک بار پھر بے چاری عورت کو بھگتنا پڑ رہا ہے، اور وہ دوران حمل کسی اور مرد سے شادی ہی نہیں کر سکتی اور نہ ہی اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کر سکتی ہے، نہ ہی دوسرے مرد کا پیار اور سہارا حاصل کر سکتی ہے، بلکہ اسے حمل کا تکلیف دہ سفر تنہا ہی طے کرنے پر مجبور کر دیا گیا

ایک اور شامِ غریباں

جنگ خیبر کے بعد حضرت بلال جب حضرت صفیہ کو لے کر آئے، ان کے ساتھ ایک اور یہودی لڑکی بھی تھی، جب وہ اپنے بھائیوں کی لاشوں کے پاس سے گذریں تو اس لڑکی نے دھاڑیں مارتے ہوئے اپنے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیے، اس نے زمین سے مٹی لے کر اپنے بالوں میں ڈال لی، جب رسول اللہ نے اس لڑکی کو یوں واویلا کرتے دیکھا تو انہیں بہت غصہ آیا اور آپ نے فرمایا: "اس چڑیل کو میری نظروں سے دور کر دو"۔

حوالہ:

تاریخ طبری، جلد 8، صفحہ 122، انگریزی ترجمہ

طالبان فقط اپنی گلی کے کتے ہیں

جنونی مسلمان بار بار یہ ڈینگ مارتے ہیں کہ طالبان کے ایمان نے امریکی غرور خاک میں ملا ڈالا۔

حقیقت یہ ہے کہ "طالبان صرف اپنی گلی کے کتے ہیں"۔ جس طرح ہر کتا اپنی گلی میں شیر ہوتا ہے، وہی حال طالبان کا بھی ہے۔ طالبان افغانستان میں تو اپنی ہی شہری آبادی کے پیچھے چھپ کر اپنی جان بچا سکتے ہیں۔ مگر ان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ امریکہ جا کر ایک انچ مٹی پر بھی قبضہ کر سکیں۔

آج کی دنیا مہذب ہو چکی ہے، اور انہوں نے معصوم شہری آبادی، عورتوں اور بچوں کو جنگ میں فتح کے بعد ذبح کرنا اور غلام بنانا ترک کر دیا ہے، بلکہ وہ انہیں انسانی حقوق دیتے ہیں۔ اور یہ آج کی یہ مہذب دنیا ہے جس نے امریکی طیاروں پر پابندی لگائی ہوئی ہے کہ اگر طالبان اپنی عورتوں اور بچوں کی آڑ میں چھپے ہوئے ہیں، تو پوری آبادی پر میزائل اور بم برسا کر سب کو ختم نہ کریں۔

یا پھر اگر طالبان اپنی عورتوں اور بچوں کو پیچھے چھوڑ کر خود پہاڑوں میں جا کر چھپ جاتے ہیں، تو امریکی فوجی طالبان کی عورتوں اور بچیوں کو باندیاں بنا کر ان کا ریپ شروع نہ کر دیں، جیسا کہ محمد صاحب اور مسلمان پچھلے 1400 سالوں سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اگر آج یہ انسانی شعور ختم ہو جائے اور امریکہ کو کھلی چھٹی مل جائے، تو طالبان کی حیثیت "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ" سے زیادہ نہیں۔

صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر (لنک):

> صعب بن جثامہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابواء یا ودان کے مقام پر میرے پاس سے گزر ہوا تو آپ سے ان مشرکوں کے بچوں اور عورتوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جو رات کو اپنے گھروں میں سوئے ہوتے ہیں اور (بوقت شب خون) قتل کر دیے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا (کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ) وہ بھی تو ان ہی میں سے ہیں۔

امریکہ آج طالبان کے دہشتگردوں پر ڈرون حملے کرتا ہے اور دہشتگردوں کے ساتھ مرنے والے معصوموں کو 'کولیٹرل نقصان' قرار دیتا ہے۔ مگر مسلمان امریکہ کی اس 'کولیٹرل نقصان' والی تھیوری کو قبول نہیں کرتے۔ مگر کیا یہی مسلمان اپنے نبی کی اسی کولیٹرل نقصان والی تھیوری کو بھی رد کر سکتے ہیں؟

اگر اسلام بدترین مذہب ہے تو لوگ اسے قبول کیوں کر رہے ہیں؟

> اگر اسلام اتنا ہی برا تھا یہ ہے، تو دنیا کا دوسرا بڑا مذہب کیسے بن گیا؟
> اگر اسلام بدترین مذہب ہے تو لوگ آج بھی اسے کیونکر قبول کرتے جا رہے ہیں؟

جواب: حق کا معیار کبھی بھی لوگوں کی تعداد نہیں ہے، بلکہ فقط اور فقط "دلیل اور ثبوت" ہے۔

مرزا صاحب پر پل بھر میں لاکھوں لوگ ایمان لے آئے، مگر نوح 950 سال تبلیغ کرتے رہے مگر کوئی ان پر ایمان نہیں لایا۔ چنانچہ کیا اس سے ثابت ہو گیا کہ نوح جھوٹے نبی تھے؟

اسلام تلوار، پروپیگنڈے اور برین واشنگ سے پھیلا ہے، ورنہ مکی زندگی میں تو محمد صاحب 13 سال تبلیغ کرتے رہے مگر مکہ والوں نے محمد صاحب کے نبوت کے دعوے کو جھوٹا ہی سمجھا۔ صرف فتح مکہ کے بعد جب آیت قتال (مشرکوں کو 4 مہینے کے بعد قتل کرنے والی آیت) نازل ہوئی، تو تب جا کر زبردستی اہل مکہ نے اسلام قبول کیا۔

مزید قرآن کہہ رہا ہے کہ اللہ نے کئی پیغمبر بھیجے، مگر ان پر ایمان لانے کی بجائے لوگ ان نبیوں کو قتل کر ڈالتے تھے، اور اللہ ان کا منہ تکتا رہتا تھا اور اپنے نبیوں کو بچانے سے قاصر رہتا تھا۔

> (القرآن 2:91) ان سے پوچھو کہ اگر تم ایمان والے ہوتے تو پہلے ہی کیوں اللہ کے نبیوں کو قتل کیا کرتے۔

انبیاء کو تو چھوڑیں، انہوں نے تو 'رسولوں' کو قتل کر ڈالا، مگر اللہ پھر قاصر بیٹھا دیکھتا رہا۔

> (القرآن 2:87) جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس وہ چیز لے کر آیا جو تمہارے نفس کو پسند نہ آئی تو تم نے تکبر کی راہ اختیار کی۔ پھر بعض کی تم نے تکذیب کی اور بعض کو تم قتل کرتے تھے۔

تو لگائیے الزام ان نبیوں اور رسولوں پر کہ ان کے پیغام میں خامی تھی اس لیے لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے تھے۔

اور 2 ارب مسلمان ہی کیا، اگر دنیا کی 7 ارب کی پوری آبادی بھی مسلمان ہو جاتی ہے،

اور میں آخری واحد غیر مسلم بچ جاتا ہوں، تب بھی "دلیل" کی بنیاد پر

محمد صاحب اور انکے اللہ پر ایمان لانا ناممکن ہے۔

دین کی ناموس کی خاطر جھوٹی حدیث سازی کا کاروبار

131 روایات اسحاق کو ذبیح اللہ بتاتی ہیں، مگر پھر حدیث فیکٹری نے انکی تکذیب کیلیے 133 روایات گھڑیں کہ اسحاق نہیں بلکہ اسمٰعیل ذبیح اللہ تھے

سورۃ الصافات کی آیات 99 تا 112 میں ابراہیم کا اپنے بیٹے کو ذبح کرنے والے واقعہ کا ذکر ہے، مگر کونسا بیٹا ہے، اسکا نام براہ راست موجود نہیں۔ لیکن سیاق و سباق کی آیات سے یہ اسحاق نکلتے ہیں کیونکہ شروع میں آیت 100 میں ابراہیم دعا کر رہا ہے کہ: اے رب مجھے "صالح" بیٹا عطا فرما۔ اور آیت 112 میں اللہ کہہ رہا ہے: اور ہم نے اسے اسحاق کی بشارت دی، ایک نبی "صالحین" میں سے۔ بقیہ پوری سورت میں اسمٰعیل کا نہ تو نام ہے، اور نہ ہی دور دور تک کوئی اور ذکر۔ اور پھر صحابہ اور تابعین سے 131 روایات ہیں جو کہ اس قرآنی آیات کی روشنی میں اسحاق کو ذبیح اللہ قرار دیتی ہیں۔

مگر مسلمانوں کی جھوٹی روایات گھڑنے والی فیکٹری کو سلام کہ جس نے 131 روایات کو جھٹلانے کے لیے بعد میں 133 روایات گھڑیں کہ ذبیح اللہ اسحاق نہیں، بلکہ اسمٰعیل تھے۔ ان کے پاس جھوٹی روایات گھڑنے کا مکمل Motive موجود تھا، کیونکہ بعد کے مسلمانوں کے لیے یہ سوال اٹھ کھڑا ہوا تھا کہ اگر اسحاق کو مکہ میں نہیں، بلکہ شام میں ذبح کیا گیا تھا، تو پھر حج میں کہاں سے منیٰ کے مقام پر قربانی شروع ہو گئی؟؟ اسحاق کبھی مکہ آئے اور نہ ہی ان کی اولاد نے کبھی سالانہ جانوروں کو یوں ذبح کیا۔ مگر یہ زمانہ جاہلیت کے عربوں کا رواج تھا کہ وہ اپنے دیوتاؤں کے لیے منیٰ کے مقام پر جانور ذبح کرتے تھے۔ چنانچہ اسے ابراہیم کی قربانی سے جوڑنے کے لیے یہ سارا ڈرامہ کھیلا گیا۔

مزے کی بات یہ کہ ابن عباس، عمر ابن خطاب، اور علی ابن ابی طالب سے یہ اسحاق کے ذبیح اللہ ہونے کی روایات بھی مروی ہیں، اور اسمٰعیل کے ذبیح اللہ ہونے کی بھی۔ یہ تضادات کے وہ انبار ہیں جو کہ مسلمانوں کے مذہب کی ناموس کی خاطر جھوٹی احادیث گھڑنے والی فیکٹری کو مکمل طور پر بے نقاب کر رہے ہیں۔

کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ قریش، یا کہ بلکہ پورے عرب یا پورے یہود و نصاریٰ میں سے کسی کو علم نہیں تھا کہ عرب اسمٰعیل کی نسل سے ہیں یا پھر یہ کہ کعبہ، حج یا قربانی کا کوئی تعلق ابراہیم یا اسمٰعیل سے ہے۔ محمد پہلے شخص ہیں جنہوں نے عربوں کے اسمٰعیل کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کیا اور ابراہیم و اسمٰعیل کا تعلق کعبے سے جوڑا۔ محمد خود کو اسمٰعیل کی نسل سے ثابت کر یہود و نصاریٰ میں اپنی پذیرائی چاہتے تھے۔ مگر انہوں نے یہ پذیرائی نہ بخشی بلکہ محمد کو جھوٹا نبی جانا۔

ذبیح اللہ کون؟! اسمٰعیل یا اسحاق

نبی صاحب نے بائیبل کی کہانی کے مطابق یہی کہا تھا کہ ذبیح اللہ اسحاق تھے۔ مگر بعد میں آنے والے مسلمانوں کے چھکے تب چھوٹے جب بعد میں یہ سوال کھڑا ہو گیا کہ اسحاق تو کبھی مکہ آئے ہی نہیں تھے، تو پھر ابراہیم نے مکہ میں موجود خانہ کعبہ میں، حج کے دن کیسے اسحاق کو ذبح کر دیا؟

امام قرطبیؒ آیت 37:102 کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> علمائے نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کس کے ذبح کا حکم دیا گیا تھا؟ اکثر کی رائے یہ ہے اس سے مراد اسحاق (علیہ السلام) ہیں۔ صحابہ میں عبداللہ ابن مسعود، حماد بن زید، جابر، علی، عبداللہ ابن عمر، عمر ابن خطاب اور ابن عباس (7 صحابہ) کا قول ہے کہ ذبیح اللہ اسحاق تھے۔ جبکہ تابعین میں علقمہ، شعبی، مجاہد، سعید بن جبیر، کعب الاحبار، قتادہ مسروق، عکرمہ، قاسم بن ابی بزہ، عطا، مقاتل، عبدالرحمٰن بن سابط، زہری، سدی، عبداللہ بن ہزیل اور امام مالک بن انس ہیں سب نے کہا: ذبیح حضرت اسحاق (علیہ السلام) ہیں، یہی نقطہ نظر اہل کتاب یعنی یہود و نصاری کا ہے۔۔۔۔ اسحاق کا ذبیح اللہ ہونا نبی کریم، صحابہ کرام اور تابعین سے بہت زیادہ سندوں کے ساتھ منقول ہے۔

نیز یہ سوال بھی اٹھا کہ ابراہیم کے بعد بنی اسرائیل میں بے تحاشہ انبیاء گذرے، مگر ان انبیاء میں سے کسی نے بھی عید الاضحیٰ کیوں نہ منائی، اور کیوں ہر سال اس موقع پر جانوروں کی قربانی نہیں کی؟ کیوں ان انبیاء کے ہر سال مکہ جانے، حج کرنے اور قربانی دینے کا ذکر دور دور تک کہیں موجود نہیں؟

چنانچہ بعد کے مسلمانوں کے پاس ان سوالوں کے کوئی جوابات نہیں تھے، مگر ان بعد کے مسلمانوں کے پاس ایک ہتھیار تھا، اور وہ تھا دین کی ناموس بچانے کی خاطر "جھوٹی روایات" کو جی کھول کر گھڑ لینا۔

چنانچہ بعد میں ابو ہریرہ وغیرہ کے نام پر روایات گھڑیں گئیں کہ ابراہیم نے اسحاق کو ذبح نہیں کیا تھا، بلکہ اسمٰعیل کو ذبح کیا تھا، اور انکی یاد میں ہی حاجی ہر سال مکہ میں قربانی کرتے ہیں۔

جھوٹ کی نشانی ہے کہ جہاں جھوٹ ہوتا ہے، وہاں ایسے ہی تضادات کھڑے ہو جاتے ہیں۔

نبوی دعوی: پیغمبر اسلام سے قبل کے لوگوں کے قد 30 گز لمبے تھے

> آدم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے پیدا فرمایا تو ان کی لمبائی ساٹھ ھاتھ تھی ۔۔۔ تو جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر داخل ہوگا، تو آج تک مخلوق گھٹ رہی ہے
> حوالہ: (1) صحیح البخاری حدیث نمبر (3336)، (2) صحیح مسلم حدیث نمبر (7092)۔

اور مسلم کے لفظ یہ ہیں:

> تو جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر داخل ہوگا اور اس کی لمبائی ساٹھ ھاتھ ہوگی، تو آج تک مخلوق گھٹ رہی ہے۔

نبی کا یہ فرمانا کہ (تو آج تک مخلوق گھٹ رہی ہے) کے بارہ میں حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ (لنک):

> یعنی ہر نسل اور دور میں قد پہلے دور سے کم ہوگا اور قد کی یہ کمی امت محمدیہ پر آکر ختم ہو چکی ہے اور یہ معاملہ یہاں پر آکر ٹھر چکا ہے۔ اھـ۔ فتح الباری (6/ 367)۔

مسئلہ یہ ہے کہ سائنس نے پیغمبر اسلام سے قبل کے سینکڑوں ہزاروں ڈھانچے برآمد کر کے یہ بات کسی بھی شک و شبہ سے بالاتر ہو کر ثابت کر دی ہے کہ انسانی قد کے حوالے سے پیغمبر اسلام نے درست دعویٰ نہیں کیا ہے۔



رمسیس دوم کا قد فقط 5 فٹ 7 انچ ہے

یہ اُس فرعون کی ممی ہے جسکے متعلق مسلمان دعویٰ کرتے ہیں کہ جناب موسیٰ کے زمانے کا فرعون تھا۔ مگر اس فرعون رمسیس دوم کا قد تو فقط 5 فٹ 7 انچ ہے۔

https://en.wikipedia.org/wiki/Ramesses_II

صرف ایک رامسین دوم ہی نہیں، بلکہ سائنس ابتک 5 ہزار سال پرانے کئی فراعنہ کی لاشیں نکال چکی ہے، بلکہ فرعونوں سے بھی کئی ہزار برس پرانے ڈھانچے برآمد کر چکی ہے، مگر ان سینکڑوں ہزاروں ڈھانچوں میں کسی کا قد بھی 30 گز نہیں تھا، بلکہ آجکے انسان کے برابر ہی تھا۔

اسلام کہتا ہے کہ "پورے کے پورے" یا تو اسلام میں داخل ہو جاؤ، یا پھر اس سے "پورے کے پورے" نکل جاؤ۔ اسی طرح اسلام کا مسئلہ یہ ہے کہ اسکے دعوے کے مطابق اسکی ساری کی ساری باتیں سائنس سے ثابت ہونی چاہیے ہیں۔ لیکن اگر اسلام کی ایک بات بھی سائنس کے خلاف ثابت ہو گئی تو اسکا مطلب ہوگا کہ پورا مذہب اسلام ہی باطل ہے۔

نبی کا قربانی کے جانوروں کو زندہ زخمی کے انکا مثلہ کرنا

اور پھر جوتیوں کے ہار پہنانا

اگر آپ کو شک ہے کہ محمد نے قربانی کے نام پر عرب کی جاہل روایات کا اتباع نہیں کیا ہے تو محمد کا عمل دیکھئے جہاں وہ قربانی کے نام پر زندہ اونٹ/اونٹی کے کوہان کو چیر کر مثلہ کر رہے ہیں جسے اشعار کہا جاتا ہے۔ اور پھر محمد قربانی کے جانور کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈال رہے ہیں جسے قلادہ کہا جاتا ہے۔

صحیح مسلم، ذبح کا بیان (لنک):

> آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اونٹنی کو منگوایا اور اس کے کوہان کو دائیں طرف کاٹ کر شعار (زندہ جانور کو زخمی کر کے خون نکالنا) کیا جس سے خون بہا اور اس کے گلے میں دو جوتیوں کا قلادہ (ہار) ڈالا۔

کیا جوتیوں کا ہار پہنانا جہالت نہیں ؟

اور زندہ جانور کو زخمی کر کے مثلہ کرنا کونسی عقلمندی کی بات ہے؟

اللہ کو بھلا جانوروں کو جوتیوں کا ہار پہنانے اور زندہ جانروں کو زخم دینے کی کیا ضرورت ہے؟

امام ترمذیؒ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

> والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرھم، یرون الاشعار وھو قول الثوری والشافعی واحمد واسحاق۔
>
> ترجمہ:
>
> اسی پر نبی اکرم کے صحابہ اور دوسرے اہل علم کا عمل ہے، وہ اشعار کو جائز سمجھتے ہیں۔ امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔
>
> (سنن الترمذی، تحت حدیث: ۹۰۶)

صحابہ بھی اس رسم پر عمل پیرا تھے

> موطا امام مالک، کتاب الحج (لنک):
>
> نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر جب اپنی ہدی کے کوہان میں زخم لگاتے اشعار کے لئے کہتے اللہ کے نام سے اللہ بڑا ہے۔

موطا امام مالک، کتاب الحج ([لنک](#)):

> عبداللہ بن عمر جب ہدی (قربانی کا جانور) لے جاتے مدینہ سے تو تقلید کرتے اس کی اور اشعار کرتے اس کا ذوالحلیفہ میں، مگر تقلید اشعار سے پہلے کرتے لیکن دونوں ایک ہی مقام میں کرتے اس طرح پر کہ ہدی کا منہ قبلہ کی طرف کر کے پہلے **اس کے گلے میں دو جوتیاں لٹکا دیتے پھر اشعار (زخم لگاتے) کرتے بائیں طرف سے۔**

اور رسول کی ازواج خود جوتیوں کے یہ قلادے بنتی تھیں۔

صحیح بخاری، کتاب الحج ([لنک](#)):

> عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربانیوں کے جانوروں کے قلادے (جوتیوں کے ہار) زیادہ تر میں ہی بناتی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان جانوروں کے گلوں میں قلادے ڈال کر انہیں بھیج دیتے۔

اور صرف اونٹوں کے ہی نہیں، بلکہ محمد صاحب بکریوں کو بھی جوتوں کے یہ قلادے پہناتے تھے۔

صحیح بخاری، کتاب الحج ([لنک](#)):

> عائشہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قلادے بنتی تھی تو آپ بکریوں کے گلے میں یہ قلادے ڈالتے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ آپ احرام سے باہر رہتے تھے۔

کیا یہ ثبوت کافی نہیں ہے کہ محمد زمانہ جاہلیت کی خرافات کی پیروی کرتے تھے اور یہ دین انہوں نے خود اپنی طرف سے گھڑا تھا؟

اسلامی شریعت:

حرامی بچہ شر میں اپنے زانی والدین سے بھی بڑھ کر ہے

سنن ابوداؤد، کتاب العتق:

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا کہ زنا (کے نتیجہ میں) پیدا ہونے والا بچہ تینوں میں (ماں، باپ، بچہ) سب سے زیادہ شر والا ہے۔ اور ابوہریرہ آگے کہتے ہیں کہ چنانچہ اللہ کی راہ میں کوڑے کرکٹ دے کر ثواب کمانا میرے نزدیک ایسے ولدالزنا غلام/باندی کو آزاد کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

امام البانی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

کیا قیامت ہے ۔۔۔

- کیا معصوم بچے کو پوری زندگی حرامی کی گالی بنادینا ہی کچھ کم ظلم تھا کہ اوپر سے شریعت نے سونے پہ سہاگہ کیا کہ معصوم بچے کو "شر" کا ماخذ بھی بنا ڈالا۔
- اور پھر زانی والدین سے شر میں بڑھا کر بنیادی طور پر معصوم بچے پہ بالواسطہ طور پہ یہ تہمت بھی لگا ڈالی کہ بڑا ہو کر وہ بچہ/بچی بھی زناکاری ہی کریں گے، اور بلکہ اپنے ماں باپ سے زیادہ بڑھ کر زناکاریاں کریں گے۔
- اور پھر معاشرے کو ایسا برین واشڈ کیا کہ ولدالحرام کے نام پر اس معصوم بچے کی انسانی جان کی قدر و قیمت کو کوڑے کرکٹ سے بھی کم کر ڈالا۔

کیسے ممکن ہے کہ ظلم کی یہ داستان پڑھ کر بھی آپ کے دل سے آہ نہ نکل پائے؟

بازارِ حسن کی رونق شیعہ متعہ نہیں،
بلکہ اسلام میں باندی کی خرید و فروخت اور انکے ریپ کی اجازت

مسلمانوں نے الزام لگایا ہے کہ ایتھئسٹ کمیونٹی شیعہ متعہ کو برا بھلا نہیں کہتی، اور باندی کے حوالے سے صرف اسلام کو نشانہ بنا رہی ہوتی ہے۔ تو جواباً عرض ہے کہ کسے پرواہ ہے کہ مسلمان کیا الزام لگاتے ہیں۔ سچائی یہ ہے کہ متعہ میں باہمی رضامندی ہے، جس کی وجہ سے اسے باندی کے ریپ کے برابر نہیں کیا جا سکتا۔

اور مسلمانوں کے انتہائی پروپیگنڈے کے باوجود بازارِ حسن کی رونق کبھی بھی شیعہ متعہ نہیں رہا، کیونکہ برصغیر کی شیعہ کمیونٹی میں کبھی بھی متعہ کا رواج نہیں تھا۔ بلکہ برصغیر کے بازارِ حسن کی رونق ہمیشہ سے اسلامی شریعت کا وہ فتنہ ہے کہ جس کی وجہ سے باندی لڑکیوں کی خرید و فروخت اور انکا عارضی جنسی تعلق میں ریپ کروانا حلال اللہ تھا۔

[سنن ابو داؤد، کتاب 12، روایت 2304]:

ایک انصاری کی کنیز رسول کے پاس آئی اور کہا: میرا مالک مجھے بدکاری پر مجبور کرتا ہے۔ اس پر اللہ نے قرآن میں یہ آیت نازل فرمائی: اور اپنی کنیزوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ عفت و پاکدامنی چاہتی ہیں۔ (القرآن 24:33)

قرآن کا مصنف صرف بدکاری نہ کروانے کی نصیحت کر سکا، مگر ان مالکوں کو پھر بھی سزا نہ دے سکا، کیونکہ اس نے تو خود باندیوں کو بے بس و لاچار، ان کی خرید و فروخت، ان کو آدھا ننگا رکھنا، انکا مختلف بہانوں سے ریپ حلال کر رکھا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ جتنے آپ کو کوٹھے ملیں گے، انڈیا سے لیکر پاکستان تک، انکی تاریخ آپ اٹھا کر دیکھ لیں یہاں پر بچیوں کو اغوا کر کے لایا جاتا تھا اور بطور کنیز باندی کے انہیں رکھا جاتا تھا اور پھر ان سے گانے و ناچ وغیرہ کروائے جاتے تھے۔ باقاعدہ انکی قیمتیں لگتی تھیں اور یہ عورتیں (کنیزیں) بکتی تھیں۔ یہ بازار عرب معاشرے سے شروع ہوئے اور پچھلی صدی تک جاری رہے۔ مصر، تیونس، مراکش، انڈونیشیا وغیرہ ایسے بہت سے مسلمان ممالک ہیں جہاں پر اہل تشیع آبادی موجود ہی نہیں ہے، مگر اسکے باوجود وہاں صدیوں سے قحبہ خانے اور بازارِ حسن موجود ہیں اور تمام برائیاں وہاں موجود ہیں۔ اب اسکا الزام متعہ پر کیسے لگائیں گے؟



مسلمان کہتے ہیں کہ رنگ کی تفریق کا خاتمہ اسلام نے کیا۔ مگر یہ درست نہیں بلکہ یہ تو اسلام سے قبل ہی قدیم عرب کا کلچر تھا جہاں تفریق آزاد اور غلام کی تھی، جبکہ رنگ کی وجہ سے تفریق موجود نہ تھی، اور کالے لوگ اگر آزاد تھے تو وہ بادشاہ بھی بن سکتے تھے، اور عرب عورتوں سے شادی بھی کر سکتے تھے۔

عرب کا قبائلی اور بدو کلچر تہذیب و تمدنی اعتبار سے آس پاس کے علاقوں سے کم ترقی یافتہ تھا۔ عرب بدوؤں کے مقابلے میں افریقہ کے علاقوں مثلاً حبشہ میں زیادہ ترقی یافتہ تہذیب موجود تھی جہاں باقاعدہ ایک بادشاہ اور باقاعدہ ایک ریاست موجود تھی اور یہ علاقے عربوں کے علاقے سے زیادہ امیر بھی تھے۔ عرب قبائل خود ایک دوسرے پر حملہ کر کے عرب عورتوں کو غلام بناتے تھے اور پھر ان غلام عرب عورتوں کی آس پاس کے امیر علاقوں میں تجارت کرتے تھے۔

صرف قدیم عرب ہی نہیں، بلکہ قدیم یہود و نصاریٰ بھی کالے رنگ کی وجہ سے تفریق نہیں کرتے تھے۔ بائیبل میں خود کئی کردار کالے تھے مثلاً Queen of Sheba (ملکہ بلقیس)، Zipporah، Ham وغیرہ۔ اور تو اور اسمٰعیل کی ماں حاجرہ تو خود کالی حبشن تھیں۔

اور مسلمان خود بادشاہ نجاشی کے پاس پناہ لینے آئے تھے اور نجاشی کے احسان مند تھے۔ اور احسان اٹھانے والوں کا رتبہ احسان کرنے والے سے کبھی اوپر نہیں ہوتا۔

چنانچہ محمد نے کوئی نیا کارنامہ نہیں کیا، بلکہ وہ اسی قدیم عرب کلچر کی پیروی کر رہے تھے جس کی وجہ سے رنگ تفریق کی وجہ نہ بن سکا، مگر اسلام نے آزادی اور غلامی کے نام پر جو تفریق کے سمندر بہائے، وہ انسانیت کو شرمانے، اور شرما کر چلو بھر پانی میں ڈوب مر جانے کے لیے کافی ہے کہ جہاں غلام عورتوں سے حجاب کا حق چھین لیا، ان کے سینے کے پستانوں کو ننگا کر کے انہیں بازاروں میں نیلامی کے لیے لا کھڑا کیا، انکے rape کو حلال کر کے ہر ہر مالک کے ہاتھوں ان کی عزتیں لٹوائیں، ان غریب غلام ماؤں سے ان کے چھوٹے دودھ پیتے بچوں کو علیحدہ کر کے ان بچوں کو بھی غلامی کے بازاروں میں بیچ ڈالا۔

بلا سفیمی کے متعلق "مغربی قوانین" کیوں عین "انسانی فطرت" کے مطابق ہیں؟

جہاں "تبلیغ" ہے، وہاں لازمی "تنقید" بھی ہے:

تبلیغ اور تنقید ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ہر ایک کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی کھلی اجازت ہے، لیکن دوسروں کو بھی پھر مکمل اجازت ہے کہ وہ مذہب پر کھل کر تنقید کریں۔ ایسا ممکن نہیں کہ کسی کو یکطرفہ طور پر تبلیغ کی اجازت ہو، مگر تنقید پر پابندی ہو۔

جہاں "تعریف" ہے، وہاں لازمی "توہین" بھی ہے:

مسلمانوں کو مکمل اجازت ہے کہ وہ محمد صاحب کو اچھا انسان سمجھتے ہیں تو وہ کھل کر محمد صاحب کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا ڈالیں۔ غیر مسلموں کی نظر میں اگرچہ کہ محمد جھوٹے ڈرامہ باز تھے، اور انسانیت کے قاتل تھے، مگر پھر بھی وہ مجبور ہیں کہ مسلمانوں کو محمد صاحب کی تعریف کے پُل باندھنے سے کسی صورت نہیں روک سکتے۔ مگر اسی طرح غیر مسلموں کو بھی مکمل اجازت ہے کہ وہ محمد صاحب کو جھوٹا ڈرامے باز اور انسانیت کا قاتل سمجھتے ہیں، تو وہ محمد صاحب سے نفرت کریں، اور ان کی توہین کریں، چاہے مسلمانوں کو وہ بری ہی کیوں نہ لگے۔

یہ چیز عین "انسانی فطرت" کے مطابق ہے۔ خود محمد صاحب اور اللہ نامی شے نہ صرف یہ کہ اہل مکہ کے مذہب اور اپنے مخالفین پر تنقید کرتے تھے، بلکہ انکی توہین بھی کرتے تھے۔ چاہے یہ مخالفین کو ابو جہل کہیں، یا پھر ابو لہب کہیں، یا ان پر لعنتیں بھیجیں، یا پھر صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق پیغمبر اسلام اور ابو بکر اہل مکہ کو اپنی دیوی لات کی زنانہ شرمگاہ کو چاٹنے والی گالی دیں۔

مسلم آرگومینٹ: قتل اسلئے کہ پیغمبر کی توہین سے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے

مغربی قوانین کے مطابق "زبانی توہین" کی سزا جواب میں صرف "زبانی توہین" ہی ہے۔ اگر ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے دل دکھتے ہیں، تو جواب میں یہ ڈیڑھ ارب مسلمان بھی اس شخص کی زبانی توہین کر سکتے ہیں، مگر اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ ورنہ مسلمان "دوغلے منافق" ٹھہریں گے کیونکہ گائے ذبح کر کے وہ ایک ارب ہندوؤں کی دل آزاری کر رہے ہوتے ہیں، اور اس پر پھر ہندوؤں کو بھی گائے ذبح کرنے والے تمام مسلمانوں کو ذبح کر دینا چاہیے۔ انسانی حقوق میں محمد صاحب کو دنیا کے کسی اور انسان کے اوپر کوئی برتری حاصل نہیں ہے، بلکہ دنیا کے سب انسانوں کے حقوق بالکل برابر ہیں۔

مسلمانوں کو بلاسفیمی کے نام پر سزا کے مطالبے کا کوئی حق نہیں

"جا اور جا کر اپنی لات دیوی کی زنانہ شرمگاہ کو چوس"

یہ صحیح بخاری (کتاب الشروط) کی طویل روایت ہے:

عروہ (قریش کے سفیر) نے پیغمبر سے کہا کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ جنگ میں صحابہ پیغمبر کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ اس پر جناب ابو بکر (جو وہاں موجود تھے) نے عروہ کو گالی دیتے ہوئے کہا: "تو جا، اور جا کر اپنی دیوی لات کی زنانہ شرمگاہ کو چوس۔"

جناب ابو بکر نے یہ غلیظ گالی پیغمبر اسلام کی موجودگی میں دی، اور پیغمبر نے اس پر ابوبکر پر بلاسفیمی کے نام پر سزا نہیں دی، بلکہ خاموشی اختیار کر کے اسے "حدیثِ تقریری" کا درجہ دیا۔

ابن حجر العسقلانی اس روایت کی شرح میں لکھتے ہیں:

و" اللات " : اسم أحد الأصنام التي كانت قريش وثقيف يعبدونها ، وكانت عادة العرب الشتم بذلك ، لكن بلفظ الأم ، فأراد أبو بكر المبالغة في سب عروة بإقامة من كان يعبد مقام أمه

ترجمہ:

الات ایک دیوی کا نام تھا جس کی قریش اور ثقیف کا قبیلہ پرستش کرتے تھے۔ یہ عربوں میں رواج تھا کہ وہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے کے لیے یہ الفاظ استعمال کرتے تھے، مگر صرف "ماں" کا نام لے کر۔ مگر حضرت ابو بکر برا بھلا کہنے میں اس عرب رواج سے زیادہ آگے بڑھنا چاہتے تھے، چنانچہ انہوں نے عروہ کو ماں کی شرمگاہ چوسنے کا کہنے کی بجائے کہا کہ وہ دیوی لات کی شرمگاہ کو جا کر چوسے۔

حوالہ: " فتح الباري " (5 / 340)

کیا کافروں کی دیوی کو یوں غلیظ ترین گالی دینا بلاسفیمی نہیں؟

لیکن مسلمانوں کے نزدیک دوسروں کی یہ بلاسفیمی عین حلال اللہ ہے۔

اسکے بعد مسلمانوں نے تمام تر حق کھو دیا ہے کہ وہ بلاسفیمی کے نام پر کسی سزا کا مطالبہ کریں۔

مسلم عذر:

> اینٹی اسلام خواہ مخواہ میں فقط اپنی دشمنی میں بات کا بتنگڑ بنا رہے ہیں۔
> نبی نے جوان داڑھی والے مرد کو عورت کے Nipple سے براہ راست دودھ نہیں پلوایا تھا، بلکہ دودھ پمپ کروا کر پیالے سے دودھ پلوایا تھا۔

مسلمانوں سے سوال:

تو پھر نبی کھلکھلا کر کیوں ہنسے؟

صحیح مسلم، کتاب الرضاعت، سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح:

> حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سہلہ بنت سہیل نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں نے ابو حذیفہ کے چہرہ میں سالم کے آنے کی وجہ سے کچھ ناراضگی کے آثار دیکھے ہیں حالانکہ وہ ان کا حلیف ہے تو نبی کریم نے فرمایا تم اسے دودھ پلا دو اس نے عرض کیا میں اسے کیسے دودھ پلاؤں کہ وہ نوجوان آدمی ہے (اور اسکی داڑھی ہے) ؟ رسول اللہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ نوجوان آدمی ہے۔۔۔۔ اور ابن ابی عمر کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ اس پر (صرف مسکرائے ہی نہیں، بلکہ) کھلکھلا کر ہنسے بھی۔

حدیث میں تو ایسی کوئی بات موجود نہیں ہے کہ نبی صاحب نے پیالے میں دودھ پمپ کروایا تھا، بلکہ یہ عذر تو بعد کے مسلمانوں نے اپنی طرف سے خود گھڑا۔

اگر بات پیالے میں دودھ پمپ کر کے پلانے کی ہوتی، تو اس پر محمد یوں "کھلکھلا" کر نہ ہنستے۔
سہلہ کا جوان داڑھی والے مرد کو دودھ پلانے پر ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرنا، اور محمد کا اس پر یوں کھلکھلا کر ہنسنا دودھ پلانے کے طریقے کو واضح طور پر بیان کر رہا ہے۔

برائے مہربانی اس کا الزام ہم اینٹی اسلام کمیونٹی کو نہ دیجئے۔ ہم تو وہی سوال انصاف کے ساتھ پوچھ رہے ہیں جو ہمیں اس واقعہ میں عیاں نظر آ رہا ہے۔ تو پھر ہم فقط سوال پوچھ کر مجرم کیسے بن گئے؟

محمد صاحب اور دودھ پلانے والی عورت سے سیکس پر پابندی

صحیح مسلم کتاب النکاح، باب العزل:
نبی نے فرمایا کہ میں نے دودھ پلانے کی حالت میں عورت سے جماع کرنے سے منع کرنا چاہتا تھا۔ لیکن پھر میں نے دیکھا تو فارس اور روم کے لوگ بھی ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو ضرر نہیں ہوتا۔

یہ حدیث پکا ثبوت ہے کہ آسمان میں کوئی اللہ نامی شے موجود نہیں ہے، بلکہ محمد صاحب خود اپنی طرف سے وحی کے نام پر شریعت کے احکامات بنا رہے ہوتے تھے۔

اگر فارس اور روم کے لوگ نہ ہوتے، تو پھر اسلامی شریعت میں آج دودھ پلانے والی عورت سے بھی سیکس پر پابندی ہوتی، اور مسلمان آج اس حماقت کے لیے بھی کوئی نہ کوئی لولے لنگڑے بہانے لے کر آگئے ہوتے۔

مسلم اعتراض: ایتھسٹ دوغلے ہیں کیونکہ یہ کرسمس مناتے ہیں

کرسمس ایک مذہبی تہوار سے زیادہ ایک روایتی تہوار بن چکا ہے۔ اس لیے ملحد جاپانی اسے دنیا میں سب سے زیادہ celebrate کر رہے ہیں، اور مغربی ممالک میں بھی ایتھسٹ کمیونٹی اسے بڑے پیمانے پر منا رہی ہے، حتیٰ کہ آئس لینڈ اور سکینڈے نیوین ممالک (جو کہ ایتھسٹ معاشرے ہیں)، وہ بھی اسے منا رہے ہیں۔

مغرب میں کرسمس کے موقع پر چرچ جانے والوں کی تعداد شاید مغربی آبادی کا 10 فیصد بھی نہیں رہی ہے۔ اگر لوگ چرچ جا بھی رہے ہیں، تو ان میں ایتھسٹ بھی بڑی تعداد مین شامل ہیں جو کہ کسی عبادت کے لیے نہیں، بلکہ صرف چرچ میں موجود کرسمس کی آرائش وغیرہ دیکھنے اور سیر و تفریح کی غرض سے چرچ وزٹ کر رہے ہیں۔

یہ "دونوں طرف سے تالی بجنے" والا معاملہ ہے۔ کرسمس پر دونوں طرف سے تالی بج رہی ہے۔ کرسمس پر عیسائی اور ایتھسٹ اگر اکھٹے ہیں تو دونوں طرف سے تالی بج رہی ہے۔

اسی طرح اگر دنیا ہندو دیوالی کے تہوار کو اپنا رہی ہے، تو یہ بھی دونوں طرف سے تالی بج رہی ہے۔

مگر اسلام کا مسئلہ الگ ہو جاتا ہے۔ شروع میں مغربی ممالک میں مغربی عوام نے کوشش کی کہ مسلمان رمضان اور عیدوں کو بھی یونہی باہمی محبت کے تقاضوں کے مطابق اپنا لیا جائے۔ مگر بعد میں یہ رویہ تبدیل ہونے لگا۔

اور اس رویہ تبدیل ہونے کی وجہ یہ تھی کیونکہ مسلمانوں نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنالی، اور مغربی عوام کو وہی "کافر" کی گالی دینے لگے جو کہ قرآن نے انہیں سکھائی، اور پھر اسی کافر کی گالی کے تحت مسلمانوں نے کرسمس کی خوشیوں میں integrate ہونے سے انکار کیا، اور پھر آہستہ آہستہ مسلمانوں نے مغربی معاشرے کی ہر ہر روایت اور خوشی اور تہوار میں integrate ہونے سے انکار کر دیا۔

چنانچہ مغرب کو قرآنی کافر کی گالی دینے، اور خود ان کے معاشرے میں انٹیگریٹ ہونے سے انکار ہونے کے بعد مسلمان اب کس منہ سے توقع کرتے ہیں کہ مغربی معاشرے یا ایتھسٹ کمیونٹی ان کے تہواروں کو بھی کرسمس کی طرح اپنائے؟

نبی کے چراگاہوں کے لالچ کی خاطر اسلام کی دعوت کی جگہ شب خون

صحیح بخاری، کتاب العتق:

> ابن عون کہتے ہیں کہ انہوں نے نافع کو لکھا کہ کیا یہ ضروری ہے کہ کفار پر حملہ کرنے سے قبل انہیں اسلام کی دعوت دی جائے؟ اس پر نافع نے جواب دیا کہ یہ چیز اوائل اسلام میں تھی، مگر بعد میں رسول نے بنو المصطلق پر بالکل غفلت کی حالت میں حملہ کر دیا (یعنی کوئی دعوت نہیں دی) اور ان کے مویشی پانی پی رہے تھے۔ ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا گیا اور عورتوں بچوں کو قید کر لیا گیا۔ (صحیح بخاری، کتاب العتق)

اس سے قبل مسلمان دیگر قبیلوں کو کم از کم 3 دن کا وقت دیتے تھے کہ اسلام قبول کر لو، مگر اس دفعہ تو مالِ غنیمت کے حصول کے لیے ہر اخلاق و اصول کو توڑ ڈالا گیا۔ اب لوٹ مار کرنے کے لیے نئے اصول رائج ہو رہے تھے کہ تمام چراگاہیں اور زمینیں صرف اور صرف محمد کی ہیں۔

صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر:

> آپ سے ان مشرکوں کے بچوں اور عورتوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جو رات کو اپنے گھروں میں سوئے ہوتے ہیں اور (بوقتِ شب خون) قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا (انکا قتل درست ہے کیونکہ) وہ بھی تو ان ہی میں سے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ چراگاہیں صرف اللہ اور اس کے رسول کی ملکیت ہیں۔

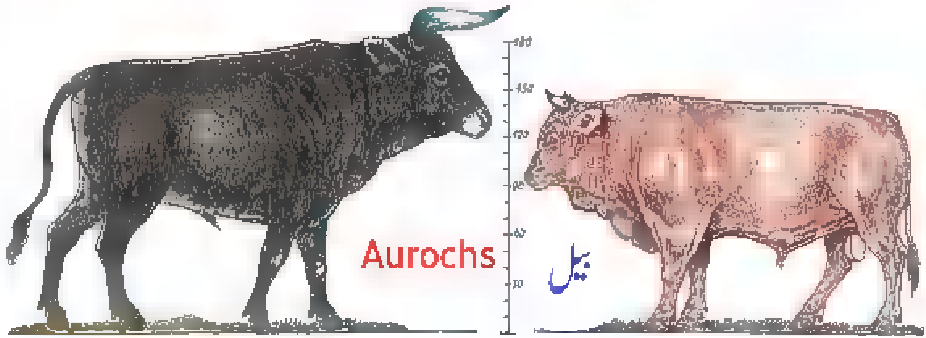
امریکہ آج طالبان کے دہشتگردوں پر ڈرون حملے کرتا ہے اور دہشتگردوں کے ساتھ مرنے والے معصوموں کو 'کولیٹرل نقصان' قرار دیتا ہے۔ مگر مسلمان امریکہ کی اس 'کولیٹرل نقصان' والی تھیوری کو قبول نہیں کرتے۔ مگر کیا یہی مسلمان اپنے نبی کی اسی کولیٹرل نقصان والی تھیوری کو بھی رد کر سکتے ہیں یا پھر چراگاہوں کی خاطر وہ محمد پر عورتوں اور بچوں کا قتل بھی حلال کر دیں گے؟

امریکہ اور محمد میں ایک فرق اور ہے:

- امریکہ دہشتگردوں کے خاتمے کے لیے کولیٹرل نقصان کر رہا ہے جبکہ محمد "چراگاہوں" کے حصول کے لیے شب خون میں کولیٹرل نقصان کر رہے تھے۔
- دوسرا فرق یہ کہ امریکہ افغانستان پر قابض ہونے کے بعد کسی کو غلام بناتا ہے اور نہ کسی کا ریپ بالجبر کرتا ہے۔ مگر محمد کولیٹرل نقصان میں عورتوں و بچوں کو ساتھ قتل کے ساتھ ساتھ بقیہ تمام کی تمام عورتوں کو باندیاں بنا کر جہادیوں کے ہاتھوں انکا ریپ بالجبر بھی کروا رہے تھے۔

ارتقا: مذہبی حضرات کو چیلنج

بیل/گائے کے 8ہزار سال سے پرانے فوسلز ڈھونڈ کر دکھائیں



سائنسی تحقیق کے مطابق:

- بیل/گائے کا ارتقاء صرف کچھ ہزار سال پہلے ہی جنگلی نسل Aurochs سے ہوا ہے۔
- بیل/گائے کے 8ہزار سال سے پرانے کوئی فوسلز نہیں ملتے ہیں۔
- اس جنگلی Aurochs کی نسل قد و قامت میں بیل/گائے سے ڈیڑھ سے دوگنا زیادہ بڑی تھی۔
- اسی طرح Aurochs کی بے تحاشہ Cave Paintings موجود ہیں جو کہ 40ہزار سال تک پرانی ہیں۔
- جبکہ گائے/بیل کی کوئی ایک بھی پینٹنگ موجود نہیں ہے جو کہ 8ہزار سال سے زیادہ پرانی ہو۔

چنانچہ مذہبی حضرات کو چیلنج ہے کہ وہ بتلائیں کہ اگر گائے/بیل ارتقا کے ذریعے وجود میں نہیں آئے، تو پھر گائے/بیل کے 8ہزار سال سے زیادہ پرانے فوسلز کیوں نہیں ملتے؟

نوٹ:

اہل مذہب کا ہتھکنڈہ یہ ہے کہ بحث میں وہ کئی ملینز سال پہلے ہونے والے ارتقا میں "شک و شبہات" کو ڈھونڈ کر اس کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مثلاً ان کا مطالبہ ہوتا ہے کہ ارتقا کی ہر ہر درمیانی کڑی کا فاسل ریکارڈ پیش کیا جائے گا تب ہی وہ اسے تسلیم کریں گے۔ مگر ایسے کئی ملین سال پرانے ہر ہر کڑی کے تمام فاسلز ریکارڈ کا ملنا ناممکن ہے۔

اہل مذہب کے اس ہتھکنڈے کا حل یہ ہے کہ ان سے "ماضی قریب" میں ہونے والے ارتقا کے متعلق سوال پوچھے جائیں، جہاں یہ شکوک و شبہات کا فائدہ اٹھا کر بھاگنے سے قاصر ہو جائیں گے۔ مثلاً گائے/بیل کا یہ ارتقا مذہبی حضرات کے گلے میں ہڈی کی طرح اٹک گیا ہے، جسے یہ نہ نگل سکتے ہیں اور نہ اگل سکتے ہیں۔

قرآن میں پیشکردہ مثالوں میں "ناسمجھی" اور "غلاموں" کی تضحیک کا پہلو

آپکی عقل رہنمائی کرے گی کہ یہ مثالیں نامعقول اور انسانیت کے خلاف ہیں

(قرآن 16:75) اللہ ایک مثال دیتا ہے کہ ایک طرف ایک غلام ہے جو کسی کی ملکیت میں ہے، اس کو کسی چیز پر کوئی اختیار نہیں، اور دوسری طرف وہ شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے عمدہ رزق عطا کیا ہے، اور وہ اس میں سے پوشیدہ اور کھلے بندوں بھی خوب خرچ کرتا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

قرآن کا مصنف یہ مثال اس لیے دے رہا ہے تاکہ بتوں کے مقابلے میں اپنی برتری اور بزرگی کو بیان کر سکے۔
مگر قرآن کے مصنف کو یہ اندازہ نہیں ہو پا رہا ہے کہ یہ مثال معقولیت کے خلاف ہے، کیونکہ اس مثال کو دینے کے چکر میں قرآن کا مصنف غلاموں کی تضحیک کر گیا ہے۔ اس مثال کی نامعقولیت اگلی آیت میں مزید واضح ہو جاتی ہے۔

(قرآن 16:76) اور اللہ دو آدمیوں کی مثال پیش کرتا ہے جن میں سے ایک گونگا (غلام) ہے، جو کوئی کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے وہ اسے جدھر بھی بھیجے وہ کسی بھلائی کے ساتھ واپس نہیں آتا اور دوسرا وہ ہے جو عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے اور راہِ راست پر ہے۔ تو کیا وہ (پہلا) اور یہ (دوسرا) برابر ہو سکتے ہیں؟

آپکی عقل رہنمائی کرے گی کہ یہ مثالیں نامعقول ہیں، اور انسانیت کے خلاف ہیں۔ اگر واقعی کوئی آسمانی اللہ موجود ہوتا، تو اسے اپنے اور بتوں کے مابین فرق ظاہر کرنے کے لیے کبھی ایسی نامعقول مثالیں دینے کی نہیں سوجھتی، کیونکہ:

- اول تو غلاموں اور آزاد شخص کے مابین جیسی مرضی مثالیں دے لی جائیں، وہ کبھی بتوں اور آسمانی خدا کے مابین فرق کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ اس فرق کو مثال سے سمجھانے کا سوچنا ہی قرآن کے مصنف کی "ناسمجھی" کا ثبوت ہے
- دوم یہ مثال اس لیے بھی نامعقول ہے کہ اپنی بزرگی بیان کرنے کے چکر میں قرآن کا مصنف بے چارے غلاموں کو تضحیک کا نشانہ بنا گیا ہے۔
- اور غلام کے "گونگے" ہونے کا ذکر تو قرآن کے مصنف کی سب سے زیادہ غیر معقول حرکت ہے کیونکہ اسکے گونگے ہونے میں غلام کا ہرگز کوئی قصور نہیں ہے۔

عطائے ربِ کریم

اسلامی پاکستان

sister porn اور sister fucking

کے بعد اب

Donkey Rape

کی تلاش میں بھی دنیا بھر میں

نمبر ون

بشکریہ Google Trends

فرعون کی لاش اور اس سے جڑے جھوٹ



مسلمان حضرات کا دعوی ہے کہ اس تصویر میں دیا گیا فرعون (رمسیس دوم) وہی ہے جس کی لاش کو محفوظ کرنے کا دعویٰ قرآن نے کیا تھا (قرآن 10:93)۔ اس کی لاش پر نمک موجود تھا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ وہی فرعون ہے جو کہ بحر احمر میں ڈوب کر مرا تھا۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ:

1. رمسیس دوم کی لاش بحر احمر سے نہیں ملی ہے، بلکہ "بادشاہوں کی وادی" میں موجود احرام مصر میں مدفون تھی جیسا کہ دیگر ممیاں مدفون ملی ہیں۔
2. اور رمسیس دوم کی لاش کو بھی سمندر کے نمک نے محفوظ نہیں کیا، بلکہ اسے اُسی مصری طریقے سے ممی بنا کر محفوظ کیا گیا ہے جو کہ دیگر ممیوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور لاش پر نمک ملنا اسکے سمندر میں ڈوب کے مرنے کی نشانی نہیں، بلکہ قدیم مصر میں لاش کو ممی میں تبدیل کرنے کا طریقہ ہی یہ تھا کہ مصری لاش پر Natron نامی نمک کو اچھی طرح لگاتے تھے اور یہ چیز preservation کا کام دیتی تھی۔
3. اب تک ایک ثبوت بھی نہیں ملا ہے کہ یہ جناب موسیٰ کے دور کا فرعون تھا۔ رامسیس دوم کے مقبرے میں جنگوں سے لے کر عمارت سازی، مصر کی ترقی، اور رمسیس کی موت کی وجوہات وغیرہ کے متعلق تفصیلی دستاویزات ملی ہیں، ان میں دور دور تک کہیں بھی کسی موسیٰ کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی بنی اسرائیل کا۔
4. اور رامسیس کی بیوی کا نام "آسیہ" نہیں ہے جنہوں نے کہ جنابِ موسیٰ کو پالا تھا۔ بلکہ رمسیس دوم کی بیوی مشہور ملکہ تھی جسکا نام Nefertari تھا۔

چنانچہ، مسلمان حضرات کی طرف سے ایک بھی ثبوت پیش نہیں ہو سکا کہ رامسیس دوم وہی موسیٰ والا فرعون ہے۔ مگر افسوس کہ انہوں نے جانتے بوجھتے بہت شدت سے اس جھوٹ کو بطور "قرآنی معجزہ" ہر طرف پھیلایا۔ یہ حرکت بددیانتی اور دھوکہ دہی کے ذیل میں آتی ہے اور اس جھوٹ سے اسلام صرف بدنام ہوگا۔ رامسیس دوم کے متعلق مزید معلومات یہاں پر پڑھیے:

https://en.wikipedia.org/wiki/Ramesses_II

ہم جنس پرستی

عشق پر زور کوئی، زور کوئی، زور کوئی نہ

آج مجھے پشیمانی کا سامنا ہے۔

میرا دوست روتے ہوئے یقین دلا رہا تھا عشق کے سامنے بے بس ہے وہ۔۔۔ اور میں جھڑک رہا تھا کہ اپنے عشق پر اللہ کے پاک نام کی قسمیں نہ کھائے۔۔۔ مگر وہ قسمیں کھا جا رہا تھا کیونکہ میں دھمکی دے بیٹھا تھا تیرا عشق ختم یا پھر ہماری یاری ختم۔

معشوق بھی ایسا جو کہ اس کا تھا بھی نہیں، جسے اسکے عشق کا تو کیا، اسکے وجود کا پتا تک نہ تھا۔ مگر پھر بھی میرا دوست اسکے خوابوں و خیالوں میں ڈوبا تھا۔۔۔ اور پھر غلطی بھی ایسی بڑی کی کہ مجھ جیسے مسلمان کو دوست سمجھ کر حالِ دل سنا ڈالا۔

ہائے کتنا تنہا تھا وہ اُس وقت۔۔۔ اسے اور تنہا کر ڈالا میں نے۔۔۔ اب لگتا ہے جیسے جیتے جی ہی اسے مار ڈالا میں نے۔۔۔ میرے بعد کسی اور کو کچھ نہ بتایا اس نے۔

اسے عشق میں بیمار ہوتے دیکھا میں نے۔۔۔ اسے بستر سے لگتے، اور حتیٰ کہ ہسپتال داخل ہوتے دیکھا میں نے۔۔۔ مگر پھر بھی ترس نہ کھایا، اسے پھر کبھی گلے نہ لگایا (بلکہ رحم تو شاید آیا، انسانیت نے اندر شور تو بہت مچایا، مگر مسلمانیت نے ان سب کا گلا دبا ڈالا، مجھے انسان سے حیوان بنا ڈالا)۔

ڈاکٹروں کو مرض سمجھ نہ آیا تو آب و ہوا کی تبدیلی کا مشورہ دیا۔ گھر والوں نے پہلے دوسرے شہر کسی رشتے دار کے پاس بھیج دیا۔ کچھ سالوں بعد پتا چلا وہ کینیڈا چلا گیا ہے۔

آج بھی میں ہوں، اور میری پشیمانی ہے۔۔۔

بلکہ شاید نہیں ہے۔۔۔ آج جب ان محبت کرنے والوں کو دیکھ کر کراہت کی جگہ میرے دل کی گہرائیوں سے خود بخود ان کے لیے نیک تمنائیں نکلتی ہیں، تو مجھے لگتا ہے کہ میری پشیمانیاں دھلنے لگی ہیں۔

لیکن آنسو تو پھر بھی نکل ہی آئے۔۔۔ اپنی پشیمانی بیان کر کے دل ہلکا کر لیا میں نے۔۔۔ لیکن اپنے دوست کا دل کبھی نہ ہلکا کر پایا میں۔

مسلم الزام: ماؤزے تنگ (ایتھئسٹ)، سٹالن (ایتھئسٹ) اور ہٹلر (لادین) نے لاکھوں لوگوں کا قتل کیا، تو پھر دہشتگرد مسلمان کیوں؟

جواب: ماؤزے تنگ (ایتھئسٹ) نے ایتھئزم کے نظریے کے پھیلاؤ کے لیے قتل نہیں کیے۔ بلکہ معاشی نظام کے قیام اور چین میں آنے والے زبردست قحط کی وجہ سے یہ اموات ہوئیں۔ سٹالن (ایتھئسٹ) نے ایتھئزم کے نظریے کے پھیلاؤ کے لیے قتل نہیں کیے، بلکہ ایک معاشی نظام کے قیام کرنے کی خاطر یہ قتل ہوئے۔ ہٹلر لادین نہیں، بلکہ عیسائی تھا۔ اور اس نے قتل عام ایتھئزم کے نظریے کی فروغ کے لیے نہیں کیے تھے، بلکہ اسکے پیچھے بھی نسل پرستی اور یہودیوں کا معاشی نظام پر قابض ہو جانا تھا۔

تو پھر بتلائیے کہ ایتھئزم کا نظریہ پھر اس ظلم کا ذمہ دار کیسے ٹھہرا؟

پیغمبر محمد کا ظلم سٹالن و ہٹلر سے کہیں بڑھ کر ہے

پیغمبر صاحب نے پہلے ذاتی فائدے کے لیے مذہب ایجاد کیا، پھر مالِ غنیمت کی خاطر مذہب کو پھیلانے کے نام پر دوسرے امن سے رہتے قبیلوں اور قوموں پر زبردستی جنگ مسلط کی۔

اور پیغمبر محمد کے ظلم کی شرح 100% (سو فیصد) تھی۔ پیغمبر محمد دوسری قوم کے مردوں کو جنگ میں قتل کرتے تھے، اور پھر بقیہ مردوں، اور تمام کی تمام عورتوں اور بچوں کو زندگی بھر کے لیے غلام بنا لیتے تھے، اور انکی تمام کی تمام مال و دولت پر قبضہ کر کے بیٹھ جاتے تھے۔ چنانچہ پیغمبر محمد کے ہاتھوں دوسری قومیں 100٪ تباہی و بربادی کا شکار ہوتی تھیں۔ پیغمبر محمد کی وجہ سے مذہب کے نام پر پچھلے 1400 سالوں میں کروڑوں نہیں، بلکہ اربوں انسان قتل ہوئے یا پھر زندگی بھر کے لیے غلام اور باندیاں بنا لیے گئے جو کہ قتل ہو جانے سے بھی زیادہ بڑی سزا تھی۔

ہٹلر و سٹالن کے ظلم کو مسلمانوں نے نہیں، بلکہ غیر مذہبی مغرب نے ہی روکا۔ پھر روس، چین اور جرمنی کی غیر مذہبی عوام نے اپنی اصلاح بھی کر لی۔ لیکن اسلام کی اصلاح ممکن نہیں اور اسلام کے فروغ کے نام پر آج بھی داعش، بوکو حرام، القاعدہ اور طالبان انسانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ بقیہ اسلامی ریاستیں اس لیے خاموش ہیں کیونکہ کمزور ہیں۔ جیسے ہی یہ طاقتور ہوں گی، ویسے ہی ان پر "جہاد" فرض ہو جائے گا اور اسلامی ظلم و قتل پھر سے جاری ہو جائے گا۔

مسلم دعویٰ! اسلام ایک "دائرے" میں تنقید کی اجازت دیتا ہے

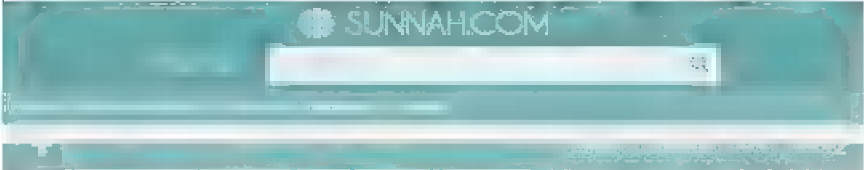
مگر اس دائرے کے "حدود و اربعہ" کیا ہیں؟

مسلمان کہتے ہیں کہ رسول "خلق عظیم کے مالک ہیں، اور اللہ کی اخلاقیات تو نبی سے بھی زیادہ اعلیٰ ہیں۔ مگر پھر یہی اللہ قرآن میں مخالفین کو حرامزادے کی گالی دے رہا ہے اور جگہ جگہ ان پر لعنتیں کر رہا ہے، اور انہی گدھا اور کتا اور بدترین مخلوق کہہ رہا ہے۔ جبکہ نبی ابو بکر اس فعل کو "حدیث تقریری" کا درجہ دے رہے ہیں کہ جہاں ابو بکر نے قریش کی سفیر کو گالی دیتے ہوئے کہا کہ وہ جا کر اپنی دیوی لات کی بدبودار زنانہ شرمگاہ کو چاٹے (صحیح بخاری (http://sunnah.com/bukhari/54/19۔

چنانچہ تنقید کا دائرہ وہیں تک وسیع ہونا چاہیے کہ جہاں مخالفین پر تنقید اور توہین کے معاملے میں اللہ اور نبی کھڑے ہیں۔

آپ کیسے ایک غیر مسلم سے توقع کر سکتے ہیں کہ وہ اللہ اور نبی سے زیادہ بہتر اخلاقیات کا مظاہرہ کرے؟

مزید سچائی یہ ہے کہ مسلمان ہرگز کسی تنقید کی اجازت نہیں دیتے، بلکہ ہر تنقید کو توہین کا نام دے کر قتل کر ڈالتے ہیں



صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب ہوئے) تو میں خدا کی قسم تمہارے ساتھیوں کا منہ دیکھتا ہوں یہ مختلف جنسوں لوگ یہی کریں گے ۔ اس وقت یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے ۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے امصص بظر اللات (ابے جا ! بت کی شرمگاہ چوس لے) کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیں گے ۔ عروہ نے پوچھا کون صاحب ہیں ؟ لوگوں نے بتایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں ۔

مطلقہ عورت کی عدت۔۔۔ اسلام کا عورت پر دہرا ظلم

کھانے میں مرچیں کم ہو گئیں تو غصے میں جذباتی ہو کر مرد کہتا ہے 3 مرتبہ طلاق طلاق طلاق۔

اور مصیبت پڑ گئی بے چاری عورت کے گلے کہ اب وہ کاٹے 3 مہینے عدت بھی۔

جبکہ قصوروار مرد اسی رات کو جا کر اپنی دوسری بیویوں اور باندیوں کے ساتھ موج مستیاں کر رہا ہے۔

مسلمان بہانہ کرتے ہیں کہ 3 مہینے کی عدت اس لیے ہے تاکہ بچے کا نسب کا پتا چل سکے۔

مگر یہ عذر جھوٹا ہے۔

کیونکہ پہلے حیض میں ہی پتا چل جاتا ہے کہ عورت حاملہ ہے یا نہیں۔

اسی لیے باندی عورت کے معاملے میں اسلام نے خود فقط 1 حیض کی قید رکھی ہے اور اسکے بعد اس باندی کا نیا مالک اس کا ریپ شروع کر دیتا تھا۔

چنانچہ مرد تو حیض کے نام پر کسی بھی قید سے آزاد ہے، لیکن قصوروار مرد نے غصے میں آ کر 3 طلاقیں دے دیں تو بے چاری عورت اب 3 حیض کی عدت بھی بھگتے۔

کیا یہ انصاف ہے؟

اصل مسئلہ یہ ہے کہ اللہ نامی شے کا کوئی وجود نہیں۔

بلکہ یہ محمد صاحب خود اللہ کے نام پر سارا ڈرامہ سجائے بیٹھے تھے۔

اسی وجہ سے آپ کو ان نان لاجیکل احکامات میں انسانی رنگ نظر آئے گا۔

حمل کے متعلق اللہ کی سائنسی غلطی

اور اس غلطی کی وجہ سے ظلم کا شکار بنتی بے چاری حاملہ عورت

قرآن (65:4) کے مطابق شوہر اگر حاملہ عورت کو طلاق دے دیتا ہے تو اس کی عدت بچے کی پیدائش تک جاری رہے گی۔ اور پھر محمد صاحب اس کی سائنسی وجہ بیان کرتے ہیں کہ:

> سنن ابو داؤد، کتاب النکاح:
> رسول نے فرمایا: اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے کسی بھی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے سوا کسی اور کی کھیتی کو سیراب کرے"۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب حاملہ لونڈی سے جماع کرنا تھا)

لیکن سائنس بہت بہت صاف طریقے سے ثابت کر رہی ہے کہ اللہ حمل کے معاملات میں جہالت کا شکار ہے۔ اگر کسی ایک شخص سے حمل ٹھہر گیا ہے، تو پھر دوسرا شخص جتنا مرضی سیکس کرتا رہے، مگر اس سے بچے (کھیتی) پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں۔ یہ زمانہ جہالت کے تصورات تھے، اور اللہ بھی انہی جاہلانہ تصورات کا شکار ہے۔

اللہ کے حمل کے متعلق اس جہل کا خمیازہ ایک بار پھر بے چاری عورت کو بھگتنا پڑا۔ طلاق کے نام پر پہلے اللہ نے حاملہ عورت سے گھر چھین کر اسے باہر لا کھڑا کیا۔ پھر عدت کے نام پر اس پر بہت سی پابندیاں عائد کر دیں جو کئی طرح سے اس کی زندگی اجیرن بنا رہی ہیں۔ وہ معاشی طور پر دوسروں کی محکوم ہے کیونکہ بچے کے ساتھ محنت مزدوری اور نوکری کرنا بھی ممکن نہیں۔ پھر پابندی عائد کر دی کہ وہ بے چاری حمل کے پورے عرصے میں دوسری شادی کر کے مالی استحکام بھی حاصل نہیں کر سکتی۔ اور اسے مجبور کر دیا کہ وہ اس پورے عرصے میں اپنی تمام تر جنسی خواہشات کا گلا بھی گھونٹ ڈالے، جبکہ دوسری طرف طلاق دینے والا مرد پچھلی رات ہی دوسری بیویوں اور باندیوں کے ساتھ گل چھرے اڑا رہا ہوتا ہے۔

حمل کے دوران عورت بہت نفسیاتی دباؤ کا شکار ہوتی ہے، اسے اس وقت سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے کسی ساتھی کی کہ جو اسے پیار سے تھام سکے، اسے محبت اور توجہ دے سکے، اس کا خیال رکھ سکے۔ اللہ نے اس بے چاری حاملہ عورت کو اس پورے عرصے میں تنہائی کی قید کا شکار کر دیا، اسے لاچار اور بے بس کر دیا کہ وہ بچے کی پیدائش کا انتہائی مشکل مرحلہ خود تنہا جھیلے۔

بے چاری مظلوم عورت

مذہبی خداؤں کی جہالت کا نشانہ عورت

اسلام میں مرد کو بیوی کے مرنے کا غم کیوں نہیں؟

اگر مرد مر جائے، تو اسلام کہتا ہے کہ ساری بیویاں اور باندیاں زبردستی اس کے غم میں عدت جھیلیں، چاہے وہ مرد ذلیل ترین انسان ہی کیوں نہ ہو، اس لیے چاہے ان عورتوں کو اس سے نہ کوئی لگاؤ ہو، اور نہ ہی اسکے مرنے کا کوئی غم۔

اس زبردستی کی غم والی عدت کی مدت ہے 4 ماہ دس دن

جس میں وہ نہ اچھے کپڑے پہنیں، نہ بناؤ سنگھار کریں، نہ خوشبو لگائیں، نہ دوسرے مرد سے بات چیت کریں، بلکہ اپنے تمام تر پیار و محبت کے جذبات اور جنسی تقاضوں کا گلا گھونٹ ڈالیں۔

یہاں بچے کے نسب کا بہانہ بھی نہیں چل سکتا کہ وہ تو پہلی مرتبہ حیض آنے پر ہی پتا چل جاتا ہے، جیسا کہ قیدی عورتوں کے معاملے میں خود اسلام نے ایک حیض کی شرط لگائی ہے۔

دوسری طرف اگر بیوی مر جاتی ہے، تو اسلام کے مطابق شوہر پر سرے سے کوئی غم ہی نہیں ہے، بلکہ وہ اسی رات دوسری بیویوں اور باندیوں سے گل چھرے اڑانے کے لیے بالکل آزاد ہے۔

مسلمان پھر کس منہ سے کہتے ہیں کہ اسلام نے عورت کے ساتھ انصاف کیا ہے؟

اسلام میں غم کے نام پر زبردستی کی عدت اور ہندوازم میں عورت کی "ستی" کے پیچھے ایک ہی ناقص العقل اللہ و بھگوان کا فلسفہ کارفرما ہے۔

(حصہ اول) "حرامزادے" کی اسلامی اصطلاح کا "زنا نکاح" نامی اسلامی اصطلاحات سے باہمی تعلق

آئیے پہلے اس "ولد الزنا (حرامزادہ)" نامی اسلامی اصطلاح کو سمجھتے ہیں:

(1) ابو حنیفہ، شافعی، مالک ناجائز بچے کو نماز کی امامت کرانے کی اجازت نہیں دیتے، جبکہ احمد بن حنبل صرف اس صورت میں اجازت دیتے ہیں جبکہ وہ ناجائز ولد الزنا دین میں نیک نام مشہور ہو۔ (حوالہ: ڈسکرپشن میں دیکھئے)

(2) اسلام کے مطابق ماں باپ کے زنا سے پیدا ہونے والا حرامزادہ بچہ اپنے زانی ماں اور باپ سے بھی زیادہ شر والا ہوتا ہے۔ سنن ابو داؤد، کتاب العتق:

> ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زنا (کے نتیجہ میں) پیدا ہونے والا بچہ تینوں میں (ماں، باپ، بچہ) سب سے زیادہ شر والا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ چنانچہ اللہ کی راہ میں ایک کوڑا کرکٹ دے کر فائدہ اٹھانا میرے نزدیک ولد الزنا کے غلام/باندی کو آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ امام البانی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے (لنک)

یہ وہ انتہا ہے جہاں خود مسلمانوں کے اندر موجود انسانیت سر پیٹ پیٹ کر زخمی ہو جائے گی۔ کیا حرامی کی گالی کافی نہ تھی کہ اب انہیں زانی ماں باپ سے بھی زیادہ شر والا بنا کر ان پر زمین اور تنگ کر دی گئی؟

(3) یاد رہے کہ اسلام میں مالک اگر اپنی باندی سے پیدا ہونے والے اپنے ہی بچے کے نسب کا انکار کر دے تو وہ بچہ حرامزادہ (ولد الزنا) کہلاتا ہے۔ امام شوکانی اپنی کتاب نیل الاوطار میں لکھتے ہیں (لنک):

> ابی حنیفہ سے مروی ہے اور الثوری سے بھی اور یہ ھادویہ مذہب ہے کہ کنیز باندی کے بچے کا نسب باپ (مالک) کے دعوے کے بغیر ثابت نہیں ہوتا، اور فقط ہمبستری کر کے وطی کرنا کافی نہیں ہے۔ اور اگر وہ (مالک باپ) نسب کا انکار کرتا ہے تو پھر وہ بچہ اُس (مالک باپ) کے لیے غلام بن جائے گا (اور باپ کے نسب کے بغیر ہونے کی وجہ سے ولد الزنا بھی سمجھا جائے گا)۔

(4) اور معصوم بچے پر اگلا ظلم اس حدیث میں موجود ہے:

> لا یدخُلُ الجنۃَ ولدُ زِنیۃ
>
> ترجمہ: "زنا کی اولاد جنت میں داخل نہیں ہو گی"

امام ابن حبان نے صحابی عبد اللہ ابن عمرو سے یہ روایت نقل کر کے اس روایت پر صحیح کا حکم لگایا ہے (لنک)۔ امام سخاوی نے یہ روایت ابوہریرہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس روایت کے تمام رجال صحیح ہیں۔ لنک۔

مسلمانوں نے اس پر الٹے سیدھے بہانے بنانے کی کوشش کی ہے جیسے کہ قرآن میں ہے کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا وغیرہ وغیرہ۔ اسلام کا یہی مسئلہ ہے کہ یہ تضادات کا مجموعہ ہے کیونکہ یہ محمد کا اپنا ایجاد کردہ ہے۔ چنانچہ ایک جگہ محمد کچھ کہتے ہیں اور دوسری جگہ کچھ کہتے ہیں اور دونوں ہی متضاد چیزیں ایک ہی وقت میں صحیح قرار پا رہی ہوتی ہیں۔

(حصہ دوم) "حرامزادے" کی اسلامی اصطلاح کا "زنا، نکاح" نامی اسلامی اصطلاحات سے باہمی تعلق

قرآن میں "حرامزادے" کی گالی اور معصوم بچے کو اس جرم کا ذمہ دار ٹھیرانا

انسانیت کے معیار کے مطابق حرامزادہ نامی کسی چیز کا وجود موجود نہیں ہے، کوئی بچہ بھی حرامزادہ نہیں ہوتا، بلکہ ہر بچہ معصوم ہوتا ہے اور اپنے ماں باپ کے کسی فعل و جرم کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔

مگر انسانیت کے معیار کے برعکس، اسلام نے بچے پر حرامزادے کا خطاب مسلط کر دیا، والدین نے جو کیا اسے اس بچے کا "عیب" بنا دیا، اُسے ولد الزنا کے نام پر معاشرے میں گالی بنا کر اس کی پوری زندگی اجیرن کر دی۔

ولید بن عقبہ محمد کو نبی نہیں مانتا تھا۔ اس پر الزام ہے کہ اس نے محمد کے نبوت کے دعوے کو "مجنون" کہہ دیا۔ اس پر محمد نے قرآن نے دھڑا دھڑ ولید کو 10 ایسے ہی الفاظ میں برا بھلا کہہ دیا۔ (سورۃ 68، آیات 10 تا 16)۔ ان میں ذلیل، چغل خور، بخیل، گنہگار و سرکش وغیرہ شامل ہیں، اور آخر میں ان پر بس نہیں چلا تو قرآن نے ولید کو "حرامزادہ (باسٹرڈ)" بھی کہہ کر اس کے والدین کے جرم کو اس کا عیب بنا ڈالا۔

(قرآن 68:13) عتل بعد ذلک زنیم

ترجمہ: جو درشت خو بدمزاج اور حرامزادہ ہے

ایسی کوئی ہستی کبھی خدا ہو نہیں سکتی جو کہ دوسروں کو گالیاں دے۔

ولید کے اوپر دیگر الزامات (یعنی چغل خور، ذلیل، بخیل وغیرہ) کی تو پھر شاید کوئی توجیہات ممکن ہوں، مگر جب محمد نے قرآن میں ولید کی خامیوں میں حرامزادہ ہونے کو گنوایا، تو وہیں پر محمد کی نبوت اور اللہ نامی شے کا سارا ڈرامہ بے نقاب ہو گیا۔ وجہ یہ ہے کہ حرامزادہ ہونا ہرگز ولید کا قصور و عیب نہیں ہے، بلکہ حرامزادہ نامی کسی چیز کا وجود ہی نہیں کیونکہ ہر بچہ ہی اپنے ماں باپ کے کیے گئے اعمال سے معصوم ہے۔

محمد کے مقابلے میں آج کے غیر مذہبی سیکولر معاشرے نے اس حرامزادے نامی چیز کو ختم کر کے انصاف کا بول بالا کیا ہے اور معاشرے اور ایسے معصوم بچوں کو مذہب کے اس شر و درندگی سے محفوظ بنایا ہے۔

نتیجہ:

- اگر واقعی اللہ نامی کوئی شے موجود ہوتی، اور کوئی الہامی انصاف موجود ہوتا، تو کبھی بھی "حرامزادے" نامی چیز کو گالی نہ بنایا جاتا۔
- ایک یہ ہی بات کافی ہے کہ جان لیا جائے کہ اللہ نامی کوئی الہامی خدا موجود نہیں، بلکہ یہ سب محمد کا اپنا ڈرامہ تھا۔
- اور فقط اپنی انسانی فطرت کی پیروی کرتے ہوئے محمد معاشرے کی گالیوں کے معیار کے مطابق حرامزادے کو گالی بنا رہے ہیں۔

(حصہ سوم) "حرامزادے" کی اسلامی اصطلاح کا "زنا نکاح" نامی اسلامی اصطلاحات سے باہمی تعلق

اسلام کا حرامزادے کے نام پر معصوم بچے کو باپ کی پرورش اور وراثت اور پیار سے محروم کرنا

سنن ابن ماجہ، وراثت کا بیان (لنک):

> (رسول اللہ نے فرمایا) حرامی بچے کا نسب کبھی اپنے باپ سے ثابت نہ ہوگا نہ ہی یہ حرامی بچہ اپنے باپ کا وارث بن سکے گا چاہے باپ اس بچے کو اپنا نام دینا بھی چاہے (کہ یہ میرا بچہ ہے) کیونکہ یہ بچہ ولد الزنا ہے۔
>
> شریعت کا یہ حکم متفق علیہ ہے کہ ناجائز بچہ/بچی اپنے باپ کا نہ نسب پائیں گے، نہ وراثت، نہ پرورش اور نہ پیار۔

ذرا بتلائیے کہ بھلا بے چارے بچے/بچی کا کیا قصور تھا جو انہیں زنا کے نام پر:

- باپ کے نام و نسب سے محروم کر دیا گیا
- باپ کے پیار سے محروم کر دیا گیا
- باپ کی تعلیم و تربیت و پرورش سے محروم کر دیا گیا
- وہ باپ کے نفقے (ماہانہ خرچے) سے بھی محروم کر دیا گیا
- وہ باپ کی وراثت سے بھی محروم کر دیا گیا۔

اول تو اگر مرد و عورت نے رضامندی سے سیکس کیا تو یہ گناہ ہی نہیں۔ اور اگر گناہ کے نام پر سزا ہی دینی تھی تو ماں اور باپ کو دے لیتے، یہ کیا کہ معصوم بچے کی زندگی کو اسلام نے تباہ کر ڈالا؟

یہ سزا ماں باپ کو نہیں، بلکہ یہاں اسلام براہ راست سزا اس بچے کو دے رہا ہے۔

اور آپ چاروں ائمہ کے فتوے پڑھ چکے ہیں کہ 'ولد الزنا' جماعت کی امامت نہیں کروا سکتا۔ اس کا عذر یہ پیش کیا جاتا ہے کہ والد کی غیر موجودگی کی وجہ سے ایسے ولد الزنا کو اچھی تربیت نہیں ملی ہوتی اس لیے اسے امامت نہیں کروانی چاہیے۔

لیکن یہاں مسلمان یہ نہیں بتلاتے کہ والد کے تربیت دینے پر پابندی بھی اسلام نے ہی عائد کی ہے۔

شرمناک انتہائی شرمناک: باپ اپنی ولد الزنا بیٹی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ:

> ويجوز للرجل أن يتزوج بنته المخلوقة من مائه زنا فإذا زنا بامرأة فحملت منه سفاحا وجاءت ببنت فإنها لا تحرم عليه لأن ماء الزنا لا حرمة له وكذا تحل
> له بنتها وأصولها وفروعها ولكن يكره له زواجها خروجا من خلاف الأئمة الثلاثة فإنها كسائر الأجنبيات في الحرمة على الإطلاق لأن نسبه غير ثابت منه ولا توارث

> ایک مرد کو اجازت ہے کہ وہ اپنی ایسی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے جو کہ زنا کے پانی سے پیدا ہوئی ہے۔۔۔
>
> ایسی لڑکی جو زنا سے پیدا ہوئی ہے، وہ ایسے مرد کی محرم نہیں بنتی، جیسا کہ امام شافعی نے کہا ہے کہ ایسی لڑکی بیٹی تصور نہیں ہو سکتی کیونکہ انکے درمیان نہ نسب ہے اور نہ ہی وراثت۔

(حصہ چہارم) "حرامزادے" کی اسلامی اصطلاح کا "زنا/نکاح" نامی اسلامی اصطلاحات سے باہمی تعلق

آنسوؤں کی داستانیں

جب یہ معصوم حرامی کہلوائے جانے والے بچے اپنے مسلمان باپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے اسکے گھر پہنچے کلیجہ ہی تو کٹ گیا ان معصوموں کی داستان پڑھ کر

یہاں (لنک ڈسکرپشن میں) وہ بچے اپنی داستان بیان کر رہے ہیں کہ جن کے باپ جوانی میں مغربی لڑکیوں کو گرل فرینڈ بنا کر سیکس کرتے رہے، مگر اولاد ہونے پر ان لڑکیوں اور اپنے بچوں کو چھوڑ چھاڑ کر اپنے آبائی ملک آ گئے اور مسلمان عورتوں سے شادیاں کر کے خاندان بسا لیے۔

بڑے ہونے پر یہ بچے اپنے باپ کی شفقت اور پیار ڈھونڈتے ڈھونڈتے آخر کسی طرح باپ کے گھر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہاں جا کر مگر انہیں پتا چلا کہ اسلام کے مطابق ان کا باپ نہ انہیں پیار کر سکتا ہے اور نہ اپنے خاندان کا حصہ بنا سکتا ہے کیونکہ باپ کی دوسری بیوی اور بیٹیاں انکے لیے نامحرم ہیں۔ بلکہ باپ کو بھی اجازت نہیں کہ اپنے حرامی بچے سے ملاقات کرے۔

فتوی: ☆ باپ کو حق نہیں کہ وہ اپنے ولد الحرام بچے سے ملاقات کرے (لنک ڈسکرپشن میں)

پڑھ کر پہلے تو دل کیا کہ ان مسلمان باپوں پر خوب غصہ کیا جائے۔ مگر پھر کچھ مسلمان باپ بھی یہاں اپنی داستانیں سناتے نظر آئے تو پتا چلا کہ یہ بے چارے مسلمان باپ تو خود اپنے ضمیر کی آگ میں بری طرح جل اور جھلس رہے ہیں، وہ تو خود پشیمان ہیں، وہ تو خود اپنے بچوں کی دیدار کے لیے تڑپ تڑپ کر رو رہے ہیں۔ انہیں مذہب نے، اور پھر انکے خاندان والوں نے مذہب کے نام پر ایسی نکیل ڈالی کہ وہ اس شکنجے سے آزاد ہو کر کبھی اپنے بچوں کا حق ہی ادا نہ کر پائے۔

کسی بھی مسلمان کو ان معصوموں کی یہ کہانیاں پڑھوا دیں، اگر ان میں رتی بھر بھی انسانیت کی رمق باقی ہو گی تو وہ مذہب کے اس ظلم اور ناانصافی اور غیر عقلی شریعت پر ضرور سے سوال اٹھائیں گے۔

ناجائز بچے کے متعلق کچھ مزید شرمناک فتوے

☆ بچے اگر زندہ باپ کے متعلق پوچھے تو اس سے جھوٹ بول دو کہ وہ مر گیا ہے

☆ ناجائز بچے کو شرمندگی سے بچانے کے لیے ولدیت کے خانے میں باپ کا کوئی اور جھوٹا نام لکھ دو

☆ ناجائز اولاد کبھی بھی جائز اولاد کی محرم نہیں ہو سکتی۔

ان فتووں کے لنک ڈسکرپشن میں دیکھیے۔

(حصہ پنجم) "محرم دودھ" کی اسلامی اصطلاح کا "زنا اور نکاح" نامی اسلامی اصطلاحات سے باہمی تعلق

عمران خان اور اسکی بیٹی ٹیرین کا مسئلہ:

مذہب اسلام کی وجہ سے ہمارا معاشرہ تضادات کا شکار ہے۔ ایک طرف لوگ عمران خان پر اعتراض کر رہے ہوتے ہیں کہ اس نے ٹیرین کو نہیں اپنایا اور اس بچی کے بطور باپ حقوق ادا نہیں کیے۔ مگر دوسری طرف ان لوگوں کو عمران خان پر نہیں بلکہ براہ راست اسلام پر اعتراض کرنا چاہیے جو کہ باپ پر پابندی لگاتا ہے کہ زنا کی پیداوار بچے کو نہ اپنائے اور نہ اپنا نام دے اور نہ بطور باپ اپنے حقوق ادا کرے۔ مگر چونکہ ہمارے معاشرے میں براہ راست مذہب اور اس کے کسی بھی evil پر تنقید ہو نہیں سکتی، اس لیے سارا نزلہ عمران خان پر نکل رہا ہوتا ہے۔

ہم طالبان کے پاؤں چومنے پر عمران خان کے خلاف ہیں۔ عمران خان جو بلاسفیمی قوانین کا محافظ بن رہا ہے اور انہیں ہر مومن کے ایمان کا حصہ بتا رہا ہے، تو ہم عمران خان کے اس مذہبی ڈرامے کے خلاف ہیں۔ لیکن جہاں تک ٹیرین بچی کا سوال ہے، تو یہ عمران خان کا کالا کرتوت نہیں ہے، بلکہ یہ ہمارے معاشرے اور مذہب کا کالا کرتوت ہے۔



بلکہ ہمیں عمران خان کو کریڈٹ دینا چاہیے کہ اس نے ٹیرین کو اکیلا نہیں چھوڑا اور بدنامی کے باوجود ٹیرین کو اپنے بیٹوں کے ہمراہ جمائما کے حوالے کر دیا۔ ایسا کر کے عمران خان نے کم از کم مجھے تو CONVINCE کر دیا ہے کہ اگر معاشرے اور مذہب کی دیوار نہ ہوتی تو وہ ٹیرین کو مکمل بیٹی کے حقوق دیتا۔

اور تو اور، اسلام کے مطابق ولد الزنا ٹیرین کا اپنے بھائیوں کے ساتھ ایک ہی چھت تلے رہنا بھی اسلام کی منافی ہے، اور جرم ہے، جس پر سزا ہے۔

ذیل میں آپ اسلام سوال جواب ویب سائیٹ پر سعودی مفتیوں کا فتویٰ دیکھیے جس کے مطابق کچھ علماء کہتے ہیں کہ ولد الزنا بہن کا بھائی کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے، لیکن زیادہ تر علماء اس شادی کے خلاف ہیں۔ مگر اس بات پر سب متفق ہیں کہ شادی ہو یا نہ ہو، مگر ولد الزنا بہن نامحرم ہے بھائیوں کے لیے، اور ولد الزنا بہن پر بھائیوں کی موجودگی میں مکمل پردہ کرنا واجب ہے، اور یہ اکیلے ایک ہی چھت کے نیچے رہتے ہیں تو یہ جرم ہے جس پر شریعت میں کوڑوں کی سزا ہے۔

https://islamqa.info/ur/85043

چنانچہ اسلامی شریعت کے مطابق ٹیرین نہ صرف ولد الزنا ٹھہری، بلکہ اپنے نامحرم بھائیوں کے ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے رہنے کی وجہ سے کوڑوں کی سزا کی مستحق بھی ٹھہری، مع اپنے بھائیوں کے۔ کیا آپ کے اندر موجود انسانیت کھل کر آپ کی رہنمائی نہیں کر رہی کہ یہ معصوم بچے پر ولد الزنا کے نام پر ظلم عظیم ہے، اور عظیم ناانصافی ہے؟

محمد صاحب کی سائنس

جنات ایک دوسرے کے کندھوں پر سوار ہو کر سیڑھی کی طرح آسمان تک پہنچ جاتے ہیں

صحیح بخاری، کتاب التفسیر، حدیث نمبر 4800:

رسول نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو سن کر جھکتے ہوئے عاجزی کرتے ہوئے اپنے بازو پھڑپھڑاتے ہیں۔ اللہ کا فرمان انہیں اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر چلانے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا اور وہ بہت اونچا، سب سے بڑا ہے پھر ان کی یہی گفتگو چوری چھپے سننے والے جنات سن کر بھاگتے ہیں، اور یہ جنات آسمان تک ایک دوسرے (کے کندھوں) پر یوں اوپر کے سوار ہوتے ہیں، سفیان نے اس موقع پر ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ الگ کر کے شیاطین کے جمع ہونے کی کیفیت بتائی کہ اس طرح جنات ایک کے اوپر ایک کر کے ایک دوسرے پر سوار ہوتے ہیں۔ اور اوپر والا جن فرشتوں کی بات کو چوری چھپے سن کر اپنے سے نیچے والے جن کو بتا دیتا ہے اور وہ اپنے سے نیچے والے جن کو بتاتا ہے یہاں تک کہ آخری جن جو سب سے نیچے ہوتا ہے وہ اس بات کو کاہن تک پہنچا دیتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ یہ کلمہ اپنے سے نیچے والے جن کو بتائے، تو آگ کا گولا اوپر والے جن کو آ دبوچتا ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب اوپر والا جن نیچے والے جن کو بتا چکا ہوتا ہے، تو پھر آگ کا انگارہ اوپر والے جن کو پڑتا ہے۔ اس کے بعد کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔

دوسری طرف قرآن دعویٰ کر رہا ہے کہ جتنے ستارے ہمیں نظر آتے ہیں، وہ سب کے سب دنیا والے پہلے آسمان سے نیچے ہیں اور اس کو زینت دے رہے ہیں۔ یہ ستارے اربوں نوری سالوں کے فاصلے پر موجود ہیں۔ یعنی محمد صاحب کے مطابق یہ جنات ایک دوسرے کے کندھوں پر سیڑھی کی طرح سوار ہو کر ان اربوں نوری سالوں سے زیادہ فاصلے پر موجود پہلے آسمان تک پہنچے ہوتے ہیں۔

اب بتلایئے کہ آج کی 21ویں صدی میں سوچنے سمجھنے والا انسان اس پر اپنا سر نہیں پیٹے گا تو اور کیا کرے گا؟

اور مسلمان پکڑے جانے پر عذر خواہی کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث سائنس کی کتابیں نہیں۔ تو اگر یہ سائنس کی کتابیں نہیں ہیں تو پھر اللہ اور محمد صاحب پھر یہ الٹی سیدھی سائنس کی باتیں قران اور حدیث میں بیان ہی کیوں کر رہے ہیں؟

اللہ سے میرے آخری الفاظ

اسلام کو حتمی طور پر ترک کرنے سے قبل آخری سوال یہ تھا کہ اگر پھر بھی مرنے کے بعد اللہ نکل آیا تو کیا ہو گا؟ ہر پہلو سے سوچ و بچار کرنے کے بعد آخری مرتبہ میں نے اللہ سے مخاطب ہو کر کہا تھا:

"اگر تو واقعی موجود ہے، اور تو دلوں اور نیتوں کا حال واقعی جانتا ہے، تو تو دیکھ سکتا ہے کہ میں بالکل 'صدق دل' کے ساتھ اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تیرا کوئی وجود نہیں۔ اور تیرا نظام پرفیکٹ تو کیا ہوتا، وہ تو انسانیت دشمنی پر مبنی ہے اور خود میرے اندر موجود انسانیت چیخ چیخ کر اس کی طرف رہنمائی کر رہی ہے۔ تو کیا تو واقعی چاہتا ہے کہ میں 'منافق' بن جاؤں اور دل سے تیرا انکار کرتے ہوئے اوپر سے پھر بھی تیرا اقرار کیے جاؤں؟ اور اگر میں ایسا نہیں کرتا ہوں تو تو مجھے صدق دل کے باوجود تو جہنم کا ایندھن بنائے؟ اور جو میں انسانیت کی خاطر اچھے اعمال کروں، جو دوسرے انسانوں کی مدد کروں، تو یہ سب اعمال بھی مٹی میں مل جائیں اور منزل فقط ابدی جہنم ہو؟ تو اگر حساب کتاب ہونا ہی ہے تو مجھ سے پہلے تو اپنا حساب کتاب دے۔ کیوں تو نے اپنے وجود کے **Enough Proofs** مہیا کیوں نہ کیے کہ صدق دل سے غور و فکر کے بعد بھی انسان تجھ تک نہ پہنچ پائے؟ اربوں انسان کیوں اس لیے جہنم کا ایندھن بنیں گے کیونکہ تو نے انہیں دوسرے مذاہب میں پیدا کر ڈالا اور وہ مسلمان نہ بن سکے؟ یا تو 'انما الاعمال بالنیات' جھوٹ، نہیں تو پھر تیری جہنم جھوٹ۔"

یہ تھے اللہ سے میرے آخری الفاظ۔ اس کے بعد کبھی اللہ کو مخاطب نہیں کیا۔

مسلمانوں کا "لبرلزم" کے بہانے مغربی معاشرے میں انٹیگریٹ ہونے سے انکار

مسلم عذر خواہوں کا آرگومینٹ یہ ہے:

> لبرلزم کے سماجی فلسفے میں تو یہ کوئی اخلاقی تقاضہ moral stance ہے ہی نہیں کہ رواداری کا اظہار سب کو خوش رکھ کر اور ان کے تہوار منا کر کیا جائے۔۔۔ بلکہ لبرلزم تو collectivism کے برخلاف individualism کے moral stance پر قائم ہے اور فرد کی نجی آزادی کی بات کرتا ہے۔ لبرلزم میں تو 'رواداری' کی تعریف اس سے زیادہ کچھ ہے ہی نہیں کہ بندہ وہ کرے جو وہ چاہتا ہے اور دوسرے کو اس حال پر چھوڑ دے جو دوسرا چاہتا ہے۔ چنانچہ مغرب کا ایک طرف اپنی مرضی کا پرچار اور دوسری طرف سوشل انٹیگریشن کو فرض بنانا عجیب تضاد ہے۔

ان مسلم عذر خواہوں کو لبرلزم اور سیکولرازم کے متعلق شدید غلطی ہوئی ہے۔

لبرلزم اور سیکولرازم کے تقاضوں کے تحت کسی "شخص" کی "انفرادی" چوائس کو مکمل آزادی حاصل ہے۔ یعنی اگر کوئی مسلمان اپنی "انفرادی" چوائس کے تحت کرسمس کے تہوار میں شامل نہیں ہوتا کہ اسے تہوار منانا پسند نہیں، تو اسے اس کی مکمل آزادی حاصل ہے۔

مگر یہاں اعتراض کسی انفرادی مسلمان پر ہو ہی نہیں رہا ہے، بلکہ یہاں پر اعتراض تو اسلام اور مسلمان کمیونٹی کے "مجموعی" رویے پر ہو رہا ہے، کہ جہاں اسلام نے Collectively تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ کافروں کے ساتھ شادی بیاہ کیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی ان کے خوشیوں کے تہوار میں انٹیگریٹ ہوا جا سکتا ہے۔

اسلام نے یہ collective حکم دے کر اصل میں معاشرے میں رہنے والے انفرادی شخص کی انفرادی چوائس کا مکمل خاتمہ کر ڈالا ہے۔

چنانچہ اسلام کی یہ collectively تعلیم اصل میں دوسروں کے خلاف Hate Speech ہے اور اعتراض اسی collective حکم پر ہے، جو کہ سیکولرازم کی روح کے بالکل منافی ہے، اور کمیونٹی کے لوگوں سے ان کی انفرادی چوائس کے حق کو چھین رہا ہے۔

پیغمبر اسلام کی باندیوں کی لسٹ

خدیجہ کے وقت تک اسلام کمزور تھا۔ چنانچہ نبوت کا دعویٰ کر دینے کے باوجود پیغمبر اسلام کی نہ تو کوئی اور بیوی تھی اور نہ ہی کوئی کنیز عورت۔ مگر جوں جوں اسلام قوت پکڑتا گیا، توں توں پیغمبر اسلام کی بیویوں اور کنیز عورتوں کا اضافہ ہوتا چلا گیا۔ بیویوں کے متعلق تو مسلمان بہانہ بناتے ہیں کہ قبائل کو یکجا رکھنے کے لیے اللہ نے اجازت دی (حالانکہ یہ غلط ہے)۔ بہر حال، آج تک مسلمان یہ نہیں بتلا سکے کہ اتنی کثیر تعداد میں کنیز عورتوں سے پیغمبر اسلام نے تعلق قائم کیوں کیا؟ امام ابن کثیر نے محمد صاحب کی 21 باندیوں کی لسٹ فراہم کی ہے (حوالہ: البدایہ والنہایہ، سن 11 ہجری کے واقعات، رسول اللہ کی باندیاں):

1. أمة الله بنت رزينة	8. رضوى	15. عنقودة
2. أميمة	9. ريحانة بنت شمعون	16. فروة
3. بركة أم أيمن	10. سائبة	17. ليلى
4. خضرة	11. سديسة الأنصارية	18. مارية القبطية
5. خليسة	12. سلامة	19. ميمونة بنت سعد
6. خولة	13. سلمى	20. ميمونة بنت أبي عنبسة
7. رزينة	14. سيرين	21. أم عياش

رسول کی یہ 21 باندیاں تو وہ ہیں کہ جن کے متعلق روایات اور تفصیلات ابن کثیر جمع کر سکے۔ ورنہ اصل تعداد اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ مثلاً جب پیغمبر اسلام کے سامنے صفیہ کی خوبصورتی کا ذکر ہوا تو پیغمبر نے 7 باندی عورتوں کو دے کر خوبصورت صفیہ کو اپنے لیے حاصل کر لیا۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث 1007:

> جنگ خیبر کے بعد دحیہ (صحابی) کے حصے میں ایک خوبصورت باندی (صفیہ) حصے میں آئی۔ جب رسول کے سامنے صفیہ کی خوبصورتی کا تذکرہ ہوا تو انھوں نے دحیہ کو 7 جانوں (باندی عورتیں) کو دے کر ان سے خوبصورت صفیہ کو خرید لیا۔

محمد صاحب کا بغیر گواہوں اور عدالتی کاروائی کے صرف تہمت پر قتل کا حکم

صحیح مسلم، توبہ کا بیان۔ حدیث 2522:

> ایک شخص (غلام جس کا نام مابور تھا) پر تہمت لگائی گئی کہ وہ رسول کی ام الولد (ماریہ قبطیہ) کے ساتھ زناکاری میں ملوث ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا جاؤ اور اس کی گردن ماردو۔ پس حضرت علی اس شخص کے پاس آئے تو وہ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے ایک کنویں میں نہا رہا تھا تھ۔ تو حضرت علی نے اس سے کہا باہر نکل۔ پس آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر نکالا اچانک دیکھا اس کا عضو تناسل کٹا ہوا تھا۔ علی اسے قتل کرنے سے رک گئے پھر نبی کی خدمت میں حاضر کر عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ تو کٹے ہوئے ذکر والا ہے اور اس کا عضو تناسل نہیں ہے۔

چنانچہ محمد صاحب اپنا معاملہ آتے ہیں انصاف وغیرہ سب کچھ بھول گئے:

- نہ اس آدمی کو حق دیا کہ وہ اپنا موقف بیان کر سکے، نہ 4 عینی گواہوں کی شرط دیکھی،
- اور نہ یہ دیکھا کہ وہ غلام ہے کہ جس کے زنا کی سزا قتل نہیں بلکہ آزاد انسان کی بہ نسبت آدھے کوڑے ہیں

مسلم بہانہ یہ ہے کہ نبی صاحب کو پہلے سے ہی علم تھا کہ وہ غلام نامرد ہے اس لیے علی کو بھیجا تاکہ یہ سامنے آجائے۔ مگر یہ بہانہ اس لیے قابل قبول نہیں ہو سکتا کیونکہ روایت میں ایسی کوئی بات موجود نہیں ہے کہ محمد صاحب نے اپنے متعلق یہ دعوی کیا ہو کہ انہیں پہلے سے علم تھا، بلکہ بعد میں آنے والے مسلمان خود اپنی طرف سے یہ بہانہ گھڑ رہے ہیں جس کی کوئی وقعت نہیں۔

نیز اگر محمد صاحب کو پہلے سے اس کے نامرد ہونے کا علم تھا بھی، تب بھی اس بات کو عدالتی طریقے سے سب کے سامنے پیش کیا جا سکتا کہ جہاں اس شخص کو عدالت میں اپنا بیان پیش کرنے کا موقع دیا جاتا، اور پھر سب کچھ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا اور اس کے بیان سے پتا چل جاتا کہ وہ نامرد ہے۔ لیکن محمد صاحب تو یہاں پر تمام عدالتی اور انصاف کے تقاضوں کا قتل کرتے ہوئے اسے ماورائے عدالت ہی قتل کروا رہے ہیں۔

اچھا ان لوگوں کو قذف کی سزا میں 8 کوڑے کیوں نہ مارے گئے جنہوں نے اس غلام اور ماریہ پر جھوٹی تہمت لگائی

اس سوال کا جواب بھی مسلمانوں کی طرف سے نہیں دیا گیا اور آج تک یہ ان پر قرض ہے

چاند کے متعلق سوال، اور قرآن کا بالکل "مہمل اور بے کار" جواب

> (قرآن 2:189) یہ لوگ (یہودی) تم سے چاند کی گھٹتی بڑھتی صورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں کہو: یہ لوگوں کے لیے تاریخوں کی تعیین کی اور حج کی علامتیں ہیں

اس آیت کی تفسیر کے تحت تفسیر قرطبی میں مذکور ہے کہ:

> یہ ان سوالوں میں سے ہے جو یہود نے پوچھے اور نبی علیہ السلام کو پیش کیے، حضرت معاذ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہود ہمارے پاس اتے ہیں، اور ہم سے چاند کے بارے میں بہت سے سوال کرتے ہیں، یہ چاند کا کیا معاملہ ہے کہ ابتداء میں باریک ہوتا ہے، پھر بڑھنا شروع کرتا ہے، یہاں تک کہ مکمل گول ہو جاتا ہے، پھر گھٹنا شروع ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ پہلی والی صورت پر لوٹ آتا ہے؟

قارئین کرام! ذرا سوال پر غور کیجئے کہ یہود کا سوال سائنسی نوعیت کا تھا کہ یہ چاند گھٹتا بڑھتا کیوں ہے؟ مگر قرآن نے جو جواب دیا کہ "چاند کے گھٹنے بڑھنے سے لوگ تاریخوں اور حج کا تعین تعین کرتے ہیں۔"، تو:

- یہ جواب نہ تو سائنسی نوعیت کا ہے۔
- نہ ہی اس جواب کا سوال سے دور دور تک کوئی جوڑ بنتا ہے (بلکہ سوال گندم، اور جواب قرآنی چنا ہے)
- اور نہ ہی یہ جواب کسی بھی طرح سوال پوچھنے والوں کے علم میں کوئی اضافہ کرتا ہے، کیونکہ یہودیوں کو پہلے سے پتا ہے لوگ چاند کے گھٹنے بڑھنے سے عبادات کے وقت کا تعین کرتے ہیں۔

یہ ایک بہترین موقع تھا کہ قرآن چاند کے گھٹنے بڑھنے کی طبعی وجوہات بیان کرتا، اسرار کائنات کے چہرے سے نقاب اٹھادیتا، اور ایسا جواب مرحمت کرتا کہ آج کی جدید سائنس بھی اللہ کی بیان کردہ اس وجہ کی توثیق کرتی۔ لیکن افسوس اللہ نے یہ سنہرا موقع بھی گنوادیا، کیونکہ اللہ کی معلومات 1400 سال قبل خطہ عرب میں بسنے والوں سے زیادہ نہ تھی۔

جو لوگ ہر وقت قرآن سے سائنس کشید کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، ان کیلئے اس مقام پر سوچنے اور سمجھنے کے بہت سے مواقع ہیں۔

"اسلام" نامی مذہب کا سائنس میں حصہ "صفر" ہے

☆ کسی ایک مسلمان سائنسدان نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے قرآن یا حدیث سے کوئی رتی بھر سائنس بھی کشید کی ہے۔

☆ مسلمان سائنسدانوں نے قرآن و سنت کی کوکھ سے جنم نہیں لیا، بلکہ انہوں نے یونان و روم کے قدیم سائنسدانوں کی عربی ترجمہ شدہ کتابوں کی کوکھ سے جنم لیا۔

☆ بہترین مسلمان نسل (صحابہ و تابعین) قرآن پڑھتے رہے، مگر ایک بھی سائنسی ایجاد نہ کر پائے، کیونکہ قرآن و سنت سائنس کے حوالے سے بنجر ہیں۔

☆ عباسی خلافت کے آنے تک مسلمانوں میں کوئی سائنسدان پیدا نہ ہو پایا۔ مامون نے رومی و یونانی کتابوں کا جب عربی ترجمہ کرایا، تو صرف اس کے بعد جا کر مسلمان سائنسدان پیدا ہونے شروع ہوئے۔

☆ اور جو زمین و کائنات کی پیدائش وغیرہ کے متعلق تھوڑے بہت سائنسی دعوے قرآن و حدیث میں موجود بھی ہیں، وہ سب کے سب سائنسی اعتبار سے غلط ہیں۔

اسلام سے سائنس کو پہنچنے والے نقصانات

☆ مذہب نے اسلامی دنیا کو گدھوں کی طرح صرف مذہب کی تعلیم پر لگا دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ پچھلے 1400 سالوں میں "کروڑوں" کی تعداد میں علماء پیدا ہوئے جو فقہ اور فرقے کی لڑائیوں میں جتے رہے۔ مگر ان کروڑوں علماء کے مقابلے میں پچھلے 1400 سالوں میں عالم اسلام نے مٹھی بھر سائنسدان بھی پیدا نہیں کیے۔ یہ ہے مذہب کا اصل فتنہ جہاں وہ بالواسطہ طور پر سائنس اور دیگر علوم پر حملہ آور ہے۔

☆ مسلمان سائنسدانوں کی لسٹ میں آپ کو کوئی عورت نظر نہیں آئی گی۔ یہ بھی مذہب کا ایک فساد تھا جس نے عورت کو کبھی کم عقل بنا کر، اور کبھی شرم و حیا کے بہانے اس پر سائنسی علوم کے حصول کے دروازے بند رکھے۔

☆ اسلام نے انسانی اناٹومی و اعضاء کی پیوندکاری پر پابندی لگا کر سائنس دشمنی دکھائی، تو کہیں زمین کی گردش کو کفر بنا کر سائنس کو نقصان پہنچایا۔

☆ اور کچھ نہیں تو مسلم سائنسدانوں کی ذاتی زندگیوں کو ہی ان کے فرقے یا عقائد کی بنیاد پر جہنم بنا ڈالا۔ ابن سینا نے ساری زندگی چھپتا پھرا اور اسی عالم میں اسے اپنی کتابیں لکھنی پڑیں۔ رازی کے سر پر اسی کی کتابیں مسجد میں مار کر اس کا سر پھاڑ دیا گیا۔ ابن رشد کو ملحد بنا کر سزا دی گئی، یعقوب الکندی کو سر عام کوڑے مارے گئے۔

☆ اور آج بھی مسلمان سکولوں میں بچوں کو پڑھا رہے ہیں کہ ڈارون کا نظریہ ارتقا غلط ہے، اور انسان براہ راست آسمان سے ٹپک پڑا تھا کیونکہ ٹیڑھی پسلی عورت نے اسے بہکا کر سیب کھلوا دیا تھا۔



فرانسیسی صدر میکرون اسلام کی جڑوں کو فرانس کی سرزمین سے اکھاڑ پھینکنا چاہتے ہیں لیکن انھیں ایک ایسی خاتون کا استقبال کرنے کے لیے ایئرپورٹ تک جانا پڑا جو ان کی جانب سے استقبال اور اپنی سرزمین پر قدم رکھنے کے بعد اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیتی ہیں!! اس خاتون کا نام سوفی پیٹرونین ہے۔ پچھتر سالہ سوفی پیٹرونین Sophie Petronin فرانس سے تعلق رکھتی ہیں اور مالی میں یتیم بچوں کی دیکھ بھال کے ایک ادارے سے منسلک تھیں، جنھیں مغربی افریقہ کے ملک مالی کے ایک 'جہادی' گروپ نے چار سال قبل اغوا کر کے یرغمال بنا لیا تھا اور اب چار سال کے بعد انھیں رہا کیا گیا ہے۔ سوفی پیٹرونین نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا نام 'مریم' رکھا ہے۔ سوفی کے قبول اسلام نے ایک خاص طبقے میں ہلچل پیدا کر دی ہے اور وہ مضطرب نظر آنے لگا ہے۔

یکطرفہ مذہبی برین واشنگ

اس خاتون کو قید میں اسلام کا فقط ایک چہرہ دکھایا گیا ہے۔ جبکہ ہم ایکس مسلم پیدائشی مسلمان ہیں اور تحقیق کے نتیجے میں اسلام کے بھیانک اور وحشیانہ چہرہ کو بھی دیکھنے قابل ہیں کہ جسے مولوی چھپاتے ہیں، اور ہمارا علم اس قید میں بند رکھے جانی والی خاتون کے یکطرفہ علم کے مقابلے میں کہیں زیادہ گہرا ہے۔

جب اسلام ان "جہادیوں" کو لوگوں کو "یرغمال" بنانے سے نہیں روک پایا، تو پھر ان جہادیوں کی تبلیغ سے جب یہ خاتون مسلمان ہوئی ہے، تو پھر اسکی ذہنی حالت کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔

خود مسلمان کہتے ہیں کہ داعش کے لاکھوں سپورٹرز "مذہبی برین واشنگ" کا نتیجہ ہے۔ تو جب داعش جیسا یہ اغوا میں ملوث جہادی گروپ اگر برین واشنگ کر کے اس ایک خاتون کو مسلمان کر دیتا ہے، تو پھر یہ برین واشنگ اسلام کی حقانیت کی دلیل کیسے بن گئی؟

معاہدہِ عمر جزیہ کے نام پر اقلیتوں کو ذلیل و خوار کرنے کی شرمناک انتہا

مسلمان برین واشڈ ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جزیہ دے کر اقلیتیں اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کے لیے آزاد ہیں۔ انہیں اصل اسلام کا پتاہی نہیں کہ اسلام کی منشا جزیہ کے نام پر اقلیتوں کو بری طرح ذلیل و خوار اور استحصال کرنا ہے۔ ذیل میں 'معاہدہ عمر' (عربی: العهد العمرية) کی شرائط ابن کثیر کی تفسیر سے پیش کی جا رہی ہیں تاکہ دنیا ہوشیار ہو جائے اور مسلمانوں کے دھوکے میں نہ آئے۔

تفسیر ابن کثیر (آیت 9:29) لنک:

پس جبتک وہ (غیر مسلم) حقیر بن کر خواری کے ساتھ اپنے ہاتھوں جزیہ نہ دیں انہیں نہ چھوڑو۔ اور اہل ذمہ کو مسلمانوں پر عزت و توقیر دینی اور انہیں اوج و ترقی دینا جائز نہیں صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ (ص) فرماتے ہیں یہود و نصاریٰ کو بھی سلام کی ابتداء نہ کرو اور جب ان سے کوئی راستے میں مل جائے تو اسے (ذلیل کرنے کے لیے) تنگ راستے سے گذرنے پر مجبور کرو۔ یہی وجہ تھی جو حضرت عمر فاروق نے ان غیر مسلموں کو ذلیل کرنے، انکو پست کرنے اور انکی تحقیر کرنے (عربی الفاظ: بإذلالهم وتصغيرهم وتحقيرهم) کے لیے ایسی ہی شرطیں انکے سامنے رکھی تھیں۔ عبدالرحمن بن غنم اشعری کہتے ہیں میں نے اپنے ہاتھ سے عہد نامہ لکھ کر حضرت عمر کو دیا تھا کہ اہل شام کے فلاں فلاں شہری لوگوں کی طرف سے یہ معاہدہ ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے ساتھ کہ جب آپ کے لشکر ہم پر آیا تو ہم نے آپ سے اپنی جان مال اور اہل و عیال کے لئے امن طلب کی ہم ان شرطوں پر وہ امن حاصل کرتے ہیں کہ:

1) ہم اپنے ان شہرں میں اور ان کے آس پاس کوئی نیا گرجا گھر اور نئی خانقاہ نہیں بنائیں گے۔

2) مذہبی عبادتگاہوں اور نہ ایسے کسی خرابی والے مکان کی اصلاح کریں گے اور جو پرانے ہو کر گرنے والے ہیں ان کی مرمت نہیں کریں گے۔

3) ہماری عبادتگاہوں میں اگر کوئی مسلمان مسافر اترنا چاہے تو اسے روکیں گے نہیں خواہ دن ہو خواہ رات ہو ہم ان کے دروازے رہ گذر اور مسافروں کے لئے کھلے رکھیں گے اور جو مسلمان آئے ہم اس کی تین دن تک مہمانداری کریں گے،

4) ہم اپنے ان مکانوں یا رہائشی مکانوں وغیرہ میں کہیں کسی جاسوس کو نہ چھپائیں گے، مسلمانوں سے کوئی دھوکہ فریب نہیں کریں گے

5) اپنی اولاد کو قرآن نہ سکھائیں گے (کیونکہ قرآن 9:28 کے مطابق اہل کتاب نجس ہیں)، شرک کا اظہار نہ کریں گے (یعنی اپنے تثلیث کے عقیدے کا اظہار نہیں کریں گے) نہ کسی کو شرک کی طرف بلائیں گے (یعنی اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کریں گے)،

6) ہم میں سے کوئی اگر اسلام قبول کرنا چاہے ہم اسے ہر گز نہ روکیں گے،

7) مسلمانوں کی توقیر و عزت کریں گے، ہماری جگہ اگر وہ بیٹھنا چاہیں تو ہم اٹھ کر انہیں جگہ دے دیں گے،

8) ہم مسلمانوں سے کسی چیز میں برابری نہ کریں گے، نہ لباس میں نہ جوتی میں نہ سر کے بال بنانے میں،

9) ہم ان کی زبانیں نہیں بولیں گے، ان کی جیسے نام نہیں رکھیں گے،

10) ہم (پستی دکھانے کے لیے) کاٹھی والے گھوڑوں پر سواریاں نہ کریں گے (بلکہ بغیر کاٹھی کے سواری کریں گے)، تلواریں نہ لٹکائیں گے نہ اپنے ساتھ رکھیں گے۔ انگوٹھیوں پر عربی نقش نہیں کرائیں گے، ہم شراب فروشی نہیں کریں گے،

11) ہم اپنے سروں کے آگے والے حصے کے بالوں کو منڈوا کر تنجار رکھیں گے

12) اور جہاں کہیں ہوں گے کمر کے گرد زنار (پٹی) لپیٹے رہیں گے (تاکہ دور سے بطور غیر مسلم پہچانے جائیں اور تحقیر و تضحیک کا نشانہ بنائے جا سکیں)،

13) صلیب کا نشان اپنے گرجوں پر ظاہر نہیں کریں گے۔

14) اپنی مذہب کتابیں مسلمانوں کے راستوں اور بازاروں میں ظاہر نہیں کریں گے

15) گرجوں میں گھنٹیاں بلند آواز سے نہیں بجائیں گے

16) نہ مسلمانوں کی موجودگی میں با آواز بلند اپنی مذہبی کتابیں پڑھیں گے

17) نہ اپنے مذہبی شعار کو راستوں پر ادا کریں گے

18) نہ اپنے مرنے والوں پر اونچی آواز سے روئیں گے

19) نہ ان کے جنازوں کو لے کر (اپنے عقیدے کے مطابق دھویں کی) دھونی دیتے ہوئے مسلمانوں کے راستوں سے گذریں گے

20) مسلمانوں کے حصے میں آئے ہوئے غلام ہم نہ لیں گے مسلمانوں کی خیر خواہی ضرور کرتے رہیں گے ان کے گھروں میں جھانکیں گے نہیں۔ جب یہ عہد نامہ حضرت فاروق اعظم کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے ایک شرط اور بھی اس میں بڑھوائی کہ ہم کسی مسلمانوں کو ہر گز ماریں گے نہیں یہ تمام شرطیں ہمیں قبول و منظور ہیں اور ہمارے سب ہم مذہب لوگوں کو بھی۔ انہی شرائط پر ہمیں امن ملا ہے اگر ان میں سے کسی ایک شرط کی بھی ہم خلاف ورزی کریں تو ہم سے آپ کا ذمہ الگ ہو جائے گا اور جو کچھ آپ اپنے دشمنوں اور مخالفوں سے کرتے ہیں ان تمام مستحق ہم بھی ہو جائیں گے۔

ابن کثیر الدمشقی لکھتا ہے کہ جناب عمر نے یہ اسی کے تحت اپنی خلافت میں یہ شرائط غیر مسلموں پر عائد کیں تاکہ غیر مسلموں کو "ذلیل" کیا جا سکے، انکو "پستی" میں دھکیلا جا سکے، ان کو "تحقیر و پستی و تضحیک" کا نشانہ بنایا جا سکے۔ ابن کثیر الدمشقی کے عربی الفاظ یہ ہیں: إذلالهم وتصغيرهم وتحقيرهم۔ یہ انسانیت کی بہت بڑی تذلیل ہے۔

مرد عورت بات چیت پر پابندی۔۔۔ عظیم فساد کا موجب

صحیح بخاری کی روایت (لنک ڈسکرپشن میں) کے مطابق رات کو عائشہ رفع حاجت کے لیے نکلیں، تو پیچھے سے قافلہ روانہ ہونے لگا۔ لوگوں نے عائشہ کا خالی ہودہ اٹھالیا اور وہ سمجھے کے عائشہ ہودے میں ہی موجود ہیں۔ شریعت میں چونکہ مرد عورت بات چیت کو فتنہ اور بے حیائی سمجھا جاتا ہے، اس لیے ہودہ اٹھانے سے قبل کسی نے یہ شرعی بے حیائی کرتے ہوئے عائشہ کو ہیلو ہائے بھی نہ کہا۔ نتیجتاً قافلہ آگے نکل گیا اور عائشہ پیچھے اکیلی رہ گئیں۔ صفوان نامی صحابی بھی پیچھے تھے۔ انہیں عائشہ ملیں تو اگلے دن وہ عائشہ کو لے کر قافلے میں پہنچے۔

اس پر طوفان مچ گیا اور 1 مہینے تک لوگ (بشمول پیغمبر) عائشہ کے کردار پر بھرپور شک کرتے رہے اور پیغمبر نے عائشہ سے ٹھیک طرح سے بات تک نہ کی بلکہ علی سے عائشہ کو طلاق دینے کے صلاح مشورے کرنا شروع ہو گئے۔

روایت آگے بیان کرتی ہے کہ دوسری طرف عائشہ نے رو رو کر آنکھیں سجالیں اور پورے مہینے وہ اذیت میں تھیں۔ ایک مہینے کے بعد عائشہ نے پیغمبر کو اپنی صفائی دینے سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ وہ لاکھ اپنے آپ کو بے گناہ کہتی رہیں لیکن پیغمبر نے اپنے دل میں یہ بات بٹھالی ہے کہ وہ مجرم ہیں، چنانچہ کوئی بھی صفائی دینے کا فائدہ نہیں۔ یہ کہہ کر عائشہ نے پیغمبر سے منہ پھیر لیا۔

کرتے کرتے بات چیت پر پابندی کا فساد اتنا بڑھا کہ اسکی وجہ سے اوس و خزرج کے دو قبیلوں میں "جنگ" ہونا شروع ہو گئی۔ بڑی مشکل سے بیچ بچاؤ کر کے اس جنگ کو روکا گیا، ورنہ خون کی ندیاں بہنے والی تھیں۔

بات چیت پر پابندی کی وجہ سے معاشرہ اتنا شکی مزاج ہو جاتا ہے، کہ بالکل نفسیاتی مریض بن جاتا ہے۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ صحابہ میں سے حسان بن ثابت، مسطح اور حمنہ بنت جحش نے عائشہ پر بدکرداری کا جھوٹا الزام لگا ڈالا۔ آج تک مسلمان یہ نہیں بتلا پائے کہ ان عظیم صحابہ، کہ جن کے لیے مسلمان آج بھی "رضی اللہ عنہم" استعمال کرتے ہیں، انہوں نے عائشہ پر یہ جھوٹا الزام کیوں لگایا؟ حالانکہ وجہ صاف سامنے ہے کہ اسلام کی یہ غیر فطری پابندیاں معاشرے کو "نفسیاتی مریض" بنا رہی ہیں، اور صرف اسی مرض کی وجہ سے انہوں نے عائشہ پر جھوٹا الزام لگایا۔

ذرا سوچئے، ایک مہینے کی طویل مدت پر مشتمل اس سارے ڈرامے میں بنیادی فساد کی جڑ تھا "مرد اور عورت کی بات چیت پر پابندی"۔ یہی پابندی آج تک اسلامی معاشرے کو hunt کر رہی ہے۔ آج بھی ڈھیروں غلط فہمیاں اسکی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، اور آج بھی اس پابندی کی وجہ سے بات قتل تک پہنچ جاتی ہے۔ آج بھی معاشرہ ان غیر فطری پابندیوں کی وجہ سے نفسیاتی مریض بنا ہوا ہے۔

شریعت میں ساری سزائیں "جسمانی" ہی کیوں ہیں؟

جیل میں "قید" کی سزا کیوں نہیں؟

محمد صاحب نے شریعت کے نام پر جو سزائیں جاری کیں، ان میں کہیں بھی آپ کو "قید" کی سزا نہیں ملے گی۔ بلکہ ہر سزا جسمانی ہے اور کوڑوں سے شروع ہوتی ہے اور قتل پر ختم ہوتی ہے۔ فرق ہے تو صرف کوڑوں کی تعداد میں، یا پھر جسمانی اعضاء کے کاٹنے میں، یا پھر تلوار سے سر قلم کر کے قتل کرنے، یا پھر پتھر مار کر سنگسار کرنے میں۔

ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جاہل عرب معاشرے میں "قید خانوں" کا کوئی تصور ہی موجود نہیں تھا۔ اس لیے جسے سزا دینی ہوتی تھی، اسے فٹافٹ جسمانی سزا میں کوڑے لگا کر، یا ہاتھ پاؤں کاٹ کر، یا پھر پتھر مار کر، یا پھر گلا کاٹ کر فارغ کر دیا جاتا تھا۔

اور آسمان پر کوئی اللہ تو موجود تھا نہیں جو کہ جاہل عربوں کو قید خانے کی سزا سے متعارف کرواتا، بلکہ یہ سارا ڈرامہ تو محمد صاحب خود کھیل رہے تھے، اور خود ہی شریعت کی سزائیں تجویز کر رہے تھے۔ اور چونکہ محمد صاحب خود اس جاہل عرب معاشرے کا حصہ تھے، چنانچہ ان میں اتنا شعور نہ تھا کہ جاہل عربوں کی "جسمانی سزاؤں" سے آگے کی بات سوچ پاتے اور قید خانے کو متعارف کروا پاتے۔

افسوس کے مذہبی مسلمان آج بھی اس جاہل عرب کلچر کے پیروکار بنے ہوئے ہیں، اور آج بھی ان "وحشیانہ جسمانی" سزاؤں کو جاری کرنا چاہتے ہیں۔ آج بھی یہ منکر ہیں کہ کوئی چور قید خانے میں جا کر اپنی اصلاح کر سکتا ہے اور باشعور شہری بن سکتا ہے۔ نہیں، انہیں تو بس ہر حال میں چوری کے نام پر آج بھی ہاتھ ہی کاٹنے ہیں۔

کیا قرآن سے زیادہ بے ربط کتاب بھی کوئی ہے؟

عام آدمی کیسے قرآن سمجھ سکتا ہے جبکہ اسکی بے ربطی کا عالم یہ ہے کہ (1) مکی سورتوں میں مدنی آیات گھسی ہیں اور مدنی سورتوں میں مکی آیات (2) اس سے زیادہ شدید مسئلہ یہ ہے کہ قرآن ایک بات کرتا ہے، پھر اسے ادھورا چھوڑ کر اگلی آیت میں کچھ اور بات کرنے لگتا ہے، اور پھر اس دوسری بات کو ادھورا چھوڑ کر پھر سے پلٹ کر پہلی بات شروع کر دیتا ہے۔ (3) مگر قرآن کی یہ بے ربطی انتہا کو اس وقت پہنچی جب قرآن آیت کے پہلے حصے میں ایک بات کرتا ہے، پھر درمیانی حصے میں کوئی اور واقعہ شروع ہو جاتا ہے، اور پھر آیت کے آخری حصے میں پھر پلٹ کر پہلے قصے کی طرف آ جاتا ہے۔ مثلاً:

(القرآن 5:3) تم پر مرا ہوا جانور اور خون اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے یہ سب حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں۔ مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی کہ پاسوں سے قسمت معلوم کرو یہ سب گناہ (کے کام) ہیں آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں تو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ (اور) آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ ہاں جو شخص بھوک میں ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) گناہ کی طرف مائل نہ ہو (تو وہ یہ حرام گوشت کھا سکتا ہے) بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ اس آیت کا پہلا اور آخری حصہ حرام چیزوں کے متعلق ہے اور یہ حکم سن 6 ہجری میں صلح حدیبیہ سے متصل نازل ہوا۔ مگر اسی آیت کا درمیان والا حصہ (دین کامل کیا جانا) اسکے چار سال بعد سن 10 ہجری میں رسول کی وفات سے تقریبا 81 دن پہلے نازل ہوا۔ مولانا مودودی تفہیم القرآن میں اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں لکھتے ہیں:

> مستند روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر سن ۱۰ ہجری میں نازل ہوئی تھی۔ لیکن جس سلسلۂ کلام میں یہ واقع ہوئی ہے وہ صلح حُدیبیہ سے متصل زمانہ (سن ۶ ہجری) کا ہے۔

کیا آپ دکھا سکتے ہیں کہ کیا دنیا کی کوئی اور کتاب ایسی موجود ہے جو ایسی بے ربط ہو؟

قرآن کے قانونِ وراثت میں ریاضی کی فاش غلطیاں

نصاب کا ترکے سے کم ہونا:

کئی کیسز ہیں جہاں وراثت قرآن کے نصاب کے مطابق بانٹنے کے بعد بھی کئی حصے بچ جاتے تھے۔ مثلاً قرآن (آیت 4:11 اور 4:12) نے کہا کہ اگر ایک شخص کے ورثا میں ایک بیوی، ماں، باپ اور ایک بیٹی ہو، تو ان میں ترکہ یوں تقسیم ہو گا:

☆ بیوی کا حصہ 1/8

☆ ماں کا حصہ 1/6

☆ باپ کا حصہ 1/6

☆ بیٹی کا حصہ 1/2

ریاضی کے مطابق ترکے کو 24 حصوں میں تقسیم کیا جائے گا (یہ Basic Figure24 ہے جو کہ 8، 6، 2 سے تقسیم ہو جاتا ہے اور نتیجہ whole number میں نکلتا ہے)۔ چنانچہ اب ورثاء کو حصے یوں ملیں گے:

☆ بیوی کو 24 میں سے 3 حصے

☆ ماں کو 24 میں سے 4 حصے

☆ باپ کو 24 میں سے 4 حصے

☆ بیٹی کو 24 میں سے 12 حصے

لیکن ورثا کے یہ حصے (3+ 4+ 4+ 12) مل کر صرف 23 حصے بنتے ہیں۔ چنانچہ ترکہ کے 24 حصوں میں سے 1 حصہ فالتو بچ جاتا ہے۔

قرآن کی یہ آیات نازل ہوئی سورۃ نساء میں جو 4 ہجری میں نازل ہوئی۔ بعد میں جب قرآن کے مطابق وراثت بانٹتے ہوئے یہ فالتو حصے بچنے شروع ہوئے تو مشکل پڑ گئی کہ ان کا کیا کیا جائے اور کیوں قرآن مکمل نصاب نہ دے سکا۔ پیغمبر نے اس پر بہانہ نکالا کہ فالتو بچ جانے والے حصوں کو قریب ترین 'مرد' رشتے دار (عصبہ) کو دے کر جان چھڑائی جائے۔

عصبہ کی مثال:

ایک بوڑھے شخص کی موت کے بعد اس کی وارث صرف اسکی بوڑھی بیوی ہے، اور ایک دور کا مرد رشتہ دار ہے (جیسے دور دراز کا کزن یا اس کا بیٹا)۔ چنانچہ قرآن کے مطابق:

☆ بوڑھی بیوی کا حصہ صرف 1/4 (یعنی 25%)

☆ جبکہ بقیہ سارا عصبہ کے نام پر دور دراز کے کزن کا حصہ، یعنی 75% (چاہے دور دراز کا یہ کزن جوان ہو اور کماؤ پوت ہو اور اسے کسی پیسے کی ضرورت نہ بھی ہو)۔

آپ کو انسانی فطرت کے حوالے سے یہ تقسیم "حکیمانہ" لگ رہی ہے یا پھر "ظالمانہ"؟ کیا اس کے بعد بھی کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام دین فطرت ہے؟

چنانچہ اگر مان بھی لیا جائے کا عصبہ کا حصہ ریاضی کی غلطی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ جان بوجھ کر رکھا گیا، تب بھی یہ ماننا پڑے گا کہ اسلام کسی بھی صورت "دین فطرت" نہیں جو بوڑھے شخص کی بوڑھی بیوہ کو صرف 25٪ حصہ دے رہا ہے جبکہ دور دراز کے کزن کو 75٪ فیصد حصہ۔ اور اس دور دراز کے کزن پر یہ بھی 'فرض' نہیں ہے کہ وہ بوڑھی بیوہ کے اخراجات اٹھائے۔

نصاب کا ترکے سے بڑھ جانا:

یہاں پر نصاب سے جو حصہ بن رہا ہے، وہ ترکے سے زیادہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ ممکن ہی نہیں کہ ترکے میں سے اس نصاب کے ساتھ ورثاء میں حصے بانٹے جا سکیں۔

پہلی مثال:

فرض کریں ایک شخ کی جائیداد 3 بیٹیوں، والدین اور بیوی میں تقسیم ہونی ہے تو وہ اس قرآنی نصاب کے مطابق پوری تقسیم ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ قرآن (آیت 4:11 اور 4:12) کے مطابق:

☆ 3 بیٹیوں کا حصہ ہوا 2/3

☆ ماں کا حصہ 1/6

☆ باپ کا حصہ 1/6

☆ بیوی کا حصہ ہوا 1/8

چنانچہ اگر جائیداد کے 24 حصے کیے جائیں، تو قرآن کے مطابق:

- ☆ بیوی کو ملیں گے 3 حصے
- ☆ ماں کو ملیں گے 4 حصے
- ☆ باپ کو ملیں گے 4 حصے
- ☆ 3 بیٹیوں کو ملیں گے 16 حصے

لیکن اگر ان تمام حصوں کو جمع کیا جائے تو یہ 27 حصے بنتے ہیں، جبکہ ہمارے پاس جائیداد صرف 24 حصوں پر مشتمل ہے۔ یعنی اتنی جائیداد ہی نہیں ہے کہ جتنی کہ حصوں میں بانٹی جا رہی ہے۔ قرآن کے بعد پیغمبر کی حدیث میں دیکھیں تو دور دور تک اس مسئلے کا کوئی حل موجود نہیں۔

چنانچہ عمر ابن خطاب کے دور میں صحابہ نے قرآن حکم کے برخلاف اپنی طرف سے 'عول' کے نام پر نئی 'بدعت' جاری کرتے ہوئے حصوں کے نصاب میں تبدیلی کر دی۔ اور نیا نصاب یوں مقرر ہوا:

- ☆ بیوی کا حصہ 1/8 کی بجائے 3/27
- ☆ باپ کا حصہ 1/6 کی بجائے 4/27
- ☆ ماں کا حصہ 1/6 کی بجائے 4/27
- ☆ 3 بیٹیوں کا حصہ 2/3 کی بجائے 16/27

خود صحابہ میں پھر بھی اس عول کی نئی بدعتی تقسیم پر اختلاف باقی رہا اور کبیر صحابی ابن عباس نے اس کو تسلیم نہیں کیا (لنک)۔ شیعہ اور سنی فرقے بھی اس عول پر دست و گریباں ہیں۔

قرآن عصبہ کی طرح عول کا حکم بتانا بھول گیا۔ اگر عول کروانا ہی تھا تو قرآن صرف اتنا کہہ دیتا کہ تناسب کے ساتھ ہر ایک کا حصہ کم کر دو۔ لیکن قرآن یہ بتانے سے عاجز رہا۔

دوسری مثال:

سعودی اسلام سوال جواب ویب سائیٹ (لنک) لکھتا ہے:

> عمر ابن خطاب کے دور میں یہ مسئلہ کھڑا ہوا کہ مرنے والی عورت کا شوہر اور اس کی 2 بہنیں وارث تھیں. عمر ابن خطاب نے فرمایا: "اللہ نے شوہر کا حصہ آدھا رکھا ہے اور بہنوں کا حصہ 2/3۔ اگر میں شوہر سے حصہ دینا شروع کرتا ہوں تو بہنوں کو 2/3 پورا حصہ نہیں دے سکتا، اور اگر بہنوں کو

> پہلے 2/3 حصہ دے دوں تو پھر شوہر کو آدھا حصہ نہیں دے سکتا۔"
> چنانچہ صحابہ سے رائے پوچھی گئی، تو صحابہ میں سے کچھ نے رائے دی کہ اگے نصاب وراثت کے حصوں سے زیادہ بن رہا ہے تو ہر ایک کا حصہ قرآن کے بتائے گئے حصہ سے تناسب کے حساب سے کم کر دیا جائے تاکہ سب حصہ دار اس کمی کا بوجھ برابر سے اٹھائیں۔ چنانچہ یہاں سے 'عول' کا یہ طریقہ کار رائج ہوا۔ جبکہ صحابی عبداللہ ابن عباس عول سے متفق نہیں تھے بلکہ وہ اس کا ایک اور حل لے کر آئے۔"

چنانچہ ابن عباس نے صحابہ کے اپنی طرف سے گھڑے ہوئے اس نئے "بدعتی حل"، یعنی عول کی مخالفت کی اور اس کے مقابلے میں اپنا نیا حل پیش کیا جو کہ ایک بار پھر نیا بدعتی حل تھا۔

مسلمان بہانہ: بیوی کو 'پہلے' حصہ دیا جائے

قرآن میں ریاضی کی اس فاش غلطی پر مسلمانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ وہ ایک نیا بہانہ لے کر آ گئے کہ:

☆ پہلے بیوی کا 1/8 حصہ دیا جائے۔

☆ پھر "بقیہ" بچ جانے والی وراثت کو والدین کا 1/3 حصہ اور بچوں کا 2/3 حصہ دیا جائے۔

جواباً عرض ہے کہ:

☆ قرآن نے کہیں نہیں حکم دیا کہ پہلے بیوی کا حصہ نکالا جائے گا اور پھر بقیہ میں سے والدین اور بچوں کو دیا جائے گا۔ آپ قرآن کی یہاں مخالفت کر رہے ہیں۔

☆ حدیث میں بھی کہیں موجود نہیں کہ پہلے بیوی کا حصہ دیا جائے گا۔

☆ اسی طرح صحابہ نے بھی بیوی کو پہلے حصہ نہیں دیا اور نہ ہی بقیہ میں سے اولاد اور والدین کو حصہ دیا، بلکہ انہوں نے عول کا سہارا لیتے ہوئے ہر ایک کے حصے کو تناسب کے حوالے سے کم کر ڈالا۔

چنانچہ آپ نہ صرف قرآن کی مخالفت کر رہے ہیں بلکہ آپ صحابہ کی بھی مخالفت کر رہے ہیں۔ آپ بیوی کو پہلے حصہ دے کر قرآن کے مطابق تقسیم نہیں کر رہے ہیں، بلکہ "اپنی حکمت" کے مطابق تقسیم کر رہے ہیں جو کہ بدعت ہے۔

ایک عجوبہ قرآنی کیس: بہن کا ترکہ بیوی اور ماں سے بھی زیادہ

فرض کیجئے ایک شخص مرتا ہے اور پیچھے ایک بیوی، ایک ماں اور ایک بہن کو چھوڑتا ہے، تو پھر:

☆قرآن کی آیت 4:11 کے مطابق ماں کا حصہ ہے 1/3 (کیونکہ اس کی نہ اولاد ہے اور نہ ہی بھائی ہے)

☆اور بیوی کا ترکہ ہے 1/4 (آیت 4:12 کے مطابق)

☆اور پھر بہن کا ترکہ ہے 1/2 (آیت 4:176 کے مطابق)

ایک بار پھر یہاں پر مسئلہ پیدا ہو رہا ہے کہ حصے نصاب سے زیادہ بن رہے ہیں۔

مگر یہ تنہا مسئلہ نہیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ سنگین اور مضحکہ خیز مسئلہ یہ نکل رہا ہے کہ اس تقسیم میں بہن کا حصہ بیوی اور ماں سے کہیں زیادہ نکل رہا ہے۔ جبکہ بیوی اور ماں ڈائریکٹ وارث ہیں اور بہن فقط ان ڈائریکٹ وارث۔

قرآن کے مطابق حصے یوں نکل رہے ہیں:

☆بیوی کا حصہ 23.08%

☆ماں کا حصہ 30.77%

☆جبکہ ان ڈائریکٹ وارث بہن کا حصہ 46.15%

کیا یہ بات کبھی بھی آپ کی عقل میں آسکتی ہے کہ بہن کا حصہ بیوی اور ماں سے بڑھ جائے؟ کیا پھر بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام دینِ فطرت ہے؟

آپ اسے آنلائن وراثت کیلکولیٹر میں بھی چیک کر سکتے ہیں۔

http://inheritance.ilmsummit.org/projects/inheritance/home.aspx

"برقعے کے قید" کی جگہ "انسانی فطرت" کو سمجھئے اور "فرسٹریشن" کا خاتمہ کیجئے

1۔ محمد نے پہلے رمضان کی راتوں میں بیویوں سے سیکس پر پابندی لگائی۔ مگر یہ پابندی انسانی فطرت کے خلاف تھی اور مرد حضرات 30 راتوں تک بیوی سے سیکس کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ نتیجہ نکلا کہ صحابہ راتوں کو چوری چھپے بیویوں سے سیکس کرنے لگے۔ حتیٰ کہ عمر ابن خطاب بھی سیکس کر بیٹھے۔ چنانچہ محمد کو مجبوراً نئی قرآنی آیت نازل کروا کر پچھلا حکم منسوخ کروانے کا ڈرامہ کرنا پڑا، اور اس دفعہ محمد نے رمضان کی راتوں میں سیکس حلال کر دیا (قرآن 2:187)

2۔ آپ مدرسوں کے بچوں کو برقعہ نہیں پہنوا سکتے۔ چار و ناچار واحد آپشن فرسٹریشن کا خاتمہ ہے۔

3۔ آپ گھروں میں بہن و بیٹی و ماں کو برقعہ نہیں پہنوا سکتے۔ فرسٹریشن کی وجہ سے پاکستانی سسٹر پورن، مدر پورن جیسے الفاظ کو گوگل پر سرچ کرنے میں پوری دنیا میں پچھلی ایک دھائی سے سر فہرست ہیں۔ چار و ناچار آپ کو فرسٹریشن کا خاتمہ کرنا ہو گا۔

اگر معاشرے میں فرسٹریشن موجود ہے، تو برقعہ کبھی بھی مرد کے اندر کے شیطان کو جاگنے سے نہیں روک سکتا۔ مسلمان کہتے ہیں کہ صحابہ کرام اللہ پر ایمان کے حوالے سے سب سے بہترین جنریشن تھی۔ مگر اسکے باوجود وہ رمضان کی 30 راتوں تک میں اپنی فرسٹریشن پر قابو نہ رکھ پائے اور گناہ کا شکار ہو گئے، حالانکہ وہ کنوارے نہ تھے۔ تو پھر آج کا دور کہ جہاں میڈیا کی وجہ سے دنیا کی حسین ترین لڑکیوں کے دیدار کے مواقع میسر ہیں، تو پھر آج کا کنوارہ نوجوان خود کو گناہ سے کیسے محفوظ رکھے جبکہ اسکی شادی کی عمر 25 تا 30 سال تک پہنچ چکی ہے؟

مسلمان آرگومینٹ ہے کہ "نکاح" کو آسان بنایا جائے اور 12 تا 14 سال کی عمر میں لڑکی اور لڑکے کی شادی کر دی جائے۔ مگر وہ پھر غلطی پر ہیں کیونکہ "عملی" طور پر یہ چیز mass scale پر ناممکن ہے اور پچھلے 1400 سالوں میں یہ ممکن نہ ہو پایا۔ ہر باپ چاہتا ہے کہ اس کی بیٹی کو ایسا شوہر ملے جو کماؤ پوت ہو اور اس کی بیٹی کے اخراجات اٹھا سکے۔ خود غربت کی وجہ سے محمد کی شادی 25 سال تک نہ ہو پائی تھی، اور انہیں پھر خدیجہ جیسی بڑی عمر کی بیوہ سے مجبوراً شادی کرنا پڑی۔

چنانچہ نہ تو من تیل ہو گا اور نہ مسلمانوں کی رادھا کبھی ناچے گی۔

کوئی بھی نظام 100٪ پرفیکٹ نہیں ہو سکتا، مگر پھر بھی مغرب نے آج کے دور میں فرسٹریشن کے خاتمے کا بہت کامیابی سے علاج نکالا ہے، جہاں انہوں نے سیکس سے لطف اندوز ہونے کو آسان بنایا ہے، اسے زنا، فاحشہ اور حرامزادے جیسی مذہبی اصطلاحات سے پاک کیا ہے، اور اسے شادی کی "ذمہ داریوں" سے علیحدہ رکھا ہے۔ جبکہ اسلام میں سیکس جرم ہے زناکاری ہے، فحاشی ہے، حرامزدگی ہے اور صرف شادی کی ذمہ داریوں سے مشروط ہے، اور اس وجہ سے یہ انسانی فطرت کے خلاف ہے اور ہمیشہ ناکام رہے گا۔ حتیٰ کہ "مذہبی اخلاقیات" کا ہزار رونا رونے کے باوجود عیسائی پادری بھی کلیسا میں بچوں کو ریپ کرنے سے باز نہ آ سکے۔ مدرسوں میں عورت پر برقعے کی قید ہے تو نتیجہ بچوں کا ریپ ہے۔ پشتون علاقوں میں عورت برقعے میں قید ہے تو نتیجہ بچہ بازی کی صورت میں سامنے ہے۔ مذہب کبھی بھی "انسانی فطرت" کو تبدیل نہیں کر سکتا۔

صفیہ بنت حیی کے باپ، بھائی و شوہر کو قتل کر کے 3 دن بعد ہی صفیہ سے پیغمبر اسلام کی ہمبستری

پس منظر: پیغمبر اسلام نے جنگ خیبر میں یہودی سردار کی بیٹی صفیہ بنت حیی کے باپ، بھائی اور شوہر کو قتل کیا (انکی نئی نویلی شادی ہوئی تھی) اور پھر ان خواتین کو اپنے مقتول باپ و بھائی و شوہروں پر رونے بھی نہ دیا اور انہیں اسی حالت میں مسلمانوں میں سیکس کے لیے تقسیم کر دیا گیا۔ صفیہ کی خوبصورتی مشہور تھی اس لیے انہیں پیغمبر اسلام کے حوالے کر دیا گیا۔ بخاری کی روایت کے مطابق 3 دن کے بعد خیبر سے 14 میل کے فاصلے پر واقع مقام سد الصہباء میں صفیہ جیسے ہی حیض کے خون سے فارغ ہوئیں، تو پیغمبر اسلام نے انکے ساتھ ہمبستری کی (حوالہ: صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث 4212)۔

انسانیت کے نقطہ نگاہ سے یہ اسلامی شریعت شرمناک ہے اور انسانیت کی شدید توہین ہے، مجبور و بے بس عورت پر ظلم عظیم ہے، اس لاچار عورت کا "ریپ بالجبر" ہے۔

مسلمانوں کا جھوٹی روایت گھڑ کے پیغمبر اسلام کے دفاع کی کوشش

پیغمبر اسلام کے جنسی وحشیانہ فعل کا دفاع کرنے کے لیے مسلمان ہر جگہ یہ روایت پیش کر رہے ہوتے ہیں۔

طبقات ابن سعد، 8/123:

> ۔۔۔ پیغمبر اسلام نے صفیہ کو کہا: "فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے، اگر تم اسلام قبول کر لو تو میں تمہیں اپنے پاس ہی روک لوں گا، اور اگر تم یہودیت پر برقرار رہنا چاہو، تو ایسا ہے کہ میں تمہیں آزاد کیے دیتا ہوں، تم اپنی قوم کے پاس چلی جاؤ۔" صفیہ نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول! **میں تو آپ کے دعوت دینے کے پہلے ہی سے اسلام کی مشتاق تھی اور دل سے آپ کی تصدیق کر چکی تھی۔ جب میں آپ کے گھر آئی ہوں تب بھی مجھے یہودیت میں کوئی رغبت نہیں تھی۔ اور اب تو ان میں کوئی میرا باپ ہے نہ بھائی۔ آپ نے مجھے کفر و اسلام کے درمیان اختیار دیا ہے تو (میرا فیصلہ یہ ہے کہ) اللہ اور اس کے رسول مجھے (یعنی) آزادی اور اپنی قوم میں لوٹنے سے زیادہ عزیز ہیں۔**

طبقات نامی اس کتاب کو خود مسلمان تاریخ کی کتاب کہہ کر ہر جگہ رد کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر اس روایت کی وہ نہ تو سند پیش کرتے ہیں، اور نہ اس سند کی جرح کہ یہ صحیح روایت ہے یا ضعیف۔ (اپنی دفعہ مسلمانوں کے لیے ہر چیز حلال ہے۔ چاہے یہ انکے منافقانہ دوغلے رویے ہی کیوں نہ ہوں)۔

جبکہ عقلی طور پر یہ روایت درایت کے اصول پر پوری نہیں اترتی۔ خیبر کے یہودیوں نے صاف طور پر محمد کو پیغمبر ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر صفیہ کیسے اسلام کی اور پیغمبر کی مشتاق ہو سکتی ہیں؟ اور وہ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ پیغمبر اسلام (جس نے انکے باپ و بھائی و شوہر کا قتل کروایا) وہ انہیں اپنی غلامی سے آزادی، اور اپنی قوم، اپنی ماں بہنوں و دیگر رشتے داروں سے زیادہ عزیز ہیں؟

اور تیسری بات یہ کہ خود مسلمانوں کی ہی صحیح حدیث بتلا رہی ہے کہ پیغمبر اسلام کا عزیز ہونا تو ایک طرف رہا، صفیہ تو اس شخص کو مبغوض ترین انسان سمجھتی تھیں۔

صحیح ابن حبان (11/607) اور البانی نے اسکو حسن کہا ہے:

> صحابی عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ صفیہ نے کہا: **پیغمبر اسلام میرے نزدیک مبغوض ترین انسانوں میں سے تھے، اس لیے کہ انہوں نے میرے شوہر، باپ**

اور بھائی کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اور وہ پھر مجھ سے اس سلسلے میں معذرت کرتے تھے اور عذر پیش کرتے تھے کہ: "تمہارا باپ عربوں کو میرے خلاف ورغلاتا تھا اور اس نے یہ کیا اور یہ کیا" یہاں تک کہ وہ (بغض) میرے دل سے دور ہو گیا۔

یہ روایت خود گواہ ہے کہ باپ و بھائی و شوہر کے قتل کے تین دن بعد ہی صفیہ کسی صورت بھی راضی خوشی معقول ترین انسان سے شادی اور سیکس کے لیے تیار نہیں ہو سکتی۔

یہود و نصاری کی شریعت میں بھی دشمن کی عورتوں کو 30 دن غم منانے کی اجازت ہے

یہود و نصاری کی شریعت بھی انسانیت کے نام پر دھبہ ہے کیونکہ یہ بھی قیدی عورتوں سے سیکس بالجبر کی اجازت دیتی ہے۔ لیکن شرمناکی اور انسانیت سوزی اور وحشیانہ جنسی رویوں کے جو ریکارڈ مسلمانوں کے اللہ کی اسلامی شریعت نے قائم کیے ہیں، اسکا کوئی مقابلہ نہیں۔

اسلامی شریعت کے مطابق تو دشمن کی عورتوں کو اپنے پیاروں کے غم کا منانے کے لیے ایک لمحہ بھی نہیں دینا ہے، اور اگر وہ کنواری ہیں، یا پھر کم عمری کی وجہ سے انہیں ابھی تک حیض نہیں آیا، تو باندیاں تقسیم ہوتے ہی مسلمان ان سے سیکس شروع کر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ شوہر والیاں ہیں، تو پھر ایک دفعہ خون سے پاک ہونے کا انتظار کرنا ہے (نیز اگر حیض پہلے سے جاری تھا اور اس دن ختم ہوا ہے، تو اسی دن سیکس شروع کر دو جیسا کہ صفیہ کا حیض 3 دن میں ہی ختم ہو گیا)۔ نیز حیض کے دوران بھی سوائے شرمگاہ میں دخول کے بقیہ ان عورتوں سے ہر قسم کے دیگر جسمانی مزے لے سکتے ہو۔

جبکہ یہود و نصاری کی شریعت کے مطابق:

(1) تمہیں اگر کوئی باندی اپنے لیے پسند آتی ہے تو اس سے پہلے باقاعدہ شادی کرنا پڑے گی

(2) اور پھر اس عورت کو پورے 30 دن تک مہلت دینا ہوتی ہے کہ وہ اپنے باپ و بھائی کے قتل کا غم منائے۔

(3) اور ایک مرتبہ بیوی بن جانے کے بعد اسے آگے فروخت نہیں کیا جا سکتا (جبکہ اسلامی شریعت کے مطابق پہلے بغیر بیاہ کے خود ریپ بالجبر کرو، پھر اپنے بھائی کو ھبہ (تحفہ) کر دو کہ وہ اسکا ریپ بالجبر کرے، اور جب تمام بھائیوں کے دل بھر جائیں تو آگے نئے مالک کو سیکس سروس کے لیے بیچ ڈالو)۔

بائیبل، کتاب الاستثناء، باب 21:

جب تُو اپنے دشمنوں سے جنگ کرنے کو نکلے اور خداوند ان دشمنوں کو تیرے ہاتھ میں کر دے اور تُو انکو اسیر کر لائے۔ اور ان اسیروں میں سے کسی خوبصورت عورت کو دیکھ کر تُو اس پر فریفتہ ہو جائے تو تُو اسکو بیاہ لے۔ اور اسے اپنے گھر لے آنا اور وہ اپنا سر منڈوائے اور اپنے ناخن ترشوائے۔ اور اپنی اسیری کا لباس اتار کر تیرے گھر میں رہے اور ایک مہینہ تک اپنے ماں باپ کے لیے ماتم کرے۔ اسکے بعد تُو اسکے پاس جا کر اسکا شوہر ہونا اور وہ تیری بیوی بنے۔ اور اگر وہ تجھ کو نہ بھائے تو جہاں وہ چاہے اسکو جانے دینا لیکن روپے کی خاطر اسکو ہرگز نہ بیچنا اور اس سے لونڈی کا سا سلوک نہ کرنا اس لیے کہ تُو نے اسکی حرمت لے لی ہے۔

امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ اپنی کتاب مسائل الإمام احمد میں لکھتے ہیں:

حدثنا علي بن عثمان قال حدثنا حماد عن علي بن زيد عن أيوب بن عبد الله اللخمي أن ابن عمر قال وقع في سهمي يوم جلولا جارية كأن عنقها إبريق فضة، فقال ابن عمر: فما ملكت نفسي حتى وثبت إليها فجعلت أقبلها والناس ينظرون

ترجمہ:

عبداللہ ابن عمر (خلیفہ دوم کے بیٹے اور کبیر صحابی) کہتے ہیں کہ جلولا کی جنگ کے دن میرے حصے میں ایک کنیز باندی آئی۔ اُسکی گردن صراحی کی طرح لمبی گداز تھی۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ مجھے اپنے پر قابو نہ ہوا اور میں اسی وقت اس پر چڑھ دوڑا اور اسکے بوسے لینا شروع کر دیے جبکہ لوگ میری طرف دیکھ رہے تھے۔

امام الکلانی اپنی کتاب سبل السلام میں اس پر فرماتے ہیں (لنک):

واعلم أن الحديث دل بمفهومه على جواز الاستمتاع قبل الاستبراء

ترجمہ: اور جاننا چاہیے یہ حدیث اہم ہے اور کنیز کے استبراء کر کے پاک ہونے سے قبل اس سے استمتاع (لذت) اٹھانے کا جواز فراہم کر رہی ہے۔

اور کتاب المبسوط میں درج ہے:

وذكر أبو يوسف في الأمالي أن أبا حنيفة كان يقول بالقياس ثم رجع إلى الاستحسان فقال ليس عليه أن يستبرئها وهو قول أبي يوسف ومحمد رحمهما الله

ترجمہ:۔۔۔ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں: یہ ان کے لیے فرض نہ تھا کہ وہ (لذت حاصل کرنے کے لیے) کنیز باندی کو استبراء سے پاک ہونے دیں۔ اور یہی قول امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہے۔

اور تو اور، مسلمان تو حاملہ عورتوں کے جسموں سے بھی شہوتیں کرنے سے نہیں چوکتے تھے۔ وہ بے چاری حاملہ عورتیں اپنے مقتول شوہروں کو رونے بھی نہ پاتی تھیں کہ مسلمان ان سے ننگے جسمانی کھیل کھیلنے لگتے تھے۔

امام ابن حجر العسقلانی اپنی کتاب فتح الباری میں نقل کرتے ہیں:

وقال عطاء لا بأس أن يصيب من جاريته الحامل ما دون الفرج

ترجمہ: عطاء کہتے ہیں کہ حاملہ کنیز باندی سے لذت حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے سوائے اُسکی شرمگاہ کے۔

کنیز باندیوں کے یہ ننگے بازار، یہ کئی کئی مردوں کے ساتھ سیکس بالجبر کا نظام، یہ اسلام کی 1400 سالہ تاریخ کی زینت اور سوغات ہیں۔ یہود و نصاریٰ بھی اس حمام میں ننگے ہیں اور وہ بھی انسانیت کو لہولہان کرتے دکھائی دیتے ہیں اور خدا کے نام پر قیدی عورتوں کو کنیز بنا کر سیکس بالجبر کرتے تھے، مگر پھر بھی اسلام سے وہ کہیں بہتر تھے اور کنیز عورت کی اتنی تذلیل نہیں کرتے تھے جتنا کہ اسلام 1400 سالوں سے کرتا چلا آ رہا ہے۔

جہاں جہاں سائنس قاصر
وہاں وہاں اللہ بھی قاصر

اور جب میں بیمار ہوتا تو وہ شفا دیتا ہے۔
اور جب میں ٹانگ بم دھماکے میں گنوا دیتا ہوں تو وہ ٹانگ نہیں دیتا۔
کیوں؟

کیونکہ بیماری سے شفا کسی بھی دوائی یا جسمانی مدافعتی نظام کی وجہ سے ہو سکتی ہے، اور مذہب کو پھر بعد میں یہ جھوٹا دعوی کرنے کا موقع مل جاتا ہے کہ اللہ نے شفا دی۔

جبکہ ٹانگ اگر ضائع ہو جائے تو دوائی یا جسمانی مدافعتی نظام دوسری ٹانگ نہیں اگا سکتا۔

چنانچہ یہاں مذہب ننگا ہو جاتا ہے اور پوری دنیا کے 1.5 ارب مسلمان مل کر بھی ٹانگ اگنے کی دعا مانگتے رہیں، تب بھی ان کا اللہ قاصر رہتا کہ نئی ٹانگ اگا سکے۔

پچھلے 1400 سال میں اللہ ایک مرتبہ بھی نئی ٹانگ اگانے سے قاصر رہا ہے

عقل رکھنے والوں کے لیے اس میں نشانی پوری ہے اگر وہ سوچنے کی زحمت کریں تو

برادرانِ اہل تشیع

کیا آپ زینب کی لٹتی چادر کے عزادار نہیں؟

مگر کیا ہو جب آپکو پتا چلے کہ سنی فقہ کی طرح شیعہ فقہ میں بھی:

- باندی کو حجاب کی اجازت نہیں
- ائمہ اہلبیت باندی کے سینوں کو ننگا رکھتے تھے
- ائمہ اہلبیت باندی کے ریپ کو حلال بتاتے تھے

کیسے ممکن ہے کہ زینب کی چادر کا آپ کو پاس ہو، مگر ان مظلوم باندی عورتوں پر ہوتے ظلم پر آپ انسانیت کی آواز کو نہ سن پائیں؟

قرآنی دعویٰ: پہلا آسمان زمین سے صرف 62 میل کے فاصلے پر ہے

قرآن کہہ رہا ہے کہ جب یہ شیاطین/جنات پہلے آسمان پر پہنچ کر باتیں سنتے ہیں تو ان پر چنگاریوں (meteors) کی بارش ہو جاتی ہے۔ مگر ہمیں پتا ہے کہ meteors تو زمین سے صرف 62 میل دور اس وقت چنگاری کی طرح روشنی دیتے ہیں جب وہ خلا سے زمین کی فضا میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں۔ اور خلا زمین سے صرف 62 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس لحاظ سے قرآن کے مطابق پہلا آسمان زمین سے صرف 62 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

> (سورة 72، آیات 8 تا 9) جنات کہتے ہیں کہ جب ہم آسمان پر پہنچے تو ہم نے اسے سخت پہروں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا۔ اور یہ کہ پہلے ہم سن گن لینے کے لیے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ پا لیتے تھے، مگر اب جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرتا ہے وہ اپنے لیے گھات میں ایک چمکتا ہوا انگارہ (meteor) لگا ہوا پاتا ہے"

تو سوچئے، کیا واقعی دنیا کے تمام سائنسدان اندھے ہیں کہ انہیں صرف 62 میل کے فاصلے پر نہ تو قرآن کا بیان کردہ " ٹھوس آسمان " نظر آتا ہے، نہ ہی یہاں پر موجود فرشتے آپس میں بیٹھے باتیں کرتے نظر آتے ہیں، اور نہ ہی ان فرشتوں کے بنائے گئے برج نظر آتے ہیں جہاں بیٹھ کر وہ جنات/شیاطین پر یہ انگارے میزائلوں کی طرح مار رہے ہوتے ہیں، اور نہ ہی اس پر موجود آدم نبی اور انکی قوم براجمان نظر آتی ہے (صحیح مسلم) . لیکن اگر یہ سائنسدان اندھے نہیں، تو اس کا واحد مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن کا مستند سائنسی بلنڈر (Blunder) ہے اور قرآن کا مصنف صرف اپنے اُس جاہلیت کے زمانے کے غلط سلط قصے کہانیاں اس قرآن میں بیان کر رہا ہے۔

غلاموں کے فرار روکنے کے لیے اسلام کے ظلم کی وہ انتہا کہ جہاں کوئی دوسرا نہ پہنچ پایا

تاریخ میں ہر جگہ فرار ہو جانے والے غلاموں پر بہت جسمانی ظلم کیا جاتا تھا، تاکہ وہ ایک نمونہ بن سکے اور دوسرے غلام ظلم برداشت کرتے رہیں، مگر فرار یا بغاوت کا نہ سوچیں۔ لیکن فرار کے نام پر ظلم کے جو دریا اسلام نے بہائے، اس انتہا پر کوئی دوسرا نہ پہنچ پایا۔ غلاموں کے فرار اور بغاوت کو روکنے کے لیے محمد صاحب نے ظلم کا "دہرا" نظام تخلیق کیا۔

پہلا نظام: مالک کو اجازت دی کہ وہ دیگر جسمانی سزاؤں کے ساتھ ساتھ مفرور غلام کو "ذبح" بھی کر ڈالے تو یہ سزا بھی حلال اللہ ہے۔ جریر نامی صحابی نے اپنے فرار ہونے والے غلام کو ذبح کر ڈالا تھا۔

دوسرا نظام: مگر فرار اور بغاوت کا راستہ روکنے کے لیے محمد صاحب نے ساتھ میں "نفسیاتی ہتھکنڈہ" بھی اپنایا کہ جو غلام بھی فرار ہونے کی کوشش کرے گا، تو وہ لاکھ نماز پڑھے مگر اللہ اس کی نماز قبول نہ کرے گا، بلکہ اللہ کی نظر میں وہ کافر اور مرتد ٹھہرے گا، اور قیامت میں دوزخ کی ابدی آگ میں جلایا جائے گا۔

صحیح مسلم، کتاب الایمان:

> رسول اللہ نے فرمایا: "جو غلام بھی اپنے مالک سے بھاگ جائے، تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا، حتیٰ کہ وہ واپس اپنے مالک کے پاس نہ آ جائے۔

سنن نسائی، کتاب تحریم الدم:

> رسول اللہ فرماتے ہیں: "اگر کوئی غلام فرار ہو جاتا ہے، تو اسکی نماز قبول نہ ہو گی، اور اگر وہ مر گیا تو وہ کفر کی موت مرے گا (چاہے وہ کلمہ شہادت پڑھتا رہے)۔ (صحابی) جریر کا ایک غلام بھاگ گیا۔ تو جب وہ پکڑا گیا تو صحابی جریر نے اسے ذبح کر کے اسکی گردن اتار دی۔
> سنن نسائی کی اس روایت پر محدثین نے "صحیح" کا حکم لگایا ہے

انسانی شعور نے بیسویں صدی میں جا کر غلامی سے نجات حاصل کی۔ مگر کیا آپ کو علم ہے کہ انسانی تاریخ میں غلامی کے خلاف پوری دنیا میں 200 کے قریب بڑی تحریکیں چلیں۔ ان سب کی تفصیل آپ اس لنک پر پڑھ سکتے ہیں۔ https://en.wikipedia.org/wiki/Timeline_of_abolition_of_slavery_and_serfdom

مگر محمد صاحب نے غلامی کو حلال اللہ اور شریعت کا قانون بنا کر انسانی شعور کو یوں موت کے گھاٹ اتارا کہ اسلام کی 1400 سالہ تاریخ میں وسیع و عریض اسلامی سلطنت میں کبھی بھی غلامی کے خلاف ایک تحریک بھی سر نہ اٹھا سکی۔

ان 200 تحریکوں کی طویل لسٹ میں ایک بھی مسلم تحریک موجود نہیں۔ کیا یہ کوئی تعجب کی بات ہے؟

عجیب اسلام: غلام مرد خریدتے ہی عورت کا محرم بن گیا مگر گود لیا بیٹا بالغ ہوتے ہی ماں کے لیے نامحرم

اسلامی شریعت کے مطابق جیسے ہی مرد غلام خریدا جاتا ہے، اسی وقت وہ عورت کے لیے محرم بن جاتا ہے اور تنہا اسکے ساتھ رہ سکتا ہے اور عورت کو اس سے پردہ نہیں کرنا، اس سے اپنی زینت نہیں چھپانی۔ غلام جب چاہے گھر میں مالکن کے پاس تنہائی میں آ جا سکتا ہے۔

> (سورۃ النور، آیت 58) اے ایمان والو! چاہیے کہ **تمہارے غلام** اور وہ بچے جو ابھی حد بلوغ کو نہیں پہنچے (گھروں میں داخل ہوتے وقت) تین اوقات میں تم سے پہلے اجازت طلب کریں۔ نمازِ صبح سے پہلے، اور جس وقت تم دوپہر کو اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین وقت (آرام کرنے کیلئے) تمہارے لئے پردے کے وقت ہیں۔ ان تین اوقات کے علاوہ تم پر اور ان (غلاموں اور چھوٹے بچوں) پر کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ تمہارے پاس بار بار چکر لگاتے رہیں۔

مگر اب دل تھام کر یہ فتویٰ پڑھئے https://www.banuri.edu.pk/readquestion/mun-bole-betay-se-parde-ka-hukum/01-01-2010

اس فتوے کے مطابق ایک جوڑے کے بچے نہیں ہو رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایک بچے کو گود لے لیا۔ پھر عورت نے پوری زندگی اس کی بطور ماں بڑے پیار اور محبت سے اس بچے کی پرورش کی۔ لیکن بچے کے بالغ ہوتے ہی دار العلوم کے مفتی صاحب نے فتویٰ دیا کہ ماں اور بیٹے کا یہ رشتہ ختم ہو چکا ہے، اور ماں اب اس سے پردہ کرے اور اس سے اپنی زینت چھپائے، اور اسے تنہائی میں گھر میں داخل نہ ہونے دے۔

کیا مسلمان حضرات کو یہاں ماں اور بچے پر یہ ظلم ہوتا نظر آ رہا ہے؟

یاد رہے، جب بھی عورت ایک بچے کو پالتی پوستی ہے، تو انسانی فطرت کے عین مطابق بچے اور عورت میں ماں بیٹے کا فطری رشتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پوری دنیا کی تاریخ میں، ہر ہر قوم میں اس پالنے والے رشتے کو انسانی فطرت کا حصہ سمجھا گیا۔ پوری دنیا کے ماہرین نفسیات لاکھوں تجربات کی روشنی میں اس فطری رشتے کو مانتے ہیں۔۔۔۔۔ مگر ایک سوائے اسلام کے۔

مسلم دعویٰ

نبی کا قیدی عورتوں کا باندی بنا کر ریپ کروانا انسانی جرم نہیں، کیونکہ دوسری اقوام بھی یہی کرتی تھیں

یہ کیا بات ہوئی کہ معصوم اور بے گناہ عورتوں اور بچوں پر جو جنگی جرائم دوسرے کرتے تھے، تو انسانیت کے خلاف وہ جنگی جرائم محمد صاحب کے لیے بھی حلال ہو گئے؟

اگر مرد آپس میں لڑتے بھی تھے، تب بھی عورتوں اور بچوں کا کوئی قصور نہیں ہوتا تھا کہ انہیں زندگی بھر کے لیے غلام بنا لیا جائے۔ (بلکہ مرد بھی نہیں لڑتے تھے اور محمد صاحب خود مالِ غنیمت کے لیے پر امن بستیوں پر بھی حملہ آور ہو جاتے تھے)

انسانیت ایسے کسی قانون کو نہیں مانتی کہ جہاں مردوں کے کیے گئے کسی جرم کی سزا عورتوں اور چھوٹے بچوں کو دی جائے۔

یورپی اقوام نے انیسویں صدی میں تمام اسلامی ممالک کو فتح کر لیا تھا، مگر انہوں نے مسلمان عورتوں کا ریپ نہیں کیا۔ اس طرح آپ کی دادیاں نانیاں ریپ سے بچ گئیں۔ دعا دیجیے مغربی اقوام کی عوام کو کہ جس نے انسانیت کے نام پر ان جنگی جرائم کا پہلے سے خاتمہ کر دیا تھا، اور اپنی فوجوں پر پابندی لگائی کہ وہ مسلمانوں کی طرح قیدی عورتوں کا ریپ نہ کریں۔

پی ایس: یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ تمام اقوام قیدی عورتوں کا ریپ کرتی تھیں۔ یہود و نصاریٰ میں قیدی عورت سے باقاعدہ شادی کر کے اسے آزاد بیوی جیسا مرتبہ دینا ہوتا تھا۔ (بائبل، کتاب الاستثنا، باب 21)

اسلامی شریعت

جب بچے کے 2 دانت نکل آئیں، تو پھر مالک باندی ماں کو بچے سے جدا کر کے دوسرے شخص کو بیچ سکتا ہے



ولا يفرق بين الام وولدها في البيع حتى يثغر

اور کنیز عورت کو بچے سے علیحدہ کر کے اس وقت تک نہ بیچا جائے جبتک بچے کے دو دانت نہ نکل آئیں

(الرسالہ، فقہ امام مالک)

یہ ایک لائن کا چھوٹا سا فتویٰ نہیں، بلکہ یہ مسلمانوں کی 1400 سالہ تاریخ ہے۔ وہ تاریخ کہ جس میں اسکی وجہ سے لاکھوں نہیں بلکہ کڑوڑوں کنیز ماؤوں اور غلام باپوں کو 1400 سالوں میں انکے بچوں سے جدا کر ڈالا گیا۔ کنیز ماں کو تو پھر بچے کے 2 دانت نکلنے تک بچے کے ساتھ رہنے دیا گیا، مگر غلام باپ کو تو یہ حق بھی نہ دیا گیا، اور باپ کو تو بچے کی پیدائش سے قبل یا فوراً بعد جب جی چاہا بیچ ڈالا۔ غلام ماں باپ کا کوئی خاندان نہیں، کوئی اولاد پاس نہیں جو بڑھاپے میں انکا سہارا بنے۔ بلکہ دشمن کے بوڑھے افراد کو تو ایسے ہی قتل کر دیا جاتا تھا کیونکہ وہ بطور غلام کام کے قابل نہیں ہوتے اور نہ ہی انہیں بیچ کر پیسے ملتے بلکہ الٹا وہ مالک پر بوجھ ہوتے۔

سنن ترمذی، کتاب، کتاب السیر:

حضرت سمرة بن جندب بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: **مشرکین کے عمر رسیدہ (ضعیف بوڑھے) افراد کو قتل کر دو البتہ ان کے (نابالغ) بچوں کو زندہ رہنے دو۔** " (امام ترمذی نے اس روایت کو 'حسن صحیح غریب' کہا ہے اور لکھا ہے کہ یہی حدیث حجاج نے قتادہ سے بھی روایت کی ہے)۔

غلط اسلام:

سورج 1 میل کے فاصلے پر آجائے گا، مگر زمین تباہ ہو گی اور نہ لوگ مریں گے

صحیح مسلم، کتاب الجنت، اور اس کی نعمتیں اور اہل جنت:

> آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سورج نزدیک کیا جائے گا یہاں تک کہ ایک میل پر آجائے گا۔ سلیم بن عامر (راوی) نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا میل سے کیا مراد ہے؟ یہ میل زمین کا جو کوس کے برابر ہوتا ہے یا میل سے مراد سلائی ہے جس سے سرمہ لگاتے ہیں)۔ تو لوگ اپنے اپنے اعمال کے موافق پسینہ میں ڈوبے ہوں گے، کوئی تو ٹخنوں تک ڈوبا ہو گا۔ کوئی گھٹنوں تک، کوئی ازار باندھنے کی جگہ تک، کسی کو پسینہ کی لگام ہو گی۔" اور اشارہ کیا رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف (یعنی منہ تک پسینہ ہو گا)۔

لازمی بات ہے کہ سورج ابھی ہزاروں لاکھوں میل دور ہی ہو گا تو اسکی تپش سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہو گی اور مخلوق کا دور دور تک کوئی نام ونشان ہی باقی نہ ہو گا۔ مگر محمد صاحب سورج کو 1 میل (بلکہ سلائی کے برابر قریب پہنچوا کر بھی) یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ نہ صرف زمین قائم رہے گی، بلکہ لوگ بھی نہیں مریں گے، بلکہ زیادہ سے زیادہ کچھ لوگوں کو منہ تک پسینہ آجائے گا۔

چونکہ پرانے زمانے کے لوگوں کو اس سائنس کا علم نہیں تھا، اس لیے محمد صاحب کھل کر ایسے چیزوں کے متعلق خود سے قصہ گھڑ سکتے تھے اور کوئی انہیں نہیں پکڑ سکتا تھا۔ مگر اسلام کو مشکل یہ ہوئی کہ آج کے زمانے میں سائنس نے انتہائی ترقی کر لی اور سورج کے متعلق ان غلط اسلامی قصوں کی قلعی کھول ڈالی۔

یاد رہے کہ اسلام کا نظام اس دعوے پر قائم ہے کہ اللہ کی وحی 100٪ صحیح ہے۔ لیکن اگر کسی ایک معاملے میں بھی وحی غلط ثابت ہو جائے، تو بقیہ 99.99% اسلام خود بخود غلط ثابت ہو جاتا ہے اور اسلام کی پوری عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے۔

حجاب لینے پر عمر ابن الخطاب کا کنیز باندیوں کو سوٹیوں سے مارنا اور پھر انکا حجاب کھینچ لینا

اور کہنا کہ وہ مسلمانوں میں فتنہ پیدا کر رہی ہیں

اور وہ حجاب لے کر آزاد مسلم عورتوں کی برابری نہ کریں

نوٹ کیجئے:

- جلباب ایک بڑی چادر کو کہتے ہیں۔ حجاب کی آیت (قرآن 33:59) میں قرآن کے مصنف نے آزاد مسلمان عورتوں کو یہی جلباب سر پر اوڑھنے، اور انکے ذریعے اپنے سینے اور جسم چھپانے کا حکم دیا ہے۔
- جبکہ 'خمار' سر کے چھوٹے سکارف کو کہتے ہیں جس سے صرف سر ڈھکتا ہے، جبکہ سینے ننگے رہتے تھے۔ آج کے دور میں عربی مرد آپ کو سروں پر یہی چھوٹا خمار پہنے نظر آتے ہیں۔
- باندیوں کو سر پر صرف 'خمار' لینے کی اجازت ہوتی تھی جس سے سر ڈھک جاتے تھے لیکن سینے اور بدن ننگے رہتے تھے۔

صحیح روایات کے مطابق اگر کوئی کنیز باندی غلطی سے بھی جلباب لے لیتی تھی تو عمر ابن الخطاب سوٹیاں مار مار کر زبردستی اسکے جلباب اتروا دیتے تھے (جس سے نہ صرف اس کا سر، بلکہ سینے بھی ننگے ہو جاتے تھے)۔

سعودی مفتی اعظم البانی نے اپنی کتاب الغلیل الارواء میں یہ 'صحیح' روایت نقل کی ہے:

أخرجه ابن أبي شيبة في " المصنف " (2 / 82 / 1) : حدثنا وكيع قال : حدثنا شعبة عن قتادة عن أنس قال : " رأى عمر أمة لنا مقنعة فضربها وقال : لا تشبهين بالحرائر " . قلت : وهذا إسناد صحيح

امام ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب المصنف میں نقل کیا ہے کہ عمر ابن الخطاب نے ایک کنیز باندی کو مقنہ (جلباب کی طرح کی چھوٹی چادر) لیے دیکھا تو آپ نے اسکو ضرب لگائی اور کہا کہ وہ آزاد مسلم عورتوں کی 'برابری' کی کوشش نہ کرے۔

اس روایت کی اسناد صحیح ہیں۔

اور عبدالرزاق (متوفی 211 ہجری) نقل کرتے ہیں:

عبد الرزاق عن معمر عن أيوب عن نافع أن عمر رأى جارية خرجت من بيت حفصة متزينة عليها جلباب أو من بيت بعض أزواج النبي صلى الله عليه و سلم فدخل عمر البيت فقال من هذه الجارية فقالوا أمة لنا – أو قالوا أمة لآل فلان – فتغيظ عليهم وقال أتخرجون إماءكم بزينتها تفتنون الناس

ایک مرتبہ عمر نے دیکھا کہ ایک نوجوان باندی لڑکی جناب حفصہ یا پھر ازواج نبی میں سے کسی کے گھر سے یوں نکل کر باہر آئی کہ اس نے جلباب پہن کر زینت کی ہوئی تھی۔ اس پر عمر گھر میں داخل

ہوگئے اور فرمایا: "یہ کون لڑکی ہے؟" انہوں نے کہ کہ یہ کسی کی کنیز لڑکی ہے۔ عمران لوگوں پر غضبناک ہوئے اور کہا: "یہ لڑکی جلباب سے زینت کیے چلی گئی، اور یہ مسلمانوں میں فتنہ پیدا کر رہی ہے (کیونکہ وہ اسے آزاد سے علیحدہ کر کے بطور باندی پہچان نہیں پا رہے)۔

امام شعبانی (متوفی 189 ہجری) لکھتے ہیں (کتاب المبسوط، جلد 3، صفحہ 7):

ولا ينبغي للرجل أن ينظر من أمة غيره إذا كانت بالغة أو تشتهي مثلها أو توطأ إلا ما ينظر إليه من ذوات المحرم ولا بأس بأن ينظر إلى شعرها وإلى صدرها وإلى ثديها وعضدها وقدمها وساقها ولا ينظر إلى بطنها ولا إلى ظهرها ولا إلى ما بين السرة منها حتى يجاوز الركبة

ایک آدمی کو اجازت نہیں ہے کہ وہ کسی کنیز عورت کو بلوغت کی عمر پہنچ جانے کے بعد دیکھے یا اسکی خواہش کرے سوائے اپنی کنیز عورت کے۔ وہ دوسرے کی کنیز عورت کے صرف وہ حصے دیکھ سکتا ہے جس کی محرم رشتے داروں کی صورت میں اجازت ہے۔ چنانچہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر وہ دوسرے کی کنیز کے بالوں، اسکے پستان (سینے)، اسکے ہاتھ اور پاؤں کو دیکھے۔ کنیز عورت کے جن حصوں کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے وہ اسکا پیٹ یا کمر ہیں، اور وہ کچھ جو کہ اسکی ناف اور گھٹنوں کے درمیان ہے۔

اور عبدالرزاق اپنی کتاب المصنف میں ابن جریج (متوفی 150 ہجری) سے نقل کرتے ہیں:

عبد الرزاق عن بن جريج قال بلغني عن أشياخ من أهل المدينة أن الخمر على الإماء إذا حضن وليس عليهن الجلابيب

ابن جریج کہتے ہیں کہ مدینے کے شیوخ کے مطابق جب باندی لڑکی کو حیض آنا شروع ہو جاتا تھا تو وہ سروں پر خمار (سر کا سکارف) لیتی تھیں، لیکن جلباب نہیں لیتی تھیں (جو کہ سر کے ساتھ سینے اور پورے جسم کو ڈھانپتی تھی)۔

اور سعودی مفتی اعظم البانی اپنی کتاب ارواء الغلیل میں لکھتا ہے:

حدثنا علي بن مسهر عن المختار بن فلفل عن أنس بن مالك قال: " دخلت على عمر بن الخطاب أمة قد كان يعرفها لبعض المهاجرين أو الأنصار , وعليها جلباب متقنعة به , فسألها: عتقت؟ قالت: لا: قال: فما بال الجلباب؟! ضعيه عن رأسك , إنما الجلباب على الحرائر من نساء المؤمنين , فتلكأت , فقام إليها بالدرة , فضرب بها رأسها حتى ألقته عن رأسها ".

قلت: وهذا سند صحيح على شرط مسلم.

صحابی انس ابن مالک کہتے ہیں: کسی مہاجر یا انصار کی باندی عمر ابن خطاب کے پاس اس حالت میں آئی کہ اس نے جلباب پہنی ہوئی تھی (جلباب: وہ چادر جو سر کو ہی نہیں بلکہ ننگے سینوں کو بھی ڈھانپنے کے لیے استعمال ہوتی تھی)۔ عمر نے اس سے کہا: "کیا تمہیں آزاد کر دیا گیا ہے؟" اُس نے کہا: "نہیں۔" اس پر عمر نے کہا: "تو پھر اس جلباب کو سر سے اتار دو کیونکہ جلباب صرف آزاد مسلم عورت کے لیے ہے۔" باندی نے جلباب کو اتارنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا، تو اس پر عمر

اٹھے اور انہوں نے اس باندی کو درے سے مارنا شروع کر دیا اور اس کے سر پر ضرب لگائی حتی کہ باندی نے جلباب اتار پھینکا۔

امام البانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر 'صحیح' ہے۔

اور تو اور کنیز باندیوں کے لیے نماز میں بھی حجاب نہ تھا۔ امام ابن حزم اپنی کتاب المحلیٰ میں نقل کرتے ہیں:

لا يستحي من أن يطلق أن للمملوكة أن تصلي عريانة يرى الناس ثدييها وخاصرتها

امام ابو حنیفہ کو یہ کہنے میں کوئی تامل نہ تھا کہ کنیز باندی عریاں ہو کر نماز پڑھے گی اور لوگ اسکی کھلی چھاتیوں اور پیٹھ کو دیکھ سکتے ہیں۔

اور سعودی مفتی اعظم شیخ عثیمین کتاب الشرح الممتع میں لکھتا ہے:

الأَمَةُ - ولو بالغة - وهي المملوكة، فعورتها من السُّرَّة إلى الرُّكبة، فلو صلَّت الأَمَةُ مكشوفة البدن ما عدا ما بين السُّرَّة والرُّكبة، فصلاتها صحيحة، لأنها سترت ما يجب عليها ستره في الصَّلاة.

ایک باندی، چاہے وہ بالغ ہو اور کسی کی ملکیت میں ہو، اس کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے، اور اگر وہ اس حالت میں نماز پڑھے کہ ناف اور گھٹنے کے درمیان کے علاوہ اس کا بقیہ پورا جسم ننگا ہو، تب بھی اس کی نماز صحیح ہے کیونکہ اس نے اس جگہ کو ڈھانپ رکھا ہے کہ جس کی نماز میں ضرورت ہے۔

کیا آپ کو اسلام کے عورت کے حوالے سے 2 انتہاؤں پر جاتے دوغلے رویے اور تضادات نظر آتے ہیں؟

- ایک طرف مسلمان آزاد عورت کے نام پر عورت پر اتنی شدید پابندیاں لگائیں کہ وہ فقط آنکھ کھلی رکھ کر باہر نکل سکتی ہے، اور بقیہ پورا جسم حجاب میں قید ہے۔
- مگر دوسری طرف کنیز باندی کے نام پر اسلام نے عورت کو اتنا ننگا کیا کہ 1400 سال تک اسلامی معاشروں میں (بشمول جناب محمد کے دور کے) سینکڑوں ہزاروں کنیز باندیاں ننگے سر اور ننگی چھاتیوں معاشرے میں پھر رہی ہوتی تھیں، ان پر آوازیں کسی جاتی تھی، لفنگا لوجہ پن دکھا کر انہیں اذیت دی جاتی تھی۔

اور انہیں اسی نیم برہنہ حالت میں غلامی کے بازاروں میں نیلامی کے لیے کھڑا کر دیا جاتا تھا، اور گاہکوں کو اجازت ہوتی تھی کہ وہ ہاتھوں سے ان کے پورے جسم کو ٹٹولیں بشمول نازک نسوانی اعضاء کے۔

- اسلام نے تمام عورتوں کو ساری زندگی اذیت کا نشانہ بنوا دیا۔ چاہے آزاد عورت کو پردے میں قید کر کے اذیت کا نشانہ بنایا ہو، یا پھر باندی کے نام پر عورت کو ننگا بازاروں میں کھڑا کر کے۔

آسمان پر اللہ نامی کوئی شے موجود نہیں ہے، بلکہ یہ سب کا سب محمد صاحب کا اپنا انسانی ڈرامہ تھا۔ اور اسی انسانی ڈرامے کے رنگ آپ کو اسلام میں موجود ان "تضادات" کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

ایک باندی، چاہے وہ بالغ ہو اور کسی کی ملکیت میں ہو، اس کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے، اور اگر وہ اس حالت میں نماز پڑھے کہ ناف اور گھٹنے کے درمیان کے علاوہ اس کا بقیہ پورا جسم ننگا ہو، تب بھی اس کی نماز صحیح ہے کیونکہ اس نے اس جگہ کو ڈھانپ رکھا ہے کہ جس کی نماز میں ضرورت ہے۔

کیا آپ کو اسلام کے عورت کے حوالے سے 2 انتہاؤں پر جاتے دوغلے رویے اور تضادات نظر آتے ہیں؟

- ایک طرف مسلمان آزاد عورت کے نام پر عورت پر اتنی شدید پابندیاں لگائیں کہ وہ فقط آنکھ کھلی رکھ کر باہر نکل سکتی ہے، اور بقیہ پورا جسم حجاب میں قید ہے۔
- مگر دوسری طرف کنیز باندی کے نام پر اسلام نے عورت کو اتنا ننگا کیا کہ 1400 سال تک اسلامی معاشروں میں (بشمول جناب محمد کے دور کے) سینکڑوں ہزاروں کنیز باندیاں ننگے سر اور ننگی چھاتیوں معاشرے میں پھر رہی ہوتی تھیں، ان پر آوازیں کسی جاتی تھی، لفنگا لوچہ پن دکھا کر انہیں اذیت دی جاتی تھی۔

اور انہیں اسی نیم برہنہ حالت میں غلامی کے بازاروں میں نیلامی کے لیے کھڑا کر دیا جاتا تھا، اور گاہکوں کو اجازت ہوتی تھی کہ وہ ہاتھوں سے ان کے پورے جسم کو ٹٹولیں بشمول نازک نسوانی اعضاء کے۔

- اسلام نے تمام عورتوں کو ساری زندگی اذیت کا نشانہ بنوا دیا۔ چاہے آزاد عورت کو پردے میں قید کر کے اذیت کا نشانہ بنایا ہو، یا پھر باندی کے نام پر عورت کو ننگا بازاروں میں کھڑا کر کے۔

آسمان پر اللہ نامی کوئی شے موجود نہیں ہے، بلکہ یہ سب کا سب محمد صاحب کا اپنا انسانی ڈرامہ تھا۔ اور اسی انسانی ڈرامے کے رنگ آپ کو اسلام میں موجود ان "تضادات" کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

مسلمانوں کا جھوٹا بہانہ

محمد صاحب ام حرام سے سر کی جوئیں اس لئے نکلواتے تھے کیونکہ وہ آپ کی رضاعی خالہ تھیں

"رسول اللہ حضرت ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور وہ آپ کو کھلایا پلایا کرتی تھی، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ فراغت کے بعد وہ آپ کے سر مبارک سے جوئیں نکالنے لگیں۔ اس دوران میں رسول اللہ کو نیند آگئی " (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، حدیث: 2788)

رسول اللہ اپنی ازواج مطہرات کے علاوہ مدینہ طیبہ میں کسی کے گھر تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ البتہ آپ ام حرام (بنت ملحان) کے گھر چلے جاتے تھے۔ صحابہ نے جب (اس پر حیرانگی سے) رسول سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا: "ام سلیم کا بھائی میرے ساتھ (ایک غزوہ) میں شہید ہوگیا تھا، اس لئے میں اس سے ہمدردی کرنے جاتا ہوں۔" (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، حدیث: 2844)

مسلم عذر خواہ آج دعویٰ کر رہے ہوتے ہیں کہ ام حرام رسول کی رضاعی خالہ تھیں، اس لئے وہ ان کے گھر جاتے تھے، اور جوئیں نکلواتے تھے اور انکی گود میں ہی سو جاتے تھے۔

لیکن یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ جب محمد صاحب سے یہ سوال کیا گیا، تو یہ انہوں نے تو یہ بہانہ نہیں بتایا کہ ام حرام رضاعی خالہ ہیں، بلکہ انکا عذر یہ تھا کہ ام حرام کا بھائی ایک غزوے میں ان کے ساتھ شہید ہوا تھا۔ محمد صاحب کا یہ عذر بھی عجیب ہے۔ کیا غزوات میں صرف ایک ام حرام کا بھائی ہی شہید ہوا تھا؟ اگر نہیں، تو پھر ام حرام سے اس اسپیشنل ہمدردی کی وجہ کیا تھی؟

اگر یہ بات صحیح ہے تو صحابہ کو حیرانی کس بات پر تھی، کیا کسی محرم وخالہ کے گھر جانا کوئی مشکوک بات ہوتی ہے؟ خود نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب اس رشتے کا حوالہ دوجہ اپنے آنے جانے کو قرار نہیں دیا تو کیا ہمارے یہ شارح، نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ سے زیادہ سمجھدار ہیں کہ اور ہی وجہ ڈھونڈھ لائے ہیں جو شاید خود نبی اور صحابہ کو بھی پتا نہیں تھی۔ ہمارے یہ شارح تو نہیں بتا سکے، مگر کیا کسی کو پتا ہے کہ ام حرام کی کس بہن کا دودھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا تھا جس سے یہ رضاعی خالہ بن گئی تھیں؟

کچھ مسلمان تو اس سوال سے اتنے پریشان ہوئے کہ انہوں نے حلیمہ سعدیہ کو ہی ام حرام کی سگی بہن قرار دے دیا۔ مگر خود دوسرے مسلمانوں نے ان کی تکذیب یہ کہتے ہوئے کردی کہ ام حرام بنت ملحان کا باپ تو کوئی اور تھا اور ام حرام تو مدینہ میں رہنے والی "انصار" خاتون تھیں، جبکہ حلیمہ بنت ابی ذویب کا باپ کوئی اور تھا اور حنین کے علاقے میں رہتی تھیں جو کہ مدینہ کی طرف نہیں، بلکہ طائف کے راستے میں پڑتا تھا۔

عثمان ابن عفان کی لاش 3 دن مدینے میں گلتی سڑتی رہی

نہ آسمان پر کوئی اللہ تھا اور نہ ہی صحابہ کوئی ستارے تھے۔

خلیفہ سوم عثمان ابن عفان اور ان کے گورنروں کی کرپشن پر انہیں صحابہ اور تابعین نے عثمان کو مدینے میں قتل کر ڈالا۔

- قتل کے بعد عثمان کی لاش 3 دن اور 3 راتوں تک مدینہ کی گلیوں میں گلتی سڑتی رہی
- مگر مدینہ میں موجود ہزاروں صحابہ (بشمول علی کے) کسی نے عثمان کی لاش کو نہ غسل دی، نہ جنازہ پڑھا، اور نہ دفنایا۔
- عمیر بن ضابی نامی صحابی نے عثمان کی لاش پر اچھل کر عثمان کی لاش کی پسلی توڑ ڈالی۔
- 3 دن کے بعد عثمان کے رشتے داروں (بنی امیہ) کے 5 افراد عثمان کی لاش کو دفنانے کے لیے قبرستان لے کر چلے۔
- اس پر مدینے کے لوگ راستے میں کھڑے ہو گئے اور انہوں نے عثمان کی لاش پر پتھر برسانے شروع کر دیے۔
- اور انہوں نے عثمان کی لاش کو مسلمانوں کے قبرستان "جنت البقیع" میں دفن نہیں ہونے دیا۔
- مجبور ہو کر عثمان کے رشتے داروں نے عثمان کو جنت البقیع سے منسلک یہودیوں کے قبرستان "حش کوکب" میں دفنا دیا، جو کہ متروک شدہ قبرستان تھا اور اُس وقت پیشاب پاخانے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔
- بعد میں جب معاویہ ابن ابی سفیان خلیفہ بنا، تو اس نے یہودیوں کے قبرستان کو بھی جنت البقیع سے ملا دیا۔

ابن کثیر الدمشقی لکھتا البدایہ والنہایہ کی جلد ہفتم، صفحہ 376 میں لکھتا ہے:

> اب رہی بات آپ کی قبر کی جگہ کی، تو بلا اختلاف آپ حش کوکب میں۔۔۔ جو کہ بقیع کی مشرقی جانب واقع ہے، دفن ہوئے ہیں۔ اور بنی امیہ کے زمانے میں آپ کی قبر پر ایک گنبد بنا دیا گیا جو آج بھی موجود ہے۔۔۔۔ اور ابن جریر طبری کا بیان ہے کہ عثمان اپنے قتل کے بعد تین روز تک بغیر دفن کیے پڑے رہے۔

ذیل میں ہم تاریخ طبری سے اس ضمن میں تمام روایات پیش کر رہے ہیں۔

تاریخ طبری سے عثمان کی تدفین کی پہلی روایت:

عثمان تین دن تک بغیر دفن کفن کے گھر میں پڑا رہا اور کوئی اُس کی لاش کو دفنانے نہیں آیا۔ پھر حکیم بن حزام اور جبیر بن مطعم نے علی ابن ابی طالب سے اُس کو دفنانے کی کے لئے بات چیت کی۔ اور پھر ان کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد گھر والوں نے عثمان کو دفن کرنے کی تیاری شروع کی۔ مگر جب مدینہ کے لوگوں کو پتا چلا کہ عثمان کو دفنانے کے لئے لایا جارہا ہے تو وہ پتھر لیکر راستے پر کھڑے ہوگئے۔ عثمان کے گھر کے چند لوگ اُس کے جنازے کو لیکر حش کوکب کو چلے جو کہ یہودیوں کا قبرستان تھا۔ جب عثمان کا جنازہ وہاں پہنچا تو لوگوں نے اُس پر پتھر پھینکنے شروع کر دیے اور کوشش کی کہ عثمان کی لاش کو نکال کر ایسے ہی وہاں پھینک دیا جائے۔ جب علی ابن ابی طالب کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے ان لوگوں کے پاس قاصد بھیجا اور ان سے کہا کہ وہ لاش کو دفن ہونے دیں (مگر خود علی نے عثمان کی لاش کو غسل دیا، نہ جنازہ پڑھا اور نہ دفنایا)۔ اس پر وہ لوگ اپنے ارادے سے باز آئے اور عثمان کو (یہودیوں کے قبرستان) حش کوکب میں دفنا دیا گیا۔ اس کے بعد جب معاویہ خلیفہ بنا تو اُس نے حش کوکب کی دیوار کو گرا دیا اور اس کو (مسلمانوں کے قبرستان) البقیع سے ملا دیا۔ اور اُس نے یہ حکم بھی دیا کہ عثمان کی قبر کے آس پاس دیگر مسلمانوں کو بھی دفنایا جائے تاکہ ان کی قبروں کا سلسلہ مسلمانوں کے قبرستان البقیع سے مل جائے۔

دوسری روایت:

عثمان کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ اُس کے ساتھ صرف مروان بن حکم تھا اور اُس کے تین غلام اور پانچویں بیٹی تھی (یعنی پورے مدینہ سے کل 5 افراد جنہوں نے عثمان کی جنازے میں حصہ لیا)۔ اُس کی بیٹی نے اونچی آواز میں واویلا اور ماتم شروع کر دیا۔ لوگوں نے ہاتھوں میں پتھر اٹھا لئے اور آوازیں لگانا شروع کر دیں: نعثل نعثل (بوڑھا کافر) اور انہوں نے اُس کو تقریباً سنگسار ہی کر دیا تھا۔ پھر انہوں نے کہا کہ تم اسے باغ میں لے جاؤ، پس عثمان کو مدینے سے باہر ایک باغ میں دفن کر دیا گیا۔

تیسری روایت:

عثمان کی لاش دو دن تک گھر میں ہی بغیر کفن دفن کے پڑی رہی اور کوئی اسے دفنانے کی جرات نہ کر سکا۔ پھر عثمان کی لاش کو حکیم بن حزام اور جبیر بن معطم، نیار بن مکرم اور ابو جہم بن حذیفہ دفنانے کے لئے آئے۔ اور نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے کچھ لوگ آئے جن میں اسلم بن اوس، ابو حیہ مازنی وغیرہ شامل ہیں۔ لوگوں نے عثمان کو مسلمانوں کے قبرستان جبت البقیع میں بھی دفن نہیں ہونے دیا۔ اس پر اب جہم بن حذیفہ نے کہا کہ عثمان کو دفن ہونے دو کیونکہ اللہ نے اور اُسکے فرشتوں نے اس کی لاش پر نمازِ جنازہ پڑھی ہے (پتا نہیں اُس نے اللہ کو اور اُس کے ملائکہ کو کیسے آتے دیکھا یا پھر جھوٹ بول رہا تھا)۔ چنانچہ عثمان کو حشِ کوکب میں دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب بنو امیہ کے خلفاء کا وقت آیا تو انہوں نے حشِ کوکب کو بقیع کے قبرستان کے ساتھ شامل کر دیا۔

چوتھی روایت:

جب عثمان قتل ہو گئے تو لوگوں نے کوشش کی کہ اُس کا سر کاٹ کر الگ کر دیں، مگر حضرت نائلہ اور ام البنین عثمان کی لاش پر گر پڑیں اور انہیں عثمان کا سر الگ نہیں کرنے دیا اور خوب شور اور واویلا مچانے لگیں اور اپنا منہ پیٹا اور کپڑے وغیرہ پھاڑ لئے۔ اس پر عبدالرحمٰن ابن عدیس (جو بیعتِ رضوان کا ایک صحابی ہے) اُس نے کہا کہ عثمان کو اسی حالت میں چھوڑ دو۔ اس پر وہ لوگ اپنے ارادے سے باز آئے۔ اس کے بعد عثمان کی لاش کو بغیر غسل وغیرہ کے قبرستان لے گئے۔ عثمان کے کچھ حامیوں نے کوشش کی کہ عثمان کو وہاں لیجائیں جہاں دوسرے مسلمانوں کی نمازِ جنازہ پڑھائی جاتی تھی، مگر انصار (یعنی اہلِ مدینہ) نے انہیں ایسا نہیں کرنے دیا۔ جب عثمان کا جنازہ گھر سے باہر رکھا گیا تو عمیر بن ضابی عثمان کی لاش پر کود گیا اور اُسکی ایک پسلی توڑ دی اور کہا کہ تم نے میرے باپ کو قید کر دیا تھا اور اتنی دیر قید رکھا کہ وہ قید خانے میں ہی مر گیا۔

پانچویں روایت:

جب عثمان مارے گئے تو میں بھی عثمان کے جنازے کو لیجانے والوں میں شامل تھا۔ ہم لوگوں کے ڈر سے جنازے کو اتنی جلدی جلدی لیجا رہے تھے کہ عثمان کا سر ایک دروازے سے ٹکرا گیا۔ اُس وقت ہم پر شدید ڈر و خوف طاری تھا۔ اور ہم نے عثمان کو لیجا کر حشِ کوکب میں دفنا دیا۔

چھٹی روایت:

ابن جریر طبری نے اس ضمن میں تین اور روایات پیش کیں ہے، جن کا خلاصہ ابن کثیر دمشقی نے اپنی البدایہ والنھایہ میں پیش کیا ہے۔ یہاں ہم ابن کثیر سے یہ بقیہ روایات نقل کر رہے ہیں:

> اب رہی عثمان کی قبر کی جگہ کی، تو بلا اختلاف آپ حش کوکب میں، جو بقیع کی مشرقی جانب ہے، دفن ہوئے اور بنی امیہ کے زمانے میں آپ کی قبر پر ایک گنبد بنا دیا گیا جو آج تک موجود ہے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ عثمان حش کوکب میں جب اپنی قبر کے پاس سے گذرا کرتے تو فرماتے کہ عنقریب یہاں ایک صالح شخص دفن ہو گا۔ اور ابن جریر کا بیان ہے کہ حضرت عثمان اپنے قتل کے بعد تین دن تک بغیر کفن کیے پڑے رہے، میں کہتا ہوں یوں معلوم ہوتا ہے کہ لوگ حضرت علی کی بیعت کی وجہ سے آپ سے غافل ہو گئے حتی کہ بیعت مکمل ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ آپ دو راتیں بلا دفن پڑے رہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ آپ کو اسی شب کو دفن کر دیا گیا۔ اور آپ کی تدفین خوارج کے خوف سے مغرب اور عشاء کے درمیان ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس بارے میں بعض سرکردہ اصحاب کو اطلاع دی گئی تو وہ صحابہ کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ آپ کو لے کر چلے گئے۔۔۔۔ اور بعض خوارج نے آپ کو روکا اور آپ کو رجم کرنا اور آپ کی چارپائی سے آپ کو گرانا چاہا اور انہوں نے دیر سلع میں یہود کے قبرستان میں آپ کو دفن کرنے کا ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ حضرت علی نے ان کے پاس ایک آدمی بھیجا جس نے انکو اس بات سے منع کیا۔۔۔۔ اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب جنازہ گاہ میں نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے آپ کو رکھا گیا تو بعض انصار (یعنی اہل مدینہ) نے ان کو اس بات سے روکنا چاہا تو حضرت ابو جہم بن حذیفہ نے کہ کہ انہیں دفن کر دو، اللہ اور فرشتوں نے ان کا جنازہ پڑھا ہے۔ پھر وہ کہنے لگے انہیں بقیع میں دفن نہ کیا جائے بلکہ انہیں دیوار کے پیچھے دفن کر دو۔ پس انہوں نے آپ کو بقیع کے مشرق میں کھجور کے درختوں کے نیچے دفن کر دیا۔

حوالہ:

البدایہ والنھایہ، ابن کثیر دمشقی، جلد ہفتم، صفحہ 376

اللہ نے آخر انسان کو کیوں پیدا کیا؟

ایک مومن دوست سے پوچھا کہ اللہ نے انسان کی تخلیق کیوں کی، تو انہوں نے یہ روایت پیش کر دی:

> کنت کنزا مخفیا فاردت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف
>
> ترجمہ: میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا تا کہ میری پہچان ہو۔

میں نے پوچھا کہ خدا نے کیوں 'چاہا' کہ وہ 'پہچانا' جائے؟ اور وہ بھی ایک ایسی پست ہستی (یعنی انسان سے) اپنے آپ کو پہچوانا چاہتا ہے کہ جسے اللہ نے خود پیدا کیا ہو؟ اس میں کونسی عقلمندی کی بات ہوئی کہ اللہ کو ایسی پست ہستی سے پہچانے جانے کی چاہت ہوئی؟ نیز یہ سوال بھی پیش کیا کہ کوئی ہستی جب کسی چیز کی 'چاہت' ہو جائے تو پھر وہ 'بے نیاز' نہیں رہتی، اور نہ ہی وہ خدا کہلوائے جانے کے قابل رہتی ہے۔

دوست نے اسکا جواب نہیں دیا۔ بلکہ آگے بڑھ کر کہنے لگا کہ اللہ فرماتا ہے:

> اور میں نے جن و انس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ (سورۃ الذاریات: آیت 56)

میں نے کہا کہ دوست، جب کسی ہستی کو اپنی عبادت کی "حاجت یا چاہت" ہو جائے، تو وہ ہستی پھر 'بے نیاز' نہیں رہتی، اور ہرگز خدا کہلوائے جانے کے قابل نہیں۔ اور عبادت بھی ایک ایسی پست چیز (یعنی انسان سے) کہ جسے خود اللہ نے پیدا کیا۔

نیز اگر خدا نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا تو اسکی دو آپشنز بنتی ہیں۔ ایک یہ کہ عبادت اس کو نفع دیتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ بے نیاز نہیں ہے بلکہ جب وہ اپنے آپ کو الصمد کہلواتا ہے تو جھوٹ بول رہا ہوتا ہے۔
دوسرا یہ کہ عبادت اسکو کوئی نفع نہیں دیتی۔ ایسی صورت میں وہ ایک ایسے خوشامد پسند چوہدری کے لیول کی حثیت پر نیچے آ جاتا ہے جو کہ ذہنی مریض ہے اور اپنے کمی کمیوں سے خدمت لیکر خوشی محسوس کرتا ہے۔
نیز اللہ "متضاد" دعوے کر رہا ہے۔ قرآن میں دوسری جگہ اللہ پہلے بیان کی تکذیب کرتا ہوا کہہ رہا ہے کہ جنوں اور انسانوں کو جہنم کا پیٹ بھرنے کے لیے پیدا کیا۔

> ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس (الاعراف: 179)
>
> ترجمہ: اور ہم نے دوزخ کے لیے کثیر تعداد میں جن اور انسان پیدا کیے ہیں۔

عجیب اللہ ہے کہ اب اسے جہنم کا پیٹ بھرنے کی 'چاہت' بھی پیدا ہو گئی۔

پیغمبر کی غلط سائنس

عورت کو بھی خواب دیکھ کر مرد کی طرح گھیلا احتلام،

عورت کی منی پتلی زرد رنگ کی

صحیح مسلم، حیض کا بیان (http://www.hadithurdu.com/02/2-1-709):

> ام سلیم رضی نے رسول اللہ سے سوال کیا اس عورت کے بارے میں جو خواب میں وہ دیکھے جو مرد خواب میں دیکھتا ہے تو رسول اللہ نے فرمایا جب عورت اس طرح دیکھے تو اس کو غسل کرنا چاہئے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے شرم کے باوجود عرض کیا کہ کیا واقعی ایسا ہے تو نبی کریم نے فرمایا ہاں ورنہ بچہ کی مشابہت کہاں سے ہو؟ مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا زرد ہوتا ہے پس جو ان میں اوپر آجاتا ہے یا بڑھ جاتا ہے تو اسی سے مشابہت ہوتی ہے۔

صحیح بخاری، کتاب العلم (http://sunnah.com/bukhari/3/72):

> ام سلیم (نامی ایک عورت) نے رسول اللہ سے پوچھا کہ کیا احتلام سے عورت پر بھی غسل ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا کہ (ہاں) جب عورت پانی دیکھ لے۔ (یعنی کپڑے وغیرہ پر منی کا اثر معلوم ہو) تو (یہ سن کر) حضرت ام سلیم نے (شرم کی وجہ سے) اپنا چہرہ چھپالیا اور کہا، یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں! تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، پھر کیوں اس کا بچہ اس کی صورت کے مشابہ ہوتا ہے (یعنی یہی اس کے احتلام کا ثبوت ہے)۔

ام سلیم (خاتون) نے پیغمبر کو کچھ عقل دلانے کی کوشش بھی کی، لیکن پیغمبر پھر نہ مانے۔ مسائل یہ ہیں کہ:

1. عورتوں کو رات کو سوتے وقت مرد کی طرح ایسے احتلام نہیں ہوتا کہ اس کے کپڑے گیلے ہوں۔ ام سلیم بھی اس لیے اس احتلام پر احتجاج کرتی پائی جا رہی ہیں۔
2. سائنس نے پیغمبر کو غلط ثابت کر دیا ہے کہ عورت کی رطوبت زرد رنگ کی ہوتی ہے۔ شہوت کے وقت عورت کو جو رطوبت آتی ہے، وہ زرد رنگ کی نہیں، بلکہ سفید رنگ کی ہوتی ہے۔
3. پھر پیغمبر نے خواب میں اس احتلام کے نام پر عورت پر غسل واجب کر دیا، حالانکہ اسلام کے ہی مطابق جاگتے میں عورت اور مرد ایک دوسرے کو بوسہ وغیرہ کریں، اور بغیر دخول (penetration) کے عورت کے سفید رطوبت آجائے، تب بھی اس پر غسل فرض نہیں۔
4. بچہ کی مشابہت کے متعلق بھی پیغمبر مکمل غلطی پر ہیں۔ بچے کے ماں سے مشابہہ ہونے کا تعلق رطوبت سے نہیں ہے، اور نہ ہی اسکے مرد کے پانی پر حاوی آجانے پر، بلکہ عورت کے انڈے (بیضے) اور مرد کے سپرم سے ہے۔ اور آج تو سائنس نے عورت کا بیضہ (انڈہ) لے کر اس سے ٹیسٹ ٹیوب میں بے بی پیدا کر کے رطوبت کی تھیوری کا مکمل خاتمہ کر دیا ہے۔

اسلام بمقابلہ مغرب ۔۔۔ عورت کو پراڈکٹ کس نے بنایا؟

فطرت کا عالمگیر اصول ہے کہ خوبصورت عورت کی قدر ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی مرد کو مردانہ وجاہت و جسمانی قوت ملی ہے، تو اسکی بھی قدر و قیمت ہوگی۔ مگر مسلمان بریں واشنڈ ہیں۔ انہیں یہ عالمگیر اصول نظر نہیں آتا۔ صبح و شام انکا الزام ہے کہ مغرب نے عورت کو پراڈکٹ بنا ڈالا۔ انہیں چاہیے کہ پہلے ایک نظر اپنے نبی پر ڈال لیں:

صحیح مسلم، کتاب النکاح، حدیث 1007 (لنک):
جنگ خیبر کے بعد دحیہ (صحابی) کے حصے میں ایک خوبصورت باندی (صفیہ) حصے میں آئی۔ جب رسول کے سامنے صفیہ کی خوبصورتی کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے دحیہ کو 7 باندی عورتیں دے کر ان سے خوبصورت صفیہ کو خرید لیا۔ پھر انہیں ام سلیم کے حوالے کر دیا تاکہ وہ صفیہ کو دلہن بنا کر تیار کریں۔



پاؤں کے ناخن سے لے کر سر کے بالوں تک عورت ایک "پراڈکٹ" ہے جس سے ڈیڑھ سو بلین ڈالر کا صرف فیشن کا کاروبار چلتا ہے۔ جو لوگ فیشن کی کلاؤڑیوں کے جسمانی زاویوں کو کیمرہ آرٹ بناتے ہوں اور اس سے اپنی مصنوعات بیچنے کا اہتمام کرتے ہوں، ان کے ہاں اخلاقیات کیا ہوگی۔ ان کا خیال رکھنا چاہیے خواہ اس کے لیے عورت کو اپنے جسم کی برہنگی کی قیمت چکانا پڑے۔ کیا دنیا کے کسی بھی گھر میں کوئی لڑکی باتھ روم سے نکل کر اپنے بہن بھائیوں کے سامنے تولیے میں سے ٹانگیں نکال کر سناتی ہے کہ لوکس کریم سے میری ٹانگیں کس قدر نرم و ملائم ہوگئیں۔ لیکن ٹیلی ویژن اشتہار دکھاتا ہے اور ماں باپ بھائی بہن سب مل کر دیکھ رہے ہوتے ہیں اور اگر کوئی اعتراض کرے تو سارے لبرل سیکولر اچھل پڑتے ہیں کہ دیکھو ان کے دماغ میں فحاشی ہے۔ لیکن کوئی ان کیمرہ مینوں اور سکرپٹ رائٹروں کی آپس کی گفتگو سرعام لے آئے تو انسانیت کا سر شرم سے جھک جائے۔

☆ مغرب تو اشتہارات میں عورت کے ذریعے صرف اپنی دیگر صنعتی پراڈکٹس بیچتا ہے، مگر مسلمانوں کے نبی تو خود عورت کی ہی خرید و فروخت شروع کر دی۔

☆ اور اشتہارات میں خوبصورت عورت پیش کرنے پر مغرب کو طعن کرنے والے پہلے اپنے نبی کے فعل کو تو ملاحظہ فرمالیں جہاں فقط ایک خوبصورت پراڈکٹ (عورت) کے بدلے میں وہ 7 عورتوں کو بطور پراڈکٹ بیچ رہے ہیں۔

☆ پھر وہ کہتے ہیں کہ مغرب میں عورتیں اپنی خوبصورتی اور جسم بیچ کر پیسہ بناتی ہیں۔۔۔۔۔
اپنے گریبان میں جھانکیں جہاں پیغمبر، صحابہ اور جمیع مسلمان عورت کی خوبصورتی اور اسکا جسم بیچ کر پیسہ بنا رہے ہیں۔

☆ یاد رہے مغرب میں تو عورت اپنی مرضی سے اپنا جسم بیچتی ہے، لیکن اسلام نے تو عورت کو مجبور و بے بس بنا دیا ہے اور یہ "دوسرے مرد" ہیں جو کہ انکے جسم اور خوبصورتی کو بیچ کر پیسہ بنا رہے ہیں۔

مسلم پروپیگنڈہ: مساوات کے نام پر مغرب نے عورت پر دگنا بوجھ ڈال دیا

بقول مولانا مودودی: اہل مغرب نے عورت کو "برابری" کا جو مقام دیا ہے، اسے عورت رکھ کر نہیں دیا، بلکہ اس کو آدھا مرد بنا کر دیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ عورت وہ تمام کام بھی کرے جو مرد کرتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ مرد وہ سارے کام نہیں کر سکتا جو عورت کرتی ہے۔ دراصل وہ یہ چاہتے ہیں کہ عورت اپنے وہ فرائض بھی انجام دے جو "فطرت" نے اس پر ڈالے ہیں، جو کو مرد انجام دے ہی نہیں سکتے، اور اس کے ساتھ وہ ان فرائض کے سنبھالنے میں بھی مرد کے ساتھ آکر برابر کا حصہ لے جو فطرت نے مرد کے اوپر ڈالے ہیں۔ گویا، وہ عورت پر تو ڈیڑھ گنا بار ڈالنا چاہتے ہیں اور مرد پر آدھا بار اور اس کا نام انہوں نے رکھا ہے "عورتوں اور مردوں کی مساوات"۔

مسلمانوں کو چیلنج: اگر مسلمان سچے ہیں تو بتلایئے کہ وہ کون سے معاشی حقوق ہیں جو کہ اسلام نے عورت کو دیے ہیں، مگر مغرب نے چھین لیے ہیں؟ اور وہ کونسی معاشی "ذمہ داری" ہے جو مغرب نے عورت کے سر ڈالی ہے؟

مسلمانوں کی سب سے بڑی بڑک یہ ہے کہ اسلام نے شوہر پر ذمہ داری ڈالی ہے کہ وہ بیوی کی کفالت کرے۔ مگر یہ حق تو مغرب نے بھی بیوی کو دیا ہے، اور اسلام سے کہیں زیادہ بڑھ کر دیا ہے۔ مغرب میں اگر شوہر کماتا ہے تو اسے بیوی کی نہ صرف ہر طرح کی کفالت کرنی ہے، بلکہ اگر شوہر کبھی طلاق دیتا ہے تو نہ صرف اس دوران بنائی گئی جائیداد آدھی تقسیم ہوتی ہے، بلکہ طلاق کے بعد بھی شوہر کو مطلقہ بیوی کا خرچہ اٹھانا پڑتا ہے تاکہ نہ تو وہ بھوکی مرے اور نہ ہی بے گھر ہو جائے، تو فقتیکہ وہ دوسری شادی، یا خود کوئی نوکری کرنے کی صورت میں اپنا خرچہ اٹھانے کے قابل نہ ہو جائے۔ جبکہ اسلام میں تو شوہر بیوی کو آدھا کلو کھجور حق مہر دے کر اس کی کمر پر لات مار کر اسے گھر سے نکال باہر کرتا ہے، جس کے بعد مسلمان عورت بے گھر بھی ہے اور بھوکی بھی مر رہی ہے۔ اور سب سے بڑی لعنت کہ اسلامی معاشرے میں اسے مرد کے برابر کمائی اور روزی روٹی کمانے کے مواقع بھی میسر نہیں کہ اپنا پیٹ پال سکے۔ طلاق کی صورت میں وہ معاشی طور پر مکمل طور پر اپنے رشتے داروں یا معاشرے کی ٹھوکروں کے رحم و کرم پر ہے۔

اسلام کا نظام "غیر متوازن" ہے، جہاں سارا معاشی بوجھ شوہر کو ڈھونا پڑتا ہے، چاہے وہ بے چارہ غریب ہی کیوں نہ ہو، یا پھر بیمار ہی کیوں نہ ہو، یا پھر حالات کی وجہ سے بے روزگار ہی کیوں نہ ہو گیا ہو۔ جبکہ مغرب کا نظام مکمل بیلنس میں ہے، جہاں اگر بیوی امیر ہے، اسکا اچھا روزگار لگا ہوا ہے، وہ تندرست ہے، تو پھر اسے برابر کی ذمہ داریاں اٹھانی ہیں تاکہ شوہر بے چارہ بھوکا نہ مرے۔ اس متوازن نظام لانے پر مسلمان مغرب کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ مغرب نے عورت کو اوپر ڈیڑھ گنا ذمہ داریاں اور بوجھ ڈال دیا ہے، جبکہ مرد پر آدھا بوجھ۔

نیز مغرب میں اگر بیوی باہر جاب کرتی ہے، تو گھر پر مرد بیٹھ کر اس پر حکم نہیں چلا رہا ہوتا ہے، بلکہ مغرب میں مرد بیوی کے ساتھ مل کر گھر میں برابر کا کام کر رہا ہوتا ہے، چاہے وہ کھانا پکانا ہو، یا پھر گھر کی صفائی ستھرائی وغیرہ، یا بچوں کی نگہداشت وغیرہ۔ چنانچہ مغرب نے مرد پر گھر میں ذمہ داریاں لاگو کی ہیں، جو کہ اسلام کے غیر متوازن نظام میں مفقود ہیں۔

باپ انزال پہلے کرے تو بچہ باپ کی شکل کا،
اور اگر ماں انزال پہلے کرے تو بچہ ماں کی شکل کا

صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء :

مرد جب اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے اور اسے پہلے انزال ہو جاتا ہے تو بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کو پہلے انزال ہو جاتا ہے تو بچہ اس کی صورت پر ہوتا ہے

اسلام کے اس دعوے میں کئی سائنسی غلطیاں ہیں۔

- بچے کی پیدائش کے لیے باپ کے انزال کی تو ضرورت ہے چونکہ سپرم انزال کی صورت میں ہی خارج ہوتے ہیں، لیکن ماں کے انزال کی کوئی ضرورت نہیں۔ ماں کا انزال فقط سیکس سے لطف اندوز ہونے کے لیے ہے، جبکہ بیضے/انڈے تو خود بخود ماہواری کے حوالے سے وقتِ مقررہ پر بن رہے ہوتے ہیں
- عموماً بچوں میں دونوں ماں اور باپ کی شباہت آتی ہے۔
- ایک سٹڈی کے مطابق 75٪ خواتین کو سیکس کے دوران انزال ہی نہیں ہوتا۔
- اور اکثر مرد تو ایک دو منٹ میں ہی انزال کر جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے 99٪ بچے باپ کے مشابہ ہونے چاہیے ہیں۔
- آج سائنس اتنی ایڈوانس ہو چکی ہے کہ وہ مرد کے سپرم کو براہ راست عورت کے انڈے کے اندر انجیکٹ کر سکتے ہیں، اور اس کے لیے سرے سے عورت کے کسی انزال کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

پیغمبر نے یہ غلط سائنس یونانی حکیم جالینوس سے لی

محمد نے حکیم جالینوس کی تھیوری (غلط سائنسی تھیوری) کو ہی بیان کر دیا۔ جالینوس بھی orgasm کے دوران نکلنے والی عورت کی رطوبت کو بطور ثبوت پیش کرتا تھا کہ مادہ میں بھی semen پائے جاتے ہیں جو کہ بچے کی ماں سے شباہت کا باعث بنتے ہیں۔

حوالہ :

Philip De Lacy (editor and translator). “Galen: On Semen (Corpus Medicorum Graecorum 5.3.1.)”, p.153, Berlin: Akademie. Verlag, 1992